إنَّ مِنَ البَيانِ لَسِحرًا
طلباء، علماء، خطباء اور عامة الناس
کے لیے نادر تحفہ
خطباتِ عباسی
2
مجموعۂ خطبات
استاذ العلماء شیخ الحدیث
حضرت مولانا نجم اللہ العباسی صاحب مدظلہ
امام وخطیب جامع [illegible] یث جامعہ امام ابوحنیفہ
ملنے کا پتہ
اسلامی کتب خانہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

جلد دوم

خطباتِ عباسی

مجموعۂ خطبات

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا

نجم اللہ عباسی مدظلہ

امام و خطیب جامع مسجد الحمراء

استاذ الحدیث جامعہ امام ابوحنیفہؒ

شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم

مرتب

محمد سجاد کاشمیری

نام کتاب: خطبات عباسی جلد دوم

افادات: حضرت مولانا نجم اللہ العباسی صاحب

مرتب: مولوی محمد سجاد کاشمیری 0321-2977602

کمپوزنگ: بنوریہ گرافکس کراچی

طباعت: شفق پرنٹنگ پریس نزد میمن ہسپتال برنس روڈ کراچی

فون: 021-32217897 - 0321-2250577
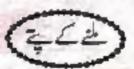
اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ عمر فاروقؓ نزد جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی

مکتبہ عثمانیہ نزد جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت اردو بازار کراچی

الحمراء مسجد، الحمرا سوسائٹی ٹیپو سلطان روڈ کراچی

جامعہ امام ابو حنیفہؒ (مکہ مسجد) کراچی

جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کراچی

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

عرض مرتب

مادیت پرستی کے اس پُر آشوب دور میں اخلاق رذیلہ نے انسانوں کو بالکل اجاڑ کر رکھ دیا ہے، حب جاہ اور حب مال نے انسان کے اندر جھوٹ، لالچ، غیبت، دھوکہ دہی، بغض، خود غرضی اور مطلب پرستی جیسے زہریلے جراثیم پیدا کردیے ہیں، علاوہ ازیں خواہشات نفسانی کے گھوڑے اس قدر بے لگام ہو چکے ہیں کہ ان کی نگاہیں اطاعت ربانی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف موڑنے کے لیے بہت زیادہ قوت ایمانی کی ضرورت ہے یہ قوت ایمانی حاصل کرنے کے لیے اہل اللہ و اہل علم کا وجود بہت ضروری ہے۔

زیر نظر کتاب متبع سنت، ولی کامل، عالم باعمل، استاذ العلماء، محبوب العلماء والطلباء، شیخ الحدیث حضرت مولانا نجم اللہ العباسی حفظہ اللہ مبارک کے بابرکات خطبات کے حسین مجموعے کی دوسری جلد ہے۔

حضرت استاذ محترم دامت برکاتہم اپنے جمعہ کے خطبات میں عمومی واجتماعی خرابیوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ انفرادی اور معاشرتی نقائص پر بھی ہمیشہ عوام الناس کو متوجہ کر کے ان خرابیوں کی اصلاح فرماتے آرہے ہیں نیز اعمال صالحہ کی ترغیب اور رجوع الی اللہ کی اہمیت آپ کے تمام مواعظ سے جھلکتی ہے، چنانچہ ان خطبات کے مطالعے سے جہاں علماء، طلباء، خطباء، مبلغین، واعظین اور مقررین اپنی علمی پیاس بجھا سکتے ہیں وہیں عام قاری کے دل میں محبت الٰہی، اعمال صالحہ کی فکر اور دنیا کی رنگینیوں

کی قدر و منزلت اور اس سے بے رغبتی بھی ان شاء اللہ دل میں پیدا ہو گی۔

بندہ نے حضرت استاذ محترم زید مجدہم کے ان خطبات کو درجنوں کیسٹوں سے سن کر زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کی اور پھر مولانا عطاء اللہ صاحب زید مجدہٗ (استاذ جامعہ انوار العلوم) کو مختلف منتشر اوراق پر مشتمل تراشوں کو قابل استفادہ بنانے کے لیے اس کی ترتیب و تزئین کی ذمہ داری سونپی۔ تصحیح و ترتیب کے بعد اندازہ ہوا کہ یہ مسودہ تو کئی جلدوں تک جا پہنچے گا، چنانچہ اس سلسلے کی دوسری کڑی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

قارئین کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں اگر کہیں کمی بیشی محسوس کریں تو وہ اسے اس عاجز کی طرف ہی منسوب کریں اور اس کی بیشی سے مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں، اس طرح آئندہ ایڈیشن میں غلطی درست کرنے میں آسانی ہوگی۔ نیز قارئین کرام سے جلد سوم کے لیے بھی خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ان خطبات کی تصحیح و ترتیب میں مولانا عطاء اللہ صاحب زید مجدہ نے خصوصی تعاون فرمایا، ان کے علاوہ اور بھی کئی دوست واحباب وقتاً فوقتاً اپنی آراء اور مشوروں سے تعاون فرماتے رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین

اللہ رب العزت مجھے بھی حضرت استاذ محترم زید مجدہم کے زیر سایہ "خطبات عباسی" کی بقیہ جلدوں کی جمع و ترتیب کو جلد از جلد بحسن وخوبی سرانجام دینے کی توفیق نصیب فرمائیں اور اسے استاذ جی اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

مولوی محمد سجاد کاشمیری
مدرس جامعہ انوار العلوم
مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
0321-2977602

پیش لفظ

جس طرح ہر گھر میں ہر روز یہ سوال ہوتا ہے کہ آج کیا پکایا جائے؟ اسی طرح ہر خطیب کا ہر جمعہ کو اپنے دل سے سوال ہوتا ہے کہ آج کیا بیان کیا جائے؟ اسی سوال کے جواب کے لیے ایک محنتی اور باذوق خطیب جمعہ کے خطبہ کی تیاری کے لیے کئی کتب کی ورق گردانی کر کے کسی ایک عنوان کا انتخاب کرتا ہے اور اسی کے مطابق جمعہ کی تیاری کی جاتی ہے اور اگر مضمون مرتب اور مربوط ہو جائے تو اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ تقریر کسی طرح محفوظ ہو جائے۔

الحمد للہ! مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سہولت اس طرح میسر آ گئی کہ میرے کچھ مخلص نمازی حضرات جمعہ کے بیانات کو کیسٹ میں ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے محفوظ کرتے تھے۔

عزیزم مولانا محمد سجاد کاشمیری زید مجدہ کو جب محفوظ شدہ کیسٹوں کا پتہ چلا تو انہوں نے کیسٹوں کے مواد کو از خود کاغذ پر منتقل کر لیا اور پھر انہیں چھپوانے کا مشورہ دیا۔ بندہ نے مولانا موصوف کی محنت اور اخلاص کو دیکھتے ہوئے ابتداً تو حامی بھر لی لیکن دلی طور پر اطمینان اور تشفی نہ ہوئی، چنانچہ یہ خطبات کتابت ہو جانے کے بعد بھی تقریباً پانچ سال تک التواء میں پڑے رہے۔ اسی دوران حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب زید مجدہ کی حوصلہ افزائی اور مولانا محمد سجاد صاحب کے ہمت دلانے پر بالآخر "خطبات عباسی" کو منظر عام پر لانے کا عزم کیا۔

بہر حال یہ حقیری کاوش خطباء، علماء، طلباء، مقررین، مبلغین اور واعظین کے لیے کی گئی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس میں لغزشیں اور غلطیاں ہو سکتی ہیں، اس لیے جو غلطی اور لغزش دیکھیں، مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

میری اس کوشش میں اللہ کا خصوصی فضل و کرم والدین اور اساتذہ کرام کی دعائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے، میرے والدین و اساتذہ کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

نجم اللہ العباسی
امام وخطیب جامع مسجد الحمراء
الحمراء سوسائٹی، ٹیپو سلطان روڈ کراچی

رمضان کی برکتیں اور سعادتیں

رمضان کی برکتیں اور سعادتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رواہ ابوداود

والترمذی (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۸)

سامعین گرامی! اللہ رب العزت کا احسان اور کرم ہے کہ ہمیں قرآن پاک تراویح میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی اللہ رب العزت اس کو ہمارے حق میں قبول فرمائیں۔

سحری کی فضیلت:

سامعین کرام! یہ مبارک مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے جس کے دن اور راتیں، صبح اور شام مبارک ہیں، درحقیقت اس کا ہر ہر لمحہ مبارک ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ سحری کا وقت اور کھانا مبارک ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کے دو حصے گزر جاتے ہیں ایک حصہ رہ جاتا ہے اللہ رب العزت آواز دیتے ہیں "الا من مستغفر فاغفر له، الا من مسترزق فارزق" ہے کوئی معافی کا طلب گار میں اس کو معاف کردوں ہے کوئی روزی کا طلب گار میں اس کو روزی دے دوں۔

محترم سامعین! مولانا رومؒ سے کسی نے شب قدر کی نشانیوں اور علامات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا

"ہر شب شب قدر است گر قدر بدانی"

ہر رات شب قدر ہے اگر آپ اس کی قدر کو جانیں۔

آپ نشانیوں کے متعلق سوال کرتے ہیں جب کہ آقا ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں کہ کوئی معافی کا طلب گار ہے؟ میں اس کو معاف کردوں۔

رات کی عبادت:

قرآن مجید میں مؤمنین کی رات کی عبادات کا ذکر ہے، اللہ رب العزت اعلان کررہے ہیں اور ہم خواب غفلت میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم راتوں کو اٹھ کر عبادت کیا کرو تم سے پہلے کتنے نیک بندے گزرے ہیں جو راتوں کو اٹھ کر عبادت

کیا کرتے تھے"۔ راتوں کو اٹھ کر مناجات کیا کرتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اللہ نے کسی کو اپنی ولایت کی چاشنی نہیں دی مگر یہ کہ اس کو رات کی عبادت میں مشغول کر دیا ہو جس کو اللہ اپنا دوست بنائے اس کو اپنی عبادت کیلئے رات کو اٹھا دیتا ہے۔ آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اس کے کچھ عرصے بعد اللہ رب العزت نے سورہ مزمل میں یہ آیت نازل فرمائی قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا کہ رات کے کچھ حصے میں اٹھا کریں۔ اللہ سے مناجات کیلئے راتوں کو اٹھ کر عبادت کرنا انبیاء اور صلحاء اور اولیاء کی سنت ہے۔ ہر رات میں اللہ رب العزت نے مؤمن کیلئے خیر وسعادت رکھی ہے، لیکن اے کاش ہم اس کی قیمت کو جان لیں اس لمحے کی قیمت جان کر اس میں اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں۔

میرے عزیز دوستو! یہ مبارک لمحات اور ساعات اب اپنے اختتام کی جانب گامزن ہیں، فرمایا ہر عبادت کے بعد دو عمل کرو ایک شکر، ایک استغفار!

ہر عمل کے اختتام پر شکر ادا کریں تا کہ غرور اور تکبر سے محفوظ رہیں اور عمل کو اللہ رب العزت کی طرف سے نعمت سمجھیں کہ یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے میرا اس میں کوئی کمال نہیں۔ رمضان میں بیس رکعات تراویح، ایک رکعت میں دو سجدے کل چالیس سجدے، ایک سجدہ رب کے ہاں کتنا قیمتی ہے اس کا ہم اور آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" سجدہ ادا کرو اور رب سے قریب ہو جاؤ، روزانہ چالیس اضافی سجدے کر کے ہم رب سے کتنے قریب ہو جاتے ہیں یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

دوسرا عمل استغفار ہے۔ شیطان کے حملہ کرنے کے مختلف انداز ہیں۔ کبھی تکبر کے ذریعے دل میں خیال ڈال دیا کہ تم نے بیس رکعت پہلی صف میں ادا کیں تمہارے دیگر ساتھی نہ تو پہلی صف میں تھے اور نہ ہی انہوں نے مکمل نماز ادا کی، تو یہاں شکر ادا کرنے سے بندہ تکبر سے محفوظ ہو گیا۔ پھر شیطان دوسرا وار کرتا ہے کہ تمہاری کیا

تراویح تھی؟ تمہاری سوچ گھربار اور کاروبار میں تھی، بال بچوں میں ہوتی تھی، جس کے بعد ایک مایوسی کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے تو اس پر بندہ رب تعالیٰ سے استغفار کرے کہ یا اللہ میرے اس عمل میں جو کوتاہیاں ہوئیں انہیں معاف فرما۔

سامعین محترم! استغفار مؤمن کے اعمال میں پیدا ہونے والے خلا کو پُر کرنے کی لاپی ہے کمی دور کرنے کا آلہ ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اس رمضان کے مہینے کو اپنے لئے رحمت سمجھ کر شکر ادا کریں، کتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان کو یہ مہینہ نصیب نہیں ہوا اور ساتھ ساتھ اس میں ہونے والی کوتاہیوں پر اللہ رب العزت سے استغفار کریں۔

اعمال کے ساتھ معاملات میں بھی دینداری:

دوسری بات میں نے ابتداء میں آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کی، اس میں حضرت ابو الدرداء ﷜ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جو نماز روزہ اور صدقہ سے افضل ہے؟ تو صحابہؓ نے عرض کیا بالکل (اللہ کے رسول ضرور بتلایئے) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگوں کے درمیان صلح کا ماحول پیدا کرنا (صلح کروانا) یہ نماز روزہ اور صدقہ سے افضل ہے (یہاں نماز، روزہ اور صدقہ سے مراد نفلی ہیں، فرائض و واجبات نہیں) آپس میں جوڑنا محبت پیدا کرنا۔ اور آپس کا اختلاف تو تمہارے دین کو مونڈھ کر صاف کردینے والا ہے۔

عزیزان محترم! جب آپس میں بھائی بھائی اور بہن بہن ایک دوسرے سے منہ موڑنے لگیں تو یہ نفلی صدقات اور عبادات ختم ہوجاتے ہیں۔ یہ میرے نبی کا سچا ارشاد ہے، حدیث میں آتا ہے کہ شیطان کے نمائندے اس کو آکر اطلاع دیتے ہیں کہ آج میں نے کسی سے چوری کروائی ہے، تو وہ کہتا ہے شاباش۔ دوسرا کہتا ہے میں نے ایک سے زنا کروایا ہے، شیطان کہتا ہے اچھا کیا۔ تیسرا کہتا ہے میں نے قتل کروایا ہے،

شیطان کہتا ہے بہت اچھا کام کیا ہے۔ کرتے کرتے ایک کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں محبت والفت ختم کر کے نفرت اور ناچاقی پیدا کروادی تو شیطان اس کو گلے لگاتا ہے کہ اصل کام تو تو نے کیا ہے۔

منافرت ایک برائی میں کئی برائیاں:

چاہے تہجد گزار اور نماز وروزے کے پابند ہوں لیکن دو جڑے ہوؤں کو الگ کرنا ان میں اختلاف پیدا کرنا رخنہ ڈالنا بغض وعداوت ڈالنا شیطان کو ایسا پسند ہے کہ اس کو شیطان گلے سے لگاتا ہے کہ اصل کام تو تو نے کیا کیونکہ ایسے دو لوگوں کو جدا کرنا کئی برائیوں کو جنم لیتا ہے ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں، چغلی کرتے ہیں، ایک دوسرے کو تکلیف پہنچنے پر خوش ہوتے ہیں، یہ ایک گناہ ان تمام گناہوں کی بنیاد اور سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپس کا اختلاف دین اس طرح مونڈھ دینے والا ہے جیسے استرا بالوں کو مونڈ دیتا ہے۔

میرے محترم بھائیو! آج میں اور آپ آگ لگانے اور اختلاف پیدا کرنے والے بن گئے، بلکہ یہ ہمارا مزاج بن گیا اور اس کو پسند کرنے لگے ہیں۔ اور کہتے ہیں سچ بول رہا ہوں، ہمارا سچ بھی لوگوں کو لڑانے میں لگتا ہے یہ سچ برائے شر ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دو کے درمیان صلح کراو یہ نفلی نماز سے نفلی روزہ اور صدقہ سے بہتر ہے۔ خاص طور پر وہ افراد جو اپنے گھر برادری قوم کنبہ اور قبیلہ کے بڑے سربراہ ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں نبی ﷺ نے لوگوں کے اختلاف ختم کرائے، محبتیں پیدا کیں، آپس میں شیر وشکر کیا۔

میرے مسلمان بھائیو! آج گھر گھر میں ناراضگی ہے، ہر گھر میں لڑائی جھگڑے اور فساد ہیں انہیں ختم کریں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمارے دین کو مونڈھ کر ختم کر دیتی ہیں، اس سے بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں شب قدر لوگوں کو بتانے نکلا تھا ہر آ کر دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑا کر رہے ہیں ان کو دیکھ کر میں بتانا

بھول گیا۔

سامعین گرامی! جھگڑا ہمیشہ بے برکتی اور دوری کا باعث بنتا ہے آپس میں محبتیں پیدا کرو جب دو جھگڑتے ہیں تو تیسرا شیطان ہوتا ہے اور جہاں شیطان ہو وہاں بے برکتی اور نحوست پیدا ہوتی ہے محبت اور الفت ختم ہو جاتی ہے اس لئے ہم آپس میں محبت رکھیں، اتفاق رکھیں، اس کے متعلق دو باتیں ہیں۔ ایک جوانوں کی خدمت میں ایک بزرگوں کی خدمت میں!

جوانوں کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندر ایثار اور صبر وتحمل پیدا کریں، برداشت کا مادہ پیدا کریں، کوئی بڑا اگر کوئی بری بات کہہ بھی دے تو عفو ودرگزر سے کام لیں، آج کے جوان میں صبر وتحمل ختم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بڑوں کے خلاف محاذ کھول دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا

جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ہم اگر آج اپنے بزرگوں کا احترام کریں گے، تو کل ہمارا بھی احترام کیا جائے گا چاہے وہ بزرگ ہمارے والدین، رشتہ دار ہوں یا غیر ہوں، ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومن عجیب ہے اس کا ہر حال اجر میں گزرتا ہے نعمت ملنے پر شکر کرے تو اجر ملتا ہے، تکلیف میں صبر کرے تو بھی اجر ملتا ہے۔ کوئی بزرگ ہماری تعریف کرے تو ہم اس پر شکر ادا کریں اور اگر کوئی ہماری برائی بیان کرے تو ہم اس پر صبر کریں کل کے دن یہی بزرگ یہی والدین ہمارے اس رویہ پر اور ہماری خاموشی پر دعا کریں گے، یہ دعا ہمارے لئے کم قیمتی نہیں ہوگی۔ قرآن صبر وتحمل کی ترغیب دیتا ہے۔ إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ صبر کرنے والوں کو تو میں بے حساب دیتا ہوں ذرا صبر کر کے تو دیکھو۔

امام الانبیاء ﷺ نے کتنا صبر کیا جب مکہ فتح کرنے کیلئے آئے تو مکہ والوں نے سوچا کہ آج نہ جانے ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ بات کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین ○

آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تم کو معاف کرے۔ اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے غلام بنا کر فروخت کیا تھا، بھائیوں نے کنویں میں گرایا تھا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے صبر وتقویٰ کو مضبوطی سے تھامے رکھا تو وہ بادشاہ بن گئے اور کنویں میں گرانے والے بھائی ان کے سامنے سوالی بن گئے۔ سورۂ یوسف میں اللہ رب العزت نے ان کا مکمل واقعہ بیان کیا ہے۔

محترم سامعین! تقویٰ اختیار کرو، اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھو، اپنے سباس کو درست کرو اور مسلمانوں والا باس اختیار کرو آج ہم اپنی بچیوں کو بے ہودہ اور بے پردہ لباس پہناتے ہیں والد تبلیغی اور نمازی ہوگا، والدہ باپردہ ہوگی لیکن اپنی اولاد کو کافروں والا باس پہناتے ہوں گے، خدا کیلئے اپنے سباس کو درست کریں۔

دوسری گزارش بزرگوں اور والدین کی خدمت میں یہ ہے کہ ہر چیز کی ملکیت کو واضح کریں۔ والد کام کرتا ہے ساتھ میں بیٹا بھی آجاتا ہے۔ دوسرا بیٹا بھی آجاتا ہے، پوتا بھی آجاتا ہے۔ سب مل کر کام کرتے ہیں لیکن بزرگ اس بات کو واضح نہیں کرتے کہ تم میرے ملازم ہو یا کاروباری شریک؟ ملازم ہو تو اتنی تنخواہ پر، شراکت پر ہو تو اتنے فیصد نفع نقصان پر؟ بزرگ اس کی زحمت نہیں کرتے۔ والد کو پیسوں کی ضرورت ہو تو وہ لے لیتا ہے، بیٹا جب ضرورت مند ہو تو وہ لے لیتا ہے، پوتے کو جب چاہئے ہوں تو وہ پیسے لے لیتا ہے۔ کوئی مقدار نہیں۔ کوئی حساب نہیں کرتے۔ والد اپنا مکان کسی بیٹے

کے نام کر دیتے ہیں کل کو وہ بیٹا کہتا ہے یہ تو میرا مکان ہے تو یہیں سے زندگی تلخیاں آپس کی ناچاقیاں شروع ہو جاتی ہیں اگر اپنی اولاد میں محبت اور پیار برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو اپنے کاروبار میں سب کی حیثیت کو واضح کریں اس سے آپس میں ناراضگی نہیں ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم نے لکھا ہے کہ والد ماجد (مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحبؒ) کا انتقال ہو گیا حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ جنازہ پر تشریف لائے ان کو ہم نے خمیرہ پیش کیا، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ ہم نے کہا خمیرہ والد صاحب کا تھا تو انہوں نے کہا اس میں تو اب تم سب شریک ہو، میں سب کی اجازت کے بغیر نہیں کھا سکتا، تو ہم نے کہا کہ ہم سب بھائی یہاں موجود ہیں اور ہم سب کی اجازت ہے کہ آپ کھائیں تو پھر حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ نے ایک چمچ خمیرہ کھایا اسی کو فکر آخرت کہتے ہیں۔ یہ دین کا حصہ ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو گناہ سے بچائیں، بات کو مبہم انداز میں کرنے کے بجائے بالکل صاف صاف اور واضح بات کریں تاکہ بعد میں لڑائی، جھگڑا نہ ہو اور انتشار نہ ہو، آپس میں اختلاف پیدا نہ ہو۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے، یہ ختم قرآن کا مبارک موقع ہے اور مبارک رات ہے اس میں ہم دعا کریں گے ویسے تو ہر ایک کی انفرادی دعا ہوتی ہے، لیکن اجتماعی دعا بھی جائز اور درست ہے کیونکہ بہت سی حاجتیں اور ضرورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو انسان کے اپنے ذہن میں نہیں ہوتیں لیکن اجتماعیت کی برکت سے کسی اور کے مانگنے سے اللہ اس دعا کو قبول فرما لیتے ہیں اور جنہوں نے نہیں مانگی ہوتی ہے اللہ ان کا بھی بھلا کر دیتا ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
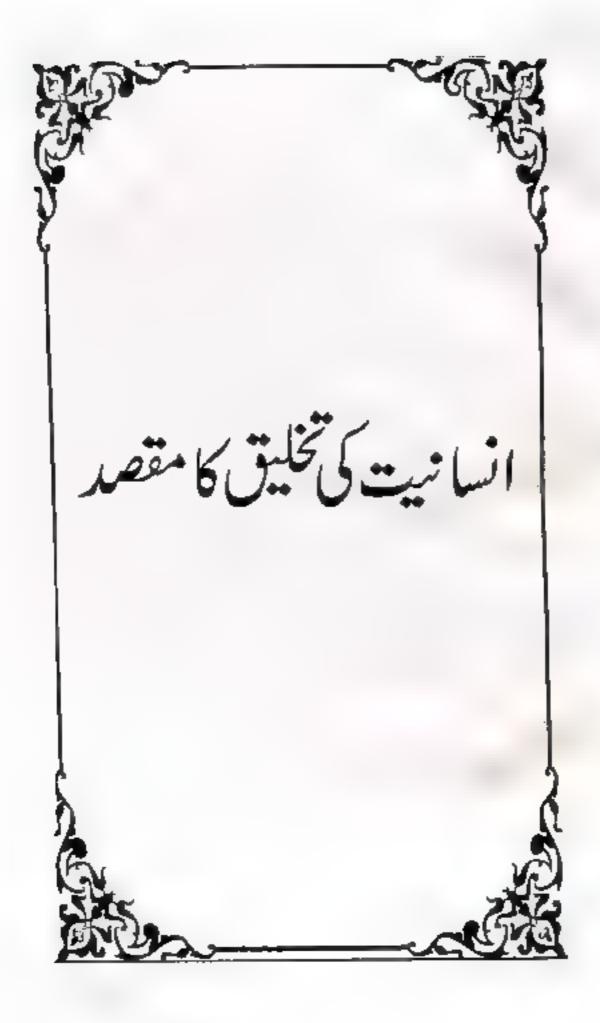
انسانیت کی تخلیق کا مقصد

انسانیت کی تخلیق کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے کہ

"میں نے پیدا نہیں کیا انسانوں کو اور جنات کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں میں نے ان سے رزق کمانے کا ارادہ نہیں کیا، اور نہ میں نے ان سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے اور روزی دینے والا ہے۔ "مضبوط طاقت کا مالک ہے"۔

آیت مبارکہ کی تشریح:

مفسرین ان آیات کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو جو پیدا کیا اور بنایا ہے اس کا کیا مقصد ہے؟ ہر چیز کو بنانے والا جب کوئی چیز بناتا ہے، تو اس کی بنائی ہوئی چیز کا مقصد اور اس کی غرض کو وہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ انسان کو اللہ نے بنایا اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اللہ ہی تمام مخلوق کا خالق ہے۔ ''خالق کل شئ''

کس لیے پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے ذریعے رزق کمانا نہیں چاہتے کہ یہ رزق کمائے اور ہمیں کھلائے، یعنی اللہ رب العزت یہ بتارہے ہیں کہ میں وہ مالک نہیں ہوں اور میں وہ آقا نہیں ہوں جو اپنے غلاموں کی کمائی خود کھاتا ہو، کیونکہ دنیا کا مالک کہتا ہے کہ کماؤ اور مجھے لاکر دو۔

وہ مضبوط طاقت والا ہے اس کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے، علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جو دین لائے ہیں اس دین کے دو حصے ہیں

(۱) پہلا حصہ عقائد کہلاتا ہے۔

(۲) دوسرا حصہ اعمال واحکام کہلاتا ہے۔

پہلا حصہ:

توحید کا عقیدہ ہے، رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا عقیدہ ہے، آخرت کا عقیدہ ہے، اچھی بری تقدیر کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ایمان لانا ہے، تمام رسولوں پر ایمان لانا ہے، فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ انہیں عقائد کا بیان، ایمان مفصل اور ایمان مجمل کہتے ہیں۔

دوسرا حصہ:

دین کا دوسرا حصہ دین کہ جن کو اعمال اور احکام کہا جاتا ہے۔ جس کا ایک نام شریعت بھی ہے۔ اس شریعت کے پھر کئی شعبے ہیں جن میں سب سے پہلے عبادات کا شعبہ ہے، پھر معاملات کا شعبہ، پھر معاشرت کا شعبہ، پھر اخلاقیات کا شعبہ ہے اور پھر سیاست وحکومت کا ہے یہ سارے شریعت کے حصے کہلاتے ہیں۔

عبادت کا مقصد:

عبادت کسے کہتے ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے؟ عبادت کے معنی آتے ہیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنی انتہائی عاجزی، بے چارگی اور بندگی ظاہر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کو بیان کرنا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو بیان کرنا اور ان کو دل وجان سے ماننا اور اس کا اقرار کرنا۔ اس کو عبادت کہتے ہیں۔ اب وہ کبھی نماز کے لیے ذریعے سے ہے اور کبھی روزے کے ذریعے سے، اور کبھی زکوٰۃ کے ذریعہ سے اور کبھی حج کے ذریعہ اور کبھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ سے ہے یہ عبادت کا مفہوم اور اس کا مقصد ہے کہ اپنے کو گرانا اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا اور ماننا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمین ○

جب حضرت ابراہیم سے کہا جھک جاؤ اور مان لو تو حضرت ابراہیم نے کہا میں رب العالمین کے سامنے جھک گیا۔

اسی عاجزی کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ظاہر کرنا یہ عبادت ہے۔ اور پھر اس کے طریقے اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے بتائے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہے۔

عبادت کا مقصد کیا ہے اور عبادت کیوں کی جاتی ہے:

عبادت کا ایک تعلق بندے سے ہے اور ایک تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ جب بندہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو کچھ افعال کر رہا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ پڑھ رہا ہوتا ہے۔ اور ایک تعلق اس نماز کا اللہ تعالیٰ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو رہی ہے۔ اب بندے میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی مناسبت نہیں ہے کہ ایک حقیر قطرے سے پیدا ہونے والا انسان خود کو کیا سمجھتا ہے۔

ایک بزرگ کا قول:

ایک شخص جا رہا تھا کہ اس نے کسی سے کہا کہ آپ مجھے نہیں جانتے ہو کیا؟ مخاطب نے جواب دیا اچھی طرح جانتا ہوں، کون ہیں آپ؟ آپ کی ابتداء منی کا ایک قطرہ ہے اور آپ کی انتہا ایک لاش ہے، جب مر جاؤ گے تو آپ کو اٹھا کرلے جائیں گے اور قبر میں ڈال دیں گے اور اس کو رکھنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے اور گند کو اٹھا کر پھرنے والا ہے تو اور کیا ہے؟

تو انسان ایک قطرے سے پیدا ہونے والی مخلوق اور دوسری طرف اللہ رب العزت ساتوں زمین و آسمانوں کا خالق، مالک، کل کائنات کا بنانے والا اور چلانے والا، کوئی جوڑ نہیں ہے اور کوئی مناسبت نہیں ہے اللہ تعالیٰ اور بندے میں، لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اس بندے کو خود بنایا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

خلقت بیدیٌ (سورہ ص ۷۵)

انسان کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔

ولقد کرمنا بنی آدم

ہم نے ابن آدم کو بڑی عزت دی ہے، معزز بنایا ہے۔

شیر انسان سے زیادہ طاقت ور ہے، بیل انسان سے زیادہ بڑا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**ولقد کرمنا بنی آدم**" اے انسان ہم نے تجھے بڑی عزت دی ہے،

اس لیے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ ساری دنیا کا سردار انسان کہلاتا ہے۔

اب اللہ رب العزت نے چاہا کہ اس بندے کو اپنے سے قریب کروں، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کو ایک سیڑھی بنادی کہ جس پر چڑھنے والا اپنے رب سے جاملتا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نوازشات کو پالیتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

قرة عینی فی الصلوة

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اور جب نماز کا وقت آتا تھا تو فرماتے تھے:

ارحنا یابلال

اے بلال ہمیں سکون پہنچاؤ، ہمیں راحت پہنچاؤ۔

یعنی اذان دو اور ہم نماز کی تیاری کریں۔ اور ہمیں مزا، سکون، سرور اور لطف آنا شروع ہو جائے، اور چونکہ بندے میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی نسبت نہیں تھی کوئی جوڑ نہیں تھا۔ جیسے انسان دنیا میں کسی سے ملتا ہے، کام ہوتا ہے کوئی رشتہ داری نہیں ہے تو پھر وہ کوئی تعلق تلاش کرتا ہے، کوئی واسطہ تلاش کرتا ہے، فلاں صاحب سے ملتا ہے، نہ وہ میرا رشتہ دار ہے اور نہ وہ میرا جاننے والا ہے۔ اب وہ کسی نہ کسی واسطہ سے وہاں تک پہنچ جاتا ہے اس لیے کہ مناسبت نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اور بندے میں کوئی مناسبت نہ تھی، اللہ کی ذات تو بڑی ہے بڑی شان والی ہے اور بندہ تو بے چارہ کمزور اور حقیر ہے، اب اللہ تعالیٰ نے بندے پر عبادات رکھ دی ہیں کہ ان عبادات کے ذریعے اے میرے بندے تیرا تعلق مجھ سے قائم ہوگا اور اس تعلق کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اپنی تمام رحمتیں اور انعامات اپنے بندے پر برسائے گا۔

من جآء بالحسنة فله عشر امثالها (سورۃ انعام ۱۶۰)

فرمایا کہ ایک نیکی کرو گے دس گنا اجر پاؤ گے۔

واقم الصلوٰۃ لذکری (سورۂ طٰہٰ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری یاد کیلئے نماز پڑھو، نماز کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو یاد رہیں۔

روزے رکھو "لعلکم تتقون" اس کا مقصد یہ ہے کہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ یاد رکھنا کہ تمام عبادات کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنا ہے۔

یہ جو لوگ اپنی عقل سے دلائل دیتے ہیں اور عقلی طور پر عبادات کے مقصد کو بیان کرتے ہیں یہ عبادات بھی مادیت اور دنیا کے دوسرے معاملات پر لے جانا چاہتے ہے۔ عبادت کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اور یہ مقصد دیگر بہت سارے کاموں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مخلوق خدا کی خدمت کرو، اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور تمہارے اخلاق اچھے ہوں اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

عبادات کا پہلا نمبر کیوں ہے:

کاروبار اچھا ہو اس سے بھی یہ مقصد حاصل ہوتا ہے۔ عبادات کی خاص اہمیت کیوں ہے۔ اور یہ سب سے پہلے نمبر پر کیوں ہے؟ عقیدہ اور ایمان کے بعد نجات کی سب اہم کنجی عبادت ہے۔ اس کے بعد اخلاق، سیاست، معاشرت، معاملات اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ یہ ساری چیزیں عبادت کے بعد ہیں، ایمان کے بعد سب سے اہم ترین مرحلہ عبادت کا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادات کے علاوہ دین کے جتنے کام ہیں۔ صحیح کاروبار، صحیح

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه

لا اله انا فاعبدون ○ (سورۂ انبیاء: ۲۵)

جتنے بھی رسول اور نبی آئے سب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اللہ تعالیٰ

کی عبادت کرو۔

ایاك نعبد

اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔

اور سورۂ فاتحہ ہر آدمی نماز میں پڑھتا ہے۔اور پھر آگے

یآیها الناس اعبدو ربکم (سورۂ بقرہ:۲۱)

اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی۔

اور پھر جب انبیاء کا ذکر کیا تو ہر نبی نے یہی دعوت دی، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام

کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

ولقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم اعبدوا الله

مالکم من اله غیره (سورۂ اعراف)

نوح نے یہی کہا: اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔

آگے حضرت ہود علیہ السلام نے کیا کہا۔

والی عاد اخاهم هودا قال یقوم اعبدوا الله

اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔(سورۂ اعراف. ۲۵)

آگے حضرت صالح علیہ السلام نے کیا کہا۔

یقوم اعبدوا الله

اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (آیت نمبر ۷۳)

تو عبادت کا مقصد اور عبادت کی غرض کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا ہے۔اور

دین کے تمام شعبوں میں سے پہلا شعبہ عبادت کا ہے اگر اس شعبے میں گڑبڑ کوتاہی

کریں گے تو دین کے بقیہ شعبے بھی درست نہیں ہوں گے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ○

ہم نے انسان اور جن کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والدین کے حقوق

والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

ترجمہ: آپ کے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں ہوگی اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر تمہارے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور نہ غصہ کرنا اور ان سے احترام کے ساتھ بات کرنا۔

اللہ رب العزت نے اس آیت میں والدین کے احترام کی تلقین فرمائی ہے،

خاص طور پر اس عمر میں جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جاتے ہیں، اس عمر میں بڑھاپے کے باعث چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات وہ ایسا مطالبہ کر دیتے ہیں جسے پورا کرنا اولاد کیلئے مشکل ہوتا ہے اس لئے اللہ رب العزت نے اس عمر میں والدین کیلئے خصوصی خیال اور احترام کا حکم دیا کہ ان کی کسی بات پر ناگواری کا اظہار نہیں کرنا۔ ''اف'' یہ ناگواری کے اظہار کا مختصر سا کلمہ ہے، ناگواری کیلئے اس سے مختصر اور کمتر کلمہ کوئی نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے والدین کو ناگوار گزرنے والا چھوٹے سے چھوٹا کلمہ بھی ناپسند فرمایا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ بسا اوقات انسان کی زبان سے تو کوئی بے ادبی گستاخی نہیں ہوتی لیکن اس کے وضع قطع سے، چال چلن اور طور طریقے سے بے ادبی یا گستاخی ظاہر ہوتی ہے، جس سے والدین کی دل شکنی ہوسکتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ایسے طور طریقے سے بھی اولاد کو منع فرمایا ہے۔

معاشرے کا زوال:

محترم سامعین! آج اگر والدین کی طرف سے کوئی تقاضہ ہمارے سامنے آئے تو تکلیف ہوتی ہے، ہمارے بچپن میں ہمارے والدین نے ہماری کتنی خواہشوں کو، کتنے تقاضوں کو، پیٹ کاٹ کر پورا کیا، انہوں نے تو کبھی اف نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جیسا انہوں نے تمہیں تمہارے بچپن میں پالا اور تمہارا خیال کیا آج تم بھی ان کی خدمت کرو۔

اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا گیا ماں باپ کا کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری جنت ہیں اور یہ تمہاری جہنم ہیں، ان کی فرماں برداری کرو گے خدمت کرو گے ان کو خوش رکھو گے ان کی دعائیں لو گے تو جنت ملے گی اور اگر ان کو ناراض کرو گے تنگ کرو گے تو یہ تمہاری جہنم ہیں۔

نبی ﷺ نے فرمایا جب ایک آدمی کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ اس کے والدین اس سے راضی اور خوش ہوتے ہیں تو جنت کے دو دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر صبح اس حال میں ہو کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو جہنم کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین پر محبت کی نظر ڈالتا ہے تو اللہ پاک اسے اس محبت والی نظر کے بدلے میں ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں، صحابی نے پوچھا اگر کوئی سو مرتبہ محبت کی نظر ڈالے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ اکبر واکثر" اللہ بہت بڑے ہیں اللہ کے خزانے بہت زیادہ ہیں، سو مرتبہ دیکھو گے تو سو مرتبہ ثواب ملے گا۔

والدین کی فرماں برداری انبیاء کی صفت ہے:

سورۂ مریم میں حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا "وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ" کہ اللہ نے مجھے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا اور اسی سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "وَبَرًّا بِوَالِدَتِي" کہ اللہ نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ تو آپ سب نے ضرور سن رکھا ہوگا والد نے ناراض ہو کر گھر حتی کہ علاقے تک سے نکال دیا، لیکن حضرت ابراہیم نے کسی گستاخی یا بے ادبی کا اظہار تک نہیں کیا۔

اس سے پتہ چلا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا نرمی والا برتاؤ کرنا ان کی خدمت کرنا اور فرمانبرداری کرنا ان کی جائز خواہشات کو پورا کرنا انبیاء علیہم السلام کی صفات میں سے ہے۔ اللہ ہمیں بھی ان صفات سے متصف بنائے۔ آمین!

حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ برکت سات نسلوں تک فرماتے ہیں اور اگر کوئی

اپنے والدین کا نافرمان ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ نحوست سات نسلوں تک فرما دیتے ہیں۔

قابل توجہ:

آج اگر ہم اپنے والدین کو تکلیف دیتے ہیں تو ہم صرف اپنے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنی آنے والی نسلوں پر بھی ظلم کر رہے ہیں اور اگر آج ہم اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہے ہیں تو اس کا احسان ہم اپنی آنے والی سات نسلوں پر کر رہے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی خدمت اور اطاعت گزاری کرتا ہے اللہ اس کو اس کا بدلہ آخرت میں تو دے گا ہی، دنیا میں بھی دیدیتا ہے، لیکن دنیا میں بھی اس کا بدلہ مال، اور دکاروبار میں برکت کی صورت میں مل جاتا ہے۔ اور والدین کی نافرمانی ایسا گناہ ہے کہ اللہ اس کا بدلہ بھی دنیا میں ہی دیتا ہے۔ اس کی اولاد کو اس کا نافرمان بنا دیتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں ایک عجیب واقعہ نقل کیا ہے، ایک بیٹے نے آکر حضور علیہ السلام کو شکایت کی کہ میرے والد نے میرا مال لے لیا ہے آپ علیہ السلام نے کہا اچھا اپنے ابو کو بلا کر لاؤ، وہ ابو کو بلانے گیا تو اتنے میں جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ جب اس کا والد آئے تو آپ ان سے پوچھیں کہ وہ اشعار جو تم نے دل ہی دل میں کہے ہیں تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنے، بتاؤ وہ کیا اشعار ہیں؟ چنانچہ جب وہ اپنے والد کو لیکر آگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا آپ نے اس کا مال لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس کی پھوپھی، خالہ اور اپنی ذات پر خرچ کیا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کہیں اور خرچ کر کے میں نے ضائع کیا ہے تو بتائیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بھئی آپ کے والد نے آپ کا مال ضائع نہیں کیا ضرورت پر ہی خرچ کیا ہے۔ پھر اس کے والد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ اشعار جو تم

نے یہاں آتے ہوئے دل ہی دل میں کہے ہیں، وہ سناؤ! اس نے کہا اللہ کے رسول!
ہمارا ہر معاملہ آپ پر ایمان کو بڑھاتا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے

غذوتك مولود ومنتك يافعا
دعين بما دنى عليك ونحل

میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تیری ذمہ داری اٹھائی تیرا کھانا پینا سب میری کمائی سے تھا۔

اذا ليلة صاقتك بالسقم لم ابت كأني انا المتروك
دونك بالذی طرقت به دونی فعينی تهمل

جب کسی رات تو بیمار ہوتا تو میں ساری رات تیری بے قراری میں گزارتا گویا کہ یہ بیماری مجھے لگی ہے تمہیں نہیں جس کی وجہ سے میں ساری رات روتا رہتا۔

تخاف نفسی عليك وانها
لتعلم "ان الوقت موجل"

میرا دل دھڑکتا رہتا کہ تو مر نہ جائے حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

فلما بلغت السنة والغيتي
اليها متاع ما كنت فيك امل

پھر میرے بیٹے جب تم اس عمر کو پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا کہ میرا بیٹا جوان ہوگا۔

جعلت جرالی علب وغرارة
كأنك انت المنعم المفضل

تو نے میرے والد ہونے کا صلہ سخت کلامی سے دیا گویا کہ تم مجھ پر انعام کرتے ہو۔

فلیتک اذ لم ترع حق ابوتی

فعلت کما الجار المجاور یفعل

اے کاش اگر تو میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا تھا تو ایسے ہی

حسن سلوک کرتا جیسے پڑوسی کرتا ہے، باپ نہیں ایک ایسا بوڑھا سمجھ جو تیرے پڑوس میں

رہتا ہے۔

جب یہ اشعار نبی کریم ﷺ کو سنائے تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ

علیہ السلام نے اس بوڑھے شخص کے بیٹے کو گریبان سے پکڑ کر کہا ”انت ومالک

لابیک“ کہ آپ اور آپ کا مال آپ کے والد کا ہے۔

دیکھا جائے تو یہ اشعار چودہ سو سال پرانے ہیں لیکن درحقیقت یہ ہر ان والدین

کے دل کی ترجمانی ہے جن کو اولاد سے تکلیف پہنچتی ہے جو بچہ یا بچی اپنے والدین یا ان

کے والدین کو ستائے یا برے انداز میں گفتگو کرے یہ اشعار ان کے دل کی ترجمانی

ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں فرماں بردار اولاد بنائے، بدبخت اور بدنصیب اولاد میں

ہمیں شامل نہ فرمائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا

آمین۔ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ تیسری پر قدم رکھا پھر فرمایا آمین۔

صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول آج ہم نے آپ سے ایسے کلمات سنے جو پہلے

نہیں سنے تھے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل

نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جو رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کروا سکے

میں نے کہا آمین۔ جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل نے کہا ہلاک

ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور وہ اپنی

مغفرت نہ کروا سکے میں نے کہا آمین۔ تیسری سیڑھی پر حضرت جبرئیل نے کہا ہلاک

ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے اور وہ درود نہ
پڑھے میں نے کہا آمین۔ حضرت جبرئیل امین کی بددعا اور امام الانبیاء کا اس پر آمین
فرمانا بلاشک وشبہ ان قسم کے افراد کے لیے یقینی اور قطعی بدبختی ہے
اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدبختی اور بدنصیبی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حقوق اللہ

اور

حقوق العباد کی اہمیّت

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ○ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ○ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○

ترجمہ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کا انکار کرتا ہے، جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، غریب کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتا، یہ ایسا شخص ہے جس کی نماز مردود ہے، یہ کیسا نمازی ہے جو اپنی نماز سے غافل ہے، جسے اپنی نماز کی خبر ہی نہیں یہ وہ لوگ ہیں جو دکھلاوا کرتے ہیں، اور اپنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے استعمال سے لوگوں کو منع کردیتے ہیں۔

یہ تیسویں پارہ کی چھوٹی سی سورت ہے۔ اس چھوٹی سی سورت میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی دو کوتاہیاں ذکر فرمائیں۔

(۱) حقوق اللہ میں کوتاہی

(۲) حقوق العباد میں کوتاہی

یہاں بھی اللہ رب العزت نے حقوق العباد میں کوتاہی کو پہلے ذکر فرمایا اور حقوق اللہ میں کوتاہی کو بعد میں ذکر فرمایا۔

حقوق العباد میں کوتاہی:

اللہ رب العزت کا انداز ملاحظہ فرمائیں "اس شخص کو دیکھا ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے غریب کو کھانا کھلانے پر آمادہ نہیں کرتا" یعنی اس کے ذمہ غریب کے جو حقوق ہیں وہ ادا نہیں کرتا۔ اپنی ذمہ داریوں کو نہیں نبھاتا، یہ حقوق العباد کی ادائیگی میں کمزور اور کوتاہ ہے اور جو حقوق العباد میں کوتاہ ہے ایسا نمازی اپنی نماز سے بھی غافل ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا ایسے نمازی کیلئے تو بربادی ہے۔ ایسے نمازی کی نماز اس کے منہ پر ماری جاتی ہے جو لوگوں کے مال کھاتا ہو، لوگوں کو اذیتیں دیتا ہو، لوگوں کو تکلیف دیتا ہو، یتیم کو پریشان کرتا ہو، یتیم سے صرف وہ یتیم مراد نہیں جو محلے میں رہتے ہیں جو معاشرے کے یتیم ہیں، اس یتیم سے مراد وہ یتیم ہیں جو آپ کے گھر میں ہیں آپ کی کفالت میں ہیں، وہ یتیم مراد ہے جن کے مالی حقوق آپ سے وابستہ ہیں وہ یتیم مراد ہیں جو آپ کی ذمہ داری میں آتے ہیں۔

مثال کے طور پر والد کا انتقال ہو جاتا ہے بھائی مال پر قابض بن جاتے ہیں اور بہن اس یتیم بچے کی طرح ہوتی ہے، اس کا حق اسے نہیں دیا جاتا اور کہتے ہیں بہن نے پیسے لیکر کیا کرنا ہے؟ ابو نے شادی کی تھی بڑا خرچہ کیا تھا۔ جیسے اس کی اپنی شادی مفت میں ہو گئی ہو اس کو باپ نے شادی میں کچھ نہ دیا ہو اس پر خرچے نہ کیے ہوں۔ کہتے ہیں

بہن کو کیا کرنا پیسوں کا؟ یہاں یتیم سے مراد وہ یتیم ہے جس کا حق اللہ نے آپ کے مال میں آپ کے ساتھ لازم کیا ہے، قرآن کریم میں یہ حکم ہے کہ آپ (بھائی) اس مال میں سے اپنا حصہ لے لو اور بہن کو اپنے حصے کا آدھا تو دے دو۔ مردوں کو اللہ تعالیٰ دوگنا دے رہا ہے اور بہن کیلئے آدھا ہے لیکن ہم اس پر بھی رضامند نہیں ہوتے، بہن کا حصہ بھی ناجائز غصب کر لیتے ہیں۔ ان کے مطالبے پر طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔ اسی کو قرآن مجید نے دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا

جو یتیموں کا مال ظلماً کھا جاتے ہیں وہ پیٹ میں آگ کے انگارے ڈال رہے ہیں۔

یتیم کون؟

کون سے یتیم کا مال آدمی کھاتا ہے؟ محلہ کے یتیم کا مال کھاتا ہے؟ شہر میں بسنے والے یتیم کا مال کھاتا ہے؟ جی نہیں! بلکہ اس یتیم کا مال ہم کھاتے ہیں، جس کا ہمارے ساتھ تعلق ہے، جس یتیم کا ہم سے واسطہ ہے، جس یتیم کا ہمارے مال میں حق ہے۔ وہ بہنیں ہیں، یہ وہ بچیاں ہیں جن کا وراثت میں حق ہے اور برادران اس حق کے دینے پر تیار نہیں کہ یہ کیا کریں گی؟

اگر کوئی مطالبہ کرے تو قابضین کہتے ہیں کہ ارے ہوئے! ابھی تو ابا کا کفن بھی میلا نہیں ہوا، دیکھو یہ وراثت مانگ رہا ہے، اتنے متقی بن جاتے ہیں، ابا کی محبت کے اتنے دعویدار ہو جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ ابا جی کا کفن میلا ہوگا پھٹے گا یا جسم پھٹے گا تو وراثت ملے گی؟ رب نے کہا ہے کہ ادھر انتقال ہوگا اور ادھر وراثت تقسیم ہوگی ایک ایک چیز میں ایک ایک وارث کا حق ہے پھر شروع میں تو

محبت کے دعوے ہوتے ہیں چند دن بعد یہی بھائی بہنیں، یک دوسرے سے مل کر سلام نہیں کرتے۔

سامعین گرامی! اسلام کا حکم یہ ہے کہ جب انتقال ہو جائے تو وراثت کو فوراً تقسیم کرو، حقدار کو اس کا حق دو "فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ" یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اگر وہ حق مانگنے آتے ہیں تو کہتا ہے اچھا جی کرتے ہیں، کچھ کرتے ہیں، وہ بھائی باہر گیا ہوا ہے، وہ سفر پر گیا ہوا ہے، وہ ادھر گیا ہوا ہے، ابھی اس مکان کے کاغذات نہیں بنے، وکیل سے بات کرنی ہے، چناں چہ بے چارہ جو ضرورت مند ہوگا، بہن بھائیوں میں سے وہ آتا رہے گا "فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ" یہ دھکے دیتے رہتے ہیں اس یتیم کو، ان کے قبضہ میں ہوتا ہے یہ استعمال کرتے رہتے ہیں۔

پھر ہم کہتے ہیں حکومت بڑی ظالم ہے، ہم سے بڑا ظالم کوئی ہے؟ ہم اپنے نظام میں ظالم ہیں جہاں ہماری قدرت ہے، وہاں ہم ظلم سے پیچھے نہیں ہٹتے، رب نے کہا دیکھو اس شخص کو یتیم کو دھکے دیتا ہے اس کے مال پر قابض بن جاتا ہے۔

حقوق اللہ میں کوتاہی:

دوسری بات ان آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی "ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے غافل ہیں"۔ یہ کون سے نمازی ہیں؟ فرمایا "جو اپنی نماز سے غافل ہیں"۔

میرے مسلمان بھائیو! جمعہ کی نماز میں مسجد بھری ہوتی ہے محلہ والے بھی موجود ہوتے ہیں، فجر کی نماز میں اتنا مجمع کہاں ہوتا ہے؟ پورے سال کی نمازوں میں اتنا مجمع کیوں نہیں ہوتا؟؟؟

میرے مسلمان بھائیو! کیا رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو ہم اپنے رب سے بخشش کروالیں بقیہ پورا سال ہم نمازیں گول کرتے رہیں اور ستائیسویں شب کو

ہم صف اول میں نماز پڑھ لیں اور بالکل آگے آگے ہیں۔ چلو جی معاملہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے نمازی کی نماز ہم اس کے منہ پر مارتے ہیں کہ ایک وقت تو نماز پڑھتا ہے اگلے وقت کی اس کو فکر نہیں۔ وہ نمازی جو نماز پڑھتا ہے مگر اسے جماعت کی فکر نہیں ہے۔ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ اپنے گھر میں ہی نماز پڑھ لیتا ہے اور ایک بہت بڑا طبقہ نماز پڑھتا ہی نہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتا ہے۔

محترم سامعین! یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے آپ کو مسجد کا عادی بنائیں، پورا سال مسجد میں آئیں، خواتین اپنے بچوں کو، اپنے شوہروں کو، اپنے بھائیوں کو، اپنے والد کو مسجد میں آنے کیلئے ترغیب دیں کہ مسجد جاؤ، اللہ کے گھر میں جاؤ، پوری دنیا میں ہم جاتے ہیں خدا کے گھر میں جاتے ہوئے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے تیئس سال تک محنت کر کے امت مسلمہ کو اللہ کے در پہ لا کھڑا کیا۔ مرض الوفات میں جب نبی کریم ﷺ نے چادر اٹھائی اور صحابہؓ کو نماز میں مشغول پایا آپ کا یہ دیکھنا آخری دیکھنا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی یہ آخری نظر تھی جو صحابہؓ پر پڑی۔ صحابہؓ نماز میں تھے کہ آپ کا ہاتھ گر گیا پردہ کھنچ گیا۔ یہ آخری نگاہ تھی جو اللہ نے آپ کو دکھائی، آپ خوش ہو گئے، مطمئن ہو گئے کہ میں نے امت کو خدا کے حضور کھڑا کر دیا۔

میرے دوستو! وہ امت جسے سرور کائنات نے مسجدوں میں لا کر اللہ کے سامنے کھڑا کیا تھا آج وہ امت مسجدوں سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ایک بڑا طبقہ تو نماز ہی نہیں پڑھتا۔ ایک بڑا طبقہ گھروں میں نماز پڑھتا ہے، مسجد میں نہیں آتا، خدا کے گھر میں شاید اس کا دل نہیں لگتا، اللہ کی رحمت کو نہیں لیتا ہمیشہ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو مسجدوں میں نہیں آتے۔

یہ مسجدیں کس لئے بنی ہیں؟ اگر سب گھروں میں نماز پڑھیں گے تو مساجد ویران

ہوتی چلی جائیں گی۔ پھر یہ مسجدیں عیسائیوں کا کلیسا بن جائیں گی جن میں عیسائی اتوار کے دن آتے ہیں بگل بجی کر واپس چلے جاتے ہیں، اب تو آہستہ آہستہ وہ اتوار بھی ختم ہو گیا ان کے عبادت خانے ویران ہوتے جارہے ہیں چند دن پہلے اخبار میں آیا کہ عیسائیوں کے گرجا گھروں میں ہوٹل اور بازار کھولے جارہے ہیں تاکہ لوگ آئیں، یہی حال مسلمانوں کے عبادت خانوں کا بن رہا ہے کہ عبادت خانے خالی اور ویران ہیں بازار اور تفریح گاہیں آباد ہیں۔ بازار میں چلے جائیں آپ کو رش ملے گا ہر وقت مجمع ملے گا مسجدیں ویران ہیں۔ اللہ کے گھر خالی ہیں "وَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ" ہلاکت ہے اس نمازی کیلئے جو نماز باجماعت نہیں پڑھتا جو مسجدوں کو آباد نہیں کرتا۔

سامعین گرامی! یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے، ہم اس ذمہ داری کو نبھائیں، خواتین وحضرات مل کر محمد رسول ﷺ کے اس باغ کو سجائیں آج مرد و عورتیں اس باغ کو بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں، اس دین کو بگاڑنے میں لگے ہوئے ہیں۔ میرے دوستو اور بھائیو! ایسا نہ کریں ان مساجد کو آباد کریں ان مسجدوں میں آئیں اللہ کے سامنے سر جھکائیں یہ اللہ کی رحمت کے مراکز ہیں، اللہ کی رحمت کے تجلیات کے مراکز ہیں ہم مسجدوں سے کٹ گئے تو خدا کی رحمت سے کٹ گئے۔ کائنات کے اندر اللہ رب العزت نے کعبۃ اللہ کو اپنی رحمتوں کا مرکز بنایا، وہاں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور چونکہ پوری دنیا کی مساجد کعبۃ اللہ کے رخ پر ہیں اس لیے وہاں سے یہ رحمتیں ان مساجد میں تقسیم ہوتی ہیں پھر مساجد سے ان نمازیوں میں تقسیم ہوتی ہیں پھر ان نمازیوں سے ان کے گھروں اور معاشرہ میں تقسیم ہوتی ہیں۔ جو مسجد میں آتا ہی نہیں ہفتہ اور مہینہ گزر جاتا ہے وہ کتنا محروم ہے، اور وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جس نے اپنے گھر کو تو آباد کرلیا لیکن خدا کے گھر کو ویران کر دیا، اللہ کی رحمت سے کتنا دور ہے ایسا شخص، اس کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! اللہ رب العزت نے اس بات کو ذکر فرمایا ہے پھر اس کی

وجہ بھی ذکر کی کہ جو حقوق العباد میں کوتاہی کرتا ہے، مال پر قابض بن جاتا ہے، نماز یں نہیں پڑھتا، روزے نہیں رکھتا، یہ غافل بنا ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو فکر آخرت نہیں ہے "یکذب بالدین" کہتا ہے جی مرنا ہے، بالکل مرنا ہے، لیکن زبان سے کہتا ہے دل سے نہیں کہتا، جس کا دل کہتا ہے موت میرے ساتھ ہے، وہ کبھی رب کو ناراض نہیں کرسکتا، نبی ﷺ نے ایک صحابیؓ سے پوچھا دنیا کی زندگی کیسے پاتے ہو؟ فرمایا اللہ کے رسول صبح کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ شام ہوگی بھی یا نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا بڑی لمبی امید ہے میں ایک طرف سلام پھیرتا ہوں تو یقین نہیں ہوتا کہ دوسری طرف سلام پھیر سکوں گا یا اس سے پہلے میری روح قبض کر لی جائے گی۔

دنیا کی حقیقت:

میرے دوستو! یہ دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے۔ صبح ایک جوان گھر سے نکلا باہر سڑک پر گیا گاڑی نے مار دیا، حادثہ ہوگیا، دنیا سے گیا بے چارہ۔ کوئی رات کو سویا اور صبح اٹھ ہی نہیں سکا۔ میرے دوستو! اس زندگی کا کچھ پتہ نہیں، شکر ادا کریں رب کا، کتنے لوگ تکلیفوں میں ہیں اس صحت پر خدا کا شکر ادا کریں ان مواقع پر خدا کا شکر ادا کریں اللہ تعالیٰ نے یہ مواقع عطاء کئے ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی بہت عارضی ہے بہت مختصر ہے ہم نے اس زندگی کو بہت طویل سمجھا ہے۔ لیکن جب موت آئے گی تو ہر چیز کا خاتمہ کردے گی پھر ہم کہیں گے یہ کیا ہوگیا۔

فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا

جب موت کا فرشتہ آئے گا بندہ کہے گا یا اللہ تھوڑی سی مہلت دیدے اب میں صدقہ بھی کروں گا سب کے حقوق بھی ادا کروں گا نیکوکار بن جاؤں گا۔ لیکن جب وقت آتا ہے پھر خدا موقع نہیں دیتا پھر وہ موت ٹل نہیں سکتی۔

یہ دنیا عارضی ہے یہاں انسان چند دن کا مہمان ہے اور خوش نصیب انسان وہ ہے جو اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر زندگی گزارتا ہے۔

آخرت کی تیاری:

محترم سامعین! ہماری دنیا کی زندگی، موت، قبر، قبر کے بعد کی زندگی، سوال وجواب، حساب وکتاب یہ سب ہمارے سامنے اللہ اور اس کے پیارے حبیب نے واضح کر دیئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قبر کے بعد کی زندگی کی تیاری کرو اور فکر کرو۔ حضرت عثمان غنیؓ قبر پر آ کر اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی، کسی نے پوچھا کہ اتنا کیوں روتے ہو؟ فرمایا یہی تو وہ پہلی منزل ہے کہ اگر کوئی ناکام ہوا تو ناکام ہوتا چلا گیا۔ اگر کامیاب ہوا۔ کامیاب ہوتا چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قبر کو مٹی کا ڈھیر نہ سمجھو یہ جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ مومن کیلئے جنت کا باغ ہے اور نافرمان کیلئے جہنم کا گڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب فاسق وفاجر قبر میں رکھا جائے گا اور اس نے نمازیں نہیں پڑھی ہوں گی تو اسے اژدھا ڈسے گا فجر سے لیکر ظہر تک، ظہر سے لیکر عصر تک عصر سے مغرب تک مغرب سے عشاء تک عشاء سے لیکر فجر تک۔ جس نے دنیا میں نمازیں ضائع کیں اسے سانپ ڈستا رہے گا۔ فرمایا ایسا سانپ کہ اگر زمین پر پھونک مار دے تو زمین بنجر ہو جائے اس کا سبزہ ختم ہو جائے ایسا زہریلا سانپ ہو گا۔

قرض کی ادائیگی ضروری ہے:

میرے مسلمان بھائیو ہم حقوق العباد میں کوتاہی نہ کریں۔ جس کے ذمہ جسکا حق ہے وہ ادا کریں وہ ہمارے ذمہ قرض ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں جب کسی قرض دار کا جنازہ آتا، پیغمبر ﷺ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے ہم لوگوں کے پیسے دبا کر بیٹھ جاتے ہیں، نفلیں بھی پڑھتے ہیں، تہجد بھی پڑھتے ہیں، صدقہ بھی دیتے ہیں لیکن اگلے

کے پیسے نہیں دیتے، عمرہ پر بھی جاتے ہیں کہ وہ میں تو عمرہ پر چلا گیا، آپ کے پیسے آکر ادا کروں گا یہ عمرہ ہے، دکھلاوہ ہے، اگلے کا واجب حق ادا نہیں کیا اور جناب محترم عمرے پر تشریف لے گئے، صدقہ دے رہے ہیں، لوگوں کو بریانیاں کھلا رہے ہیں یہ صرف دکھلاوا ہے "الذین هم یراءون" نبی ﷺ کے زمانے میں جب جنازہ آتا آپ علیہ السلام پوچھتے اس پر قرض تو نہیں اگر کہا جاتا قرض ہے تو آپ علیہ السلام پوچھتے ادائیگی کا انتظام ہے بتایا جاتا اللہ کے رسول انتظام ہے۔ اتنا مال چھوڑ گیا ہے قرض ادا ہوجائے گا۔ ایک موقعہ پر ایک صحابیؓ نے کہا اے اللہ کے رسول میں اس کا ذمہ دار ہوں اس کا قرض میں ادا کروں گا تب نبی علیہ السلام نے جنازہ پڑھا۔ اور اگر ادائیگی کا انتظام نہ ہوتا نبی ﷺ ایسے آدمی کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے صحابہؓ سے فرما دیتے تھے کہ تم پڑھادو، نبی ایسے آدمی کا جنازہ نہیں پڑھاتا، جو لوگوں کے مال لیکر دنیا سے چلا جائے۔ آج اس بے ایمانی کو فن سمجھا جاتا ہے کہ یہ بڑا تیز آدمی ہے بڑا چالاک آدمی ہے یوں نہیں کہتے کہ یہ بے ایمان آدمی ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! اپنے معاملات درست کرلیں بھائیوں کے حقوق بہنوں کے حقوق یہ ہم مسلمانوں پر لازم ہیں اور ان میں کوتاہی وہی کرتا ہے جو آخرت سے غافل ہے، جسے آخرت کی فکر نہیں ہے اور جسے آخرت کی فکر ہے موت کی فکر ہے اپنی قبر کی فکر ہے کبھی کسی کی ایک پائی نہیں کھائے گا وہ کبھی بھی نماز میں کوتاہی نہیں کریگا وہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم میں کوتاہی نہیں کریگا اور جو کوتاہی کرتا ہے ایسے لوگوں کو اللہ رب العزت سخت ترین سزا دیتے ہیں۔

دنیاوی مصائب کا سبب:

نبی اکرم ﷺ نے جو تربیت فرمائی امت مسلمہ ان چیزوں میں کوتاہی کر کے بہت سارے نقصانات اور تکالیف اٹھاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ

یہ تمہیں جو تکلیف پہنچتی ہے یہ تمہارے اپنے عمل کا نتیجہ ہے اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

سامعین گرامی نمازوں کا اہتمام، مساجد کو آباد کرنے کا اہتمام ہو مردوں کو مسجد میں آنا چاہئے۔ خواتین بھی اس کا اہتمام یعنی معاونت کریں یعنی اپنے مردوں کو ان کے بعد مسجد کی طرف بھیجیں اپنے بچوں کو نماز کیلئے اللہ کے گھر میں بھیجیں۔ ہماری یہ مسجدیں آباد ہوں گی تو اللہ ہمارے گھروں پر رحمت بھیجے گا، برکتیں بھیجے گا، اللہ کے فضل سے ہمارے گھروں میں خیر و برکت آئے گی۔

بے نمازی کی نحوست:

میرے دوستو ایک بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک جاتی ہے، بتاؤ جہاں پورا گھر یا پورا محلہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے وہاں کتنی نحوست ہوگی اور ان کے پڑوسیوں سے اللہ کتنا ناراض ہوگا جو اس بات کیلئے فکر مند نہیں ہیں، اپنی نماز پڑھ رہے ہیں لیکن گھر والوں رشتہ داروں اور پڑوسیوں کیلئے کوئی فکر نہیں ہے۔

میرے دوستو! یہ ایک فکر ہے اللہ نے نماز فرض کی ہے۔ نماز اللہ کا اتنا پیارا حکم ہے کہ سارے احکامات اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارے ہیں لیکن نماز کی جب باری آئی تو اللہ نے امام الانبیاء ﷺ کو سات آسمانوں کی سیر کرائی عرش پر بلائے گئے وہاں نمازوں کا تحفہ دیکر آپ کو بھیجا گیا، سارے احکام زمین پر اتارے گئے روزے کا، زکوۃ کا، حج کا، جہاد کا، دعوت و تبلیغ کا، دیگر تمام احکام شریعت زمین پر نازل ہوئے ہیں لیکن ایک نماز کا حکم اللہ کو اتنا پیارا ہے اس کے لئے اپنے محبوب کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی عرش پر بلایا جنت جہنم کی سیر کروائی اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم آسمانوں پر دیا گویا نماز ہمیں بلندی اور آسمانوں کی طرف لے جائے گی خدا کی رحمت کی طرف لے جائے گی، نماز زمین پر پڑھیں گے آسمان پر ہمارا تذکرہ ہوگا لیکن جو نماز نہیں پڑھے گا یہ اللہ سے کٹ جاتا ہے اللہ کی رحمت سے ہٹ جاتا ہے اللہ کی خیر و برکت سے محروم

ہو جاتا ہے اور پھر اس کے دل میں مہر لگی رہتی ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو تین جمعہ کا تار نہیں پڑھتا اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

اس لئے میرے بھائیو اور دوستو! ہر محلے والا اپنے محلے کی فکر کرے ہم اپنے محلہ کی فکر کریں کہ ہمارے محلہ کے سارے مرد مسجد میں آنے والے بنیں اسی طرح ہر ہر محلے میں جہاں جو ہے ہر ہر خاندان ہر ہر علاقے میں دوست اپنے دوستوں میں نماز کی فکر پیدا کریں یہ فکر یہ دوستی قیامت میں بھی کام آئے گی آج حال یہ ہے کہ بزرگ نماز پڑھتے ہیں اولاد کو نہیں اٹھاتے کہ جی میں اٹھاتا ہوں بچے بات ہی نہیں مانتے، بھئی ہم ناراضگی کا اظہار کریں ایسے بچوں سے تاکہ نماز کی فکر پیدا ہو۔ بچہ اسکول نہیں جائے ہم اس کو چھوڑ دیتے ہیں؟ جب تک بچہ اسکول کا کام نہیں کر لیتا یا اسکول نہیں جاتا تو وہاں آپ پیار سے سختی سے نرمی سے محبت سے گرمی سے تمام حربے آزماتے ہیں، لیکن اس کو بھیجتا ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد کو مسجد کی نماز کا عادی بنائیں، مساجد میں آئیں، مساجد کو آباد کریں اللہ کی رحمت کو حاصل کریں اور آپ کے ذمہ جو ذمہ داریاں اپنے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی ہیں آپ ان ذمہ داریوں کو پورا ادا کریں تب جا کر اللہ کی رحمت حاصل ہوگی۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے اور ہماری زندگی میں جو کوتاہیاں ہیں ہم بڑے کمزور ہیں اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور کر کے زندگی شریعت کے مطابق ایک کامیاب زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا
انك انت التواب الرحيم

قطع رحمی سے بچیں

قطع رحمی سے بچیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قال النبی ﷺ من سرہ ان یبسط لہ رزقہ وینسألہ فی اثرہ فلیصل رحمہ. رواہ البخاری

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہو کہ اس کا رزق وسیع ہو جائے اور اس کی عمر میں اضافہ ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔

اس حدیث کی روشنی میں نبی کریم ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کرے گا اللہ پاک اس کو کشادہ رزق عطاء فرمائیں گے اور اس کی عمر میں اضافہ فرمائیں گے۔

عمر میں اضافے کا مطلب:

محدثین نے لکھا ہے کہ ہر انسان کی عمر تو اللہ پاک نے مقرر کر دی ہے تو عمر میں اضافہ کا کیا مطلب؟ حضرات محدثین نے لکھا ہے کہ جہاں انسان کی عمر اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے وہاں فرشتوں کو حکم یہ ہے کہ اگر یہ صلہ رحمی کرے گا تو عمر بڑھ جائے گی صلہ رحمی نہیں کرے گا تو عمر گھٹ جائے گی۔

ایک اور حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہتا ہو کہ اس کے مال میں اضافہ ہو جائے اور اس کی عمر میں زیادتی ہو جائے اور اس کے خاندان کے لوگوں کی آپس میں محبت پیدا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ صلہ رحمی کرے یعنی جو شخص صلہ رحمی کرے گا اللہ پاک اس کے مال میں برکت، عمر میں اضافہ اور اس کے خاندان میں محبت پیدا فرمائیں گے۔

صلہ رحمی:

حضرات علماء نے لکھا ہے کہ اس میں والد کی طرف سے اور والدہ کی طرف سے یعنی ددھیال اور ننھیال دونوں طرف سے رشتہ دار صلہ رحمی میں شامل ہیں اور بعض نے لکھا ہے کہ سسرال والے بھی اس میں شامل ہیں تو اسلام صلہ رحمی کی بنیادی تعلیم دیتا ہے۔ آج ہر شخص اپنے رزق میں کشادگی، فراوانی اور برکت چاہتا ہے، اپنی عمر میں زیادتی اور اضافہ کا خواہشمند ہے اور ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ آپس میں اپنے خاندان والوں سے محبت سے رہے تو اس کا آسان حل اسلام نے بتایا ہے کہ صلہ رحمی کا بیج لگائیں۔ میرے آقا ﷺ نے خبر دی ہے اس سے سچی خبر کسی کی نہیں ہو سکتی۔ تمام انبیاء کے سردار کی دی ہوئی خبر ہے کہ جو صلہ رحمی کرے گا اس کے رزق میں کشادگی، عمر میں اضافہ اور خاندان میں محبت ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ بری موت سے نجات پائے گا یعنی ناگہانی اور اچانک موت نہیں مرے گا اگر یہ ساری نعمتیں مل جائیں تو دنیا

بھی اچھی اور آخرت بھی اچھی ہو جائے گی۔ یہ تو صلہ رحمی کی فضیلت تھی لیکن اگر کوئی صلہ رحمی نہیں کرتا اپنے بیوی بچوں اور والدین کے حقوق صحیح ادا نہیں کرتا اپنے بہن بھائیوں اور والدین کے حقوق کا خیال نہیں رکھتا بلکہ سب سے قطع رحمی کرتا ہے کسی کی خوشی میں جاتا ہے نہ کسی کے غم میں شریک ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ محمد میں فرمایا

تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

قطع رحمی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

آج ہم اور آپ اپنے بنائے ہوئے تعلقات کا کتنا خیال رکھتے ہیں اچھی بات ہے خیال کیا جائے، لیکن جو تعلقات اللہ نے بنائے والدین کا تعلق اللہ نے بنایا بہن بھائیوں کا تعلق اللہ نے بنایا چچا اور خالہ وغیرہ کا تعلق اللہ نے بنایا اور ہم اس تعلق کا خیال نہیں رکھتے۔ اللہ نے قرآن میں ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے حدیث مبارکہ میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر جیسی مبارک رات میں ہر گنہگار کی مغفرت فرماتے ہیں لیکن اس برکت والی رات میں بھی تین افراد مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔ (۱) مشرک (۲) قطع رحمی کرنے والا (۳) شراب پینے کا عادی

لیلۃ القدر جیسی مبارک رات میں اللہ گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں لیکن اس مبارک رات میں مشرک اور قطع رحمی کرنے والے کی مغفرت نہیں فرماتے یعنی رشتہ قطع کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ رمضان کا مہینہ اور آخری عشرہ اور اوپر سے لیلۃ القدر کی رات میں اس بندے کی مغفرت نہیں ہوتی۔

صلہ رحمی کی ایک اور تفسیر:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الى

من اسماء الملک

'جو آپ سے تعلق توڑے آپ اس سے جوڑیں جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کریں اور جو آپ سے بدسلوکی کرے تو آپ اس پر احسان کریں۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں فلاں مجھ سے نہیں ملنا چاہتا تو ہم بھی نہیں ملتے، وہ جو ہم سے اچھا پیش آئے گا ہم بھی اس سے اچھے طریقے سے پیش آئیں گے، جو ہمارے ساتھ بدسلوکی کرے گا تو ہم اس سے بڑھ کر دو ہاتھ آگے ہوں گے۔ یہ دین کی تعلیمات نہیں ہیں، بلکہ ایک آدمی ہمیں برا سمجھتا ہے، ہم اس سے اچھا سلوک کریں، کوئی ہمیں سلام نہیں کرنا چاہتا ہو رارشتہ دار عزیز و اقارب ہم اسے سلام بھیجیں۔ اس کے مشکل وقت میں کام آئیں۔ یہ ہیں دین کی تعلیمات!

میرے بھائیو! چھوٹی چھوٹی باتوں پر منہ موڑنا، ناراضگی کا اظہار کرنا، بہن بھائیوں اور والدین سے اور دیگر رشتہ داروں سے معمولی باتوں پر ناراض ہونا اس عمل سے بچیں۔ جہاں ہم دیگر نیک کاموں میں آگے بڑھتے ہیں اسی طرح ہم صلہ رحمی کے اس نیک اور کار خیر میں بھی آگے بڑھیں آپس میں صلح رحمی کریں اللہ کو خوش کریں شیطان کو ناراض کریں۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے جلدی جس عمل پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور جس عمل پر اللہ تعالیٰ سب سے جلدی اجر دیتے ہیں وہ صلہ رحمی ہے۔ یعنی اس کا انعام نقد در نقد اگر چہ صلہ رحمی کرنے والا گنہگار ہی کیوں نہ ہو اور سب سے پہلے جس عمل پر اللہ ناراض ہوتے ہیں وہ قطع رحمی ہے۔

صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ خاندان کا ہر اعتبار سے بھلا چاہنا کسی کی خوشی کے موقع پر شریک ہونا، غم کے موقع پر اس کو صبر کی تلقین کرنا کسی مصیبت اور بیماری میں مبتلا شخص کیلئے دعا کرنا یہ صلہ رحمی ہے۔ صرف پیسے بانٹنا صلہ رحمی نہیں ہے اپنی دعا میں

ن کو شامل کرنا در حقیقت دعا تو ان کے لئے ہے لیکن اس کا ثمرہ ہمیں بھی ملے گا۔ قطع رحمی سے اللہ ناراض ہوتے ہیں شیطان خوش ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خود بھی بچیں اپنے بچوں کو بچائیں آج تو بچوں کو قطع رحمی کی تلقین کی جاتی ہے کہ خبردار فلاں سے اگر سلام کیا! اس طرح کرنے والے کو دوہرا گناہ ملے گا اولاد کی غلط تربیت کا گناہ اور قطع رحمی کا گناہ۔ پھر آگے جا کر اولاد ایسے والدین سے بھی قطع رحمی کر بیٹھتی ہے۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو قطع رحمی سے بچائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

دین کی دعوت

اور

علماء کی قربانیاں

دین کی دعوت اور علماء کی قربانیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ○ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ○

ترجمہ: یہ (کفار) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کیے بغیر رہنے والا نہیں، اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجی تاکہ اس دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

اعدائے دین یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں مرکزی فلاں شخصیت کو ختم کر دیا جائے تو یہ دین ختم ہو جائے گا، اللہ رب العزت کا دین مٹ جائے گا، یہ ان کی نادانی ہے۔ اللہ رب العزت کے دین کا چراغ جلتا رہے گا اور جو یہ سوچتے ہیں کہ دین ختم ہو جائے گا یہ بیوقوف لوگ ہیں انہیں سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ابرہہ کے قصے کو بیان کیا کہ ابرہہ ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر اور فوج لیکر آیا تھا دین کے چراغ کو بجھانے کی نیت سے آیا تھا کعبۃ اللہ کو ڈھانے کا عزم لے کر آیا تھا، اللہ رب العزت نے فرمایا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا، کیا ان کا منصوبہ اللہ نے ناکام نہیں بنا دیا، اللہ نے ان پر ابابیل کی شکل کے پرندے بھیجے، جو ان پر سنگ ریزوں کو برساتے تھے، تو اللہ نے ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھوسا''۔

ابرہہ اور اس کے لشکر کو بالکل ملیامیٹ کر دیا جب دین کے مقابلے میں کوئی آجاتا ہے تو وہ خود تباہ و ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ یہاں دو باتیں ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ آدمی خود دین پر عمل نہیں کرتا اور دوسرا یہ ہے کہ دین والوں کے مقابلے پر اتر تا ان کو تنگ کرتا۔ ابرہہ کو دیکھو کیسے ذلیل ہوا؟ نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں، فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں اور ابوجہل امام الانبیاء ﷺ کے مقابلے میں آکر کیسے ذلیل وخوار ہوا؟ اس دین کی حفاظت اللہ رب العزت خود کرتے ہیں اور یہ حفاظت اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ علماء کی پے در پے

شہادتوں سے دین مٹ نہیں جائے گا، یہ سلسلہ دور اول سے جاری ہے۔ غزوۂ احد میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے، آنحضرت ﷺ بہت روئے، لیکن قاتلوں کی طرح ماتم نہیں کیا، ہم قاتلوں کی طرح ماتم نہیں کرتے، ہاں ہمارے ساتھیوں کے چلے جانے سے ہمیں دکھ ضرور پہنچتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم ان شہادتوں سے ڈر کر خاموش ہو جائیں گے، حق کو حق اور باطل کو باطل نہیں کہیں گے اگر دشمن یہ سمجھتا ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ ہماری تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، حضرت امام اعظم بوحنیفہ رحمہ اللہ سے لے کر آج تک علماء وطلبہ، اللہ والے، دین دار اپنی جانیں قربان کرتے آرہے ہیں۔

افغانستان کا محاذ ہو یا کشمیر کا، عراق ہو یا چیچنیا، فلسطین ہو یا بوسنیا غرض ہر جگہ مسلمان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔

نہ جائیداد کا جھگڑا ہے نہ کوئی سیاسی تنازع ہے۔ ایک امام مسجد کو شہید کرنا، کسی درس گاہ جاتے طالب علم کو شہید کرنا، کسی مدرسہ میں پڑھانے کیلئے جانے والے کو شہید کرنا اور یہ سوچنا کہ اس طرح کی شہادتوں سے یہ دین مٹ جائے گا یہ خام خیالی ہے، شہادت تو مومن کو مطلوب اور مقصود ہے اللہ کے نبی نے شہادت کیلئے دعائیں کیں ہیں حضرات صحابہ کرامؓ شہادت کے لیے دعائیں مانگا کرتے تھے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اللہ والوں کا قتل عام کیوں؟

عید الاضحیٰ کے موقع پر آپ حضرات قربانی کرتے ہیں منڈی میں ریوڑ بکروں کے ہوتے ہیں، کتوں کے نہیں ہوتے، حالانکہ کتیا ایک وقت میں بعض اوقات آٹھ بچے

جلتی ہے جبکہ بکری اتنے زیادہ نہیں جنتی، چونکہ بکرے کو للہ کے نام پر قربان کیا جاتا ہے اس لیے اللہ رب العزت اس میں برکت ڈال دیتے ہیں ہزاروں لاکھوں جانور ہر سال قربان ہوتے ہیں جس کا منطقی نتیجہ تو یہ نکلنا چاہیے تھا کہ ان جانوروں کی نسلیں مٹ جاتیں لیکن اللہ رب العزت نے اپنے نام پر قربان ہونے والوں کی نسلوں کا تحفظ اپنے ذمے لے لیا ہے۔ چنانچہ جب انسانوں میں ایسا طبقہ وجود میں آجائے جو اللہ کے نام پر قربان ہونے لگ جائے تو اللہ پاک اس میں برکت ڈال دیتے ہیں، یہ قربانی قبولیت کی علامت ہے اللہ قبول فرما رہے ہیں دشمن سمجھ رہا ہے کہ شاید میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہا ہوں۔

منافق کی نفرت کے دو انداز:

منافق آدمی دو طرح سے نفرت کرتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں منافق تھے انہوں نے صفہ کے چبوترے میں پڑھنے والے صحابہ کرام کو دھمکی دی کہ ان غریب اور حقیر لوگوں کو مدینہ سے نکالیں۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کچھ یوں کیا ہے:

لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

''عزت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ تو رسولوں اور مومنین کیلئے ہے لیکن منافقین نہیں جانتے''۔

دوسری بات جو منافقین نے کہی وہ یہ کہ کہ جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں ان کو چندہ نہ دیا کرو مدرسہ میں چندہ نہ دیا کرو تو دن نہ کیا کرو، یہ مدارس ختم ہو جائیں، یہ مدرس اپنی موت مر جائیں گے، یہ دہشت گرد پیدا کرتے ہیں یہ بات چودہ سو سال پرانی بات ہے جو مدینہ کے منافقین نے کہی اللہ رب العزت نے اس کا جواب دیا کہ

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ وہ خود بخود بھاگ جائیں، حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ کے دست قدرت میں ہیں لیکن منافقین نہیں جانتے۔

آگے چل کر سورت کے آخر میں اللہ پاک نے فرمایا

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

اگر تو یہ مال اللہ کے راستے میں خرچ ہو رہا ہے پھر تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو موت آنے سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرو ورنہ موت آجائے گی تو تم کہو گے اے رب اگر موت کو کچھ مؤخر کردے تو میں صدقہ بھی کروں گا اور نیک بن کر رہوں گا اللہ فرماتے ہیں کہ موت ہرگز مؤخر نہیں کی جائے گی جب کہ اس کا وقت ہو جائے۔

آج چودہ سو سال بعد بھی وہی بات ہو رہی ہے کہ مدارس میں چندہ نہ دو ان کا معاشرے میں کیا کام ہے یہ تو معاشرے پر بوجھ ہیں یہ منافقین کا رویہ ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: قابل رشک آدمی دو ہیں ایک وہ کہ جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اس مال کو حق پر خرچ کرتا ہے اور دوسرا آدمی جس کو علم دیا اور وہ اس علم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق:

کتابوں میں ایک واقعہ ملتا ہے، ثعلبہ نامی ایک شخص مدینہ میں رہتا تھا وہ حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے رسول دعا کیجئے کہ میرا مال بڑھ جائے! اللہ کے

نبی نے فرمایا اے فلاں جو مال تمہارے پاس ہے اس پر شکر ادا کرو اس نے کہا نہیں،
اللہ کے رسول آپ دعا کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بھی مال کے حقوق ہوتے
ہیں اس نے کہا میں ادا کروں گا، اللہ کے رسول نے دعا کر دی نتیجہ میں اس کا مال
بڑھتا چلا گیا اور وہ نماز میں غیر حاضر ہونا شروع ہو گیا، کرتے کرتے وہ صرف جمعہ میں
آنے لگا اور بالآخر جمعہ کے دن بھی اس کی غیر حاضری ہونے لگی۔ حضور علیہ السلام
نے پوچھا ثعلبہ نظر نہیں آرہا۔ ایک صحابی نے جواب دیا کہ اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا
ہے، اس کے مال کی جگہ مدینہ میں تنگ تھی اس لئے وہ مدینہ سے باہر چلا گیا۔ ہوتے
ہوتے زکوۃ کا وقت آ گیا اور نمائندہ اس کے پاس گیا کہ جی اللہ کے رسول نے مجھے
آپ کے پاس زکوۃ وصول کرنے بھیجا ہے۔ اس نے کہا میں نے حساب نہیں کیا ہے
کل آنا۔ اگلے روز وہ نمائندہ پھر حاضر ہوا تو اس نے کہا کہ بھئی تم تو میرے پیچھے ہی پڑ
گئے ہو، میں نے حساب نہیں کیا ہے کل آنا، تیسرے دن وہ پھر اس کے پاس گیا تو وہ
کہنے لگا کہ زکوۃ اور ٹیکس میں کیا فرق ہے؟ مجھے تو کوئی فرق نہیں لگتا۔ آج کل بھی کچھ
لوگ کہتے ہیں کہ زکوۃ اور ٹیکس میں کیا فرق ہے؟

فرق یہ ہے کہ ٹیکس حکومت اپنے اخراجات پورے کرنے کیلئے ہم سے لیتی ہے
جبکہ زکوۃ ایک عبادت ہے، نمائندہ نے جا کر حضور علیہ السلام کو بتایا کہ اللہ کے رسول
میں اس کے پاس تین دن لگاتار گیا لیکن مجھے پہلے دن اس نے یوں کہا دوسرے دن
یوں اور تیسرے دن یوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا اب اس کے پاس نہیں جانا، اس
شخص کو پتہ چل گیا وہ زکوۃ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ علیہ السلام نے منع
کر دیا۔ اس کو قرآن مجید میں دسویں پارے کے اندر اللہ رب العزت نے بیان کیا ہے
کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مال آ گیا تو ہم صدقہ کریں گے اور نیک لوگوں میں سے
ہوں گے۔

فلما اتهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم

معرضون فأعقبهم نفاقا فی قلوبهم الیٰ یوم یلقونه

جب ان کو مال دیا جاتا ہے تو وہ بخیل بن جاتے ہیں اور منہ موڑ کر اعراض کرتے ہیں ان کے دلوں میں نفاق کو قیامت تک کیلئے ڈال دیا گیا ہے۔

اس وعدہ کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے جو اللہ سے کیا، اللہ کے رسول نے اس سے زکوۃ نہیں لی یہاں تک کہ حضور علیہ السلام اس دنیا سے پردہ فرما گئے پھر وہ صدیق اکبرؓ کے زمانے میں زکوۃ لیکر حاضر ہوا انہوں نے بھی وصولی سے انکار کر دیا یہاں تک کہ پھر وہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مردار ہوا اس کے مال نے اس کو منافق بنا دیا اس کی منافقت نے ہمیشہ مال کو حق جگہ پر لگانے سے روکا ہے۔ آج ہمارے دلوں میں علماء کی قدر نہیں جس کے دل میں عالم کی قدر اور عزت نہیں وہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

عالم کون ہے؟

حضور علیہ السلام علماء کے سرخیل ہیں، صدیق اکبرؓ عالم ہیں فاروق اعظمؓ عالم ہیں، عثمان غنیؓ عالم ہیں، علی المرتضیٰؓ عالم ہیں، عبداللہ ابن مسعودؓ عالم ہیں، امام بخاریؒ و مسلمؒ عالم ہیں۔ آج اگر ہمارے دل میں علماء کی نفرت ہو اور سوچ یہ ہو کہ کل روز محشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔ آج علماء کا بغض ہمارے سینے میں ہو اور ہم حضور کی شفاعت کے متمنی ہوں۔ حاشا وکلا! ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا میں اگر کسی کے بیٹے سے نفرت کرتا ہوں تو کیا اس کا والد مجھ سے محبت کرے گا اگر کسی کے والد سے میں نفرت کروں تو کیا اس کا بیٹا میری عزت کرے گا؟ نہیں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ عالم جو حق کو بیان کرتا ہے، اللہ کے احکامات اور نبی کی احادیث کو بیان کرتا ہے دین کے مسائل ہمیں سمجھاتا ہے، ان علماء کے خلاف بات کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے والی بات ہے۔

آج جو ہمارے حالات ہیں یہ ہم پر دشمنوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں علماء کی عزت نہیں۔ آج ہی سے ہم یہ عزم کرلیں کہ اے اللہ جب تک ہم زندہ ہیں

تیرے دین کا کام کرتے رہیں گے۔اے اللہ ہمیں اس دینی سیسلے سے محروم نہ فرمانا۔ جو محروم ہوگیا وہ منافقین کی فہرست میں شامل ہوگیا۔علماء کو عزت و محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھو۔عبداللہ ابن مبارکؒ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں بہت بڑے محدث اور فقیہ گزرے ہیں وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا معاملہ رہا؟ فرمانے لگے،.بہت اچھا رہا لیکن میرا جو پڑوسی ہے اس کے ساتھ تو بہت ہی اچھا ہوا، وہ شخص بیدار ہوا اور جا کر پڑوس میں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ پڑوسی ایک مزدور تھا لوہا کوٹتا تھا اس آدمی نے پوچھا اس کی کوئی خاص بات تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں دو خاص باتیں تھیں ایک تو یہ کہ جیسے ہی اذان ہوتی تھی وہ فوراً ہتھوڑا چھوڑ کر مسجد چلا جاتا تھا اور دوسری خاص بات یہ تھی کہ رات کو جب عبداللہ بن مبارکؒ اٹھتے تھے تہجد کیلئے تو یہ آہ بھرتا کہ اے اللہ دل تو چاہتا ہے کہ میں بھی تہجد کی پابندی کروں لیکن میں تھک جاتا ہوں تو دیکھو اس کی آہ نے اس کو عبداللہ بن مبارک سے آگے پہنچا دیا۔

سامعین گرامی! یہ علماء ہیں جو دین پھیلانے کیلئے نہ گرمی کا احساس کرتے ہیں نہ سردی کو خاطر میں لاتے ہیں نہ حالات دیکھتے ہیں بس ایک محنت اور لگن کے ساتھ دین کو پھیلانے میں مصروف ہیں دشمن ان کو شہید کر کے یہ سمجھتا ہے کہ دین اور حق بات کوئی نہیں کرے گا یہ اس کی غلط فہمی ہے جو ہمارے علماء شہید ہوئے ہیں اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی علمی خدمات کو ان کے رفع درجات کا سبب بنائے اور ہم نے یہ دعا کرنی ہے کہ اے اللہ جب تک ہم زندہ ہیں تو ہمیں اس دین کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ جوڑے رکھ اور فتنوں سے ہماری حفاظت فرما۔اللہ ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول فرمائے اور فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین!!!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تقویٰ کی اہمیت

تقویٰ کی اہمیّت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۝ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝

محترم عزیز دوستو اور مسلمان بھائیو!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جن احکام کی تاکید بار بار فرمائی ہے اس میں ایک حکم تقویٰ ہے، مومن تقویٰ کو حاصل کریں یہ ایک ایسا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ حکم دیا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ

اے نبی آپ تقویٰ کو اختیار فرمائیں

اس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں گزشتہ امتوں کے متعلق فرمایا

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ

ہم نے آپ سے پہلے اہل کتاب کو بھی اور آپ کو بھی حکم دیا کہ تقویٰ اختیار فرمائیں۔

اور قرآن کریم کی ابتدا میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

یہ قرآن کریم ہدایت ہے متقیوں کے لیے۔

یعنی اس سے فائدہ یہی حاصل کریں گے؟ اور عبادات کے متعلق بھی یہ حکم دیا جیسے روزے کے متعلق ارشاد فرمایا

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

روزہ تم پر فرض ہے تاکہ تم تقویٰ کو اختیار کرو۔

اور اسی طرح پہلے پارے کے تیسرے رکوع میں عبادت کا مقصد یہی قرار دیا گیا

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (سورۂ بقرۃ)

اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو تاکہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو جائے۔

تو معلوم ہوا کہ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟

اب تقویٰ کہتے کس کو ہیں؟ عربی زبان کا لفظ ہے، تقویٰ کا لغوی معنی ہے بچنا۔

جس کو ہمارے معاشرے میں پرہیز کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں ڈاکٹر نے پرہیز بتائی ہے۔ یہ جو پرہیز کا لفظ استعمال ہوتا ہے عربی میں اس کے لیے تقویٰ کا لفظ ہے، اب کس چیز سے بچنا ہے؟ اللہ رب العزت نے ان چیزوں سے بچنے کے لیے فرمایا جن کی وجہ سے ہمارا یہ جسم آخرت میں پریشانی اور تکلیف کا شکار نہ ہو ان چیزوں سے بچنا یہ تقویٰ ہے۔

چنانچہ تفاسیر میں لکھا ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! آپ کا گزر کبھی کسی خاردار جھاڑی دار راستہ سے ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہوا ہے، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس خاردار راستہ پر آدمی کیسے چلتا ہے؟ کہا بچ بچ کے چلتا ہے، اپنے کپڑے سمیٹ کر چلتا ہے کہ کسی کانٹے میں میرا دامن پھنس نہ جائے تاکہ میرا کوئی کپڑا نہ پھٹ جائے خراب نہ ہو جائے۔ فرمایا یہی تقویٰ ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے گناہوں کی جو جھاڑیاں ہیں اور اللہ رب العزت کی نافرمانیوں کے جو کانٹے ہیں ان سے بچ بچ کے چلنا تاکہ کہیں چہرۂ ایمان کو داغ دار نہ بنا دیں۔ جیسے بازار میں چلتے ہوئے نگاہوں کی حفاظت کرنا ہے۔ راستے میں چلتے ہوئے نظروں کی حفاظت کرنا ہے۔ مال کماتے ہوئے حلال اور حرام میں احتیاط کرنا ہے۔ عقیدہ کے اعتبار سے احتیاط کرنا ہے۔ یہ تمام بچاؤ جب انسان کرتا ہے تو اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

تقویٰ مومن کا کمال ہے:

تقویٰ کے ذریعے مومن کے اخلاقیات اس کی عبادات، اس کے معاملات اور معاشرت میں بلکہ ساری چیزوں میں درستگی آجاتی ہے۔ تقویٰ مومن کے اندر تمام کمالات کو پیدا کرتا ہے۔ کمالات کا سرچشمہ ہے اس لیے کہ تقویٰ کا معنی ہے گناہ سے بچنا، جب ہم گناہ والی چیز سے بچیں گے جب ہم پرہیز کریں گے تو دوا ہمیں جلد فائدہ

پہنچائے گی۔ جب ہم گناہ سے بچیں گے تو پھر اطاعت ہمیں بہت فائدہ دے گی پھر
نماز، تلاوت، ذکر، اذکار اور دعا یہ ہمیں بہت فائدہ دیں گے۔
اور اگر ہم گناہ سے نہیں بچیں گے پرہیز نہیں کریں گے تو دوا کا اثر کمزور ہو جائے گا
پھر ایک شخص نمازی بھی ہوگا اور جھوٹ بولنے والا بھی ہوگا۔ ذکر اذکار کرنے والا بھی
ہوگا اور ساتھ ہی دھوکا دینے والا بھی ہوگا۔ لوگ کہیں گے یہ تو بڑا نمازی تھا اس کو کیا
ہو گیا یہ تو بڑا حاجی بلکہ الحاج تھا اور پیسے لے کر بھاگ گیا۔ نماز تو پڑھتا تھا لیکن جب
تک اس نماز کے ساتھ حج کے ساتھ روزے اور زکوۃ کے ساتھ گناہوں سے بچنے اور
ان سے نفرت انسان کے مزاج میں نہ ہو تو عبادات مطلوبہ کا اصل فائدہ حاصل نہیں
ہوتا۔ جو اصل فائدہ ہے عبادات کا وہ اس وقت ہے جب انسان گناہ چھوڑ کر عبادت
کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار فرماتے ہیں. اے ایمان والو! تقوی
اختیار کرو۔ اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھنے کی اور گناہوں سے بچنے کی فکر کرو
ہمارے دل میں دماغ میں گناہوں کی نحوست سے نفرت ہونی چاہیے اور جو آیت میں
نے ابتدا میں تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ○

اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو اور بات سیدھی کیا کرو۔

جب انسان کے اندر تقویٰ ہو تو اس وقت اس کی گفتگو بھی اچھی ہوتی ہے۔

یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن
یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو سدھار دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو
معاف کر دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے
بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

خطبہ نکاح میں تقویٰ کی تلقین:

نکاح کے موقع پر آیت پڑھی جاتی ہے اور سورۂ نساء کی پہلی آیت پڑھی جاتی ہے سورۂ آل عمران کی آیت پڑھی جاتی ہے ان چاروں آیات میں تقویٰ کا ذکر ہے۔ نکاح کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔ حالانکہ قرآن پاک میں ایسی آیات موجود ہیں جہاں نکاح کا حکم موجود ہے، مگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی آیتوں کے بجائے ان آیات کا انتخاب فرمایا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ نکاح اس وقت دو خاندانوں میں جوڑ کا ذریعہ ہے اگر یہ جوڑ تقویٰ کے ساتھ ہوگا تو یہ پائیدار اور فائدہ مند ہوگا اور اگر یہ تقویٰ کے بغیر ہوگا تو ہم چاہے تین ہزار روپے کا کھانا ہی کیوں نہ کھلاتے ہوں ان خاندانوں کی زندگی میں برکت نہیں آئے گی۔ معاملات میں خوش حالی نہیں رہے گی۔ ہمارے ہاں ہال سوٹ بیلٹ پر زور ہوتا ہے کمرے کو سجانے پر زور ہوتا ہے، ہم گاڑیوں اور کپڑوں کو سجاتے ہیں انسان کو نہیں سجاتے اس انسان کو سجایا جائے اس کے دل کو سجایا جائے اس کے اندر اخلاق کردار کو پیدا کیا جائے اس کی فکر نہیں ہے۔

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی کسی عزیزہ خاتون کی بچی کی شادی ہوئی تو حضرتؒ نے پوچھا کہ تمہارا داماد کیسا ہے؟ خاتون نے کہا جی ماشاءاللہ نمازی ہے۔ کچھ دیر کے بعد پھر حضرتؒ نے پوچھا کہ تمہارا داماد کیسا ہے؟ اس نے پھر کہا نمازی ہے۔ حتی کے تیسری مرتبہ پوچھا تو پھر اس خاتون نے کہا کہ نمازی ہے؟ حضرت نے کہا کہ میں نماز کا نہیں پوچھ رہا ہوں۔ اس کا کردار کیسا ہے؟ نماز پڑھنے والے سارے اچھے کردار کے مالک نہیں ہوتے۔ بہت سارے نمازی اپنے گھر کو بگاڑنے والے ہوتے ہیں۔ بداخلاق ہوتے ہیں۔ گھر کا بگاڑ اور سدھار اخلاق اور اس زبان پر ہے۔ بہت ساری عورتیں نماز کی پابند ہوتی ہیں مگر زبان ان کی قینچی سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ لہذا ان سے سارا گھر ناراض ہوتا ہے۔ بہت سارے مرد نماز کے پابند ہوتے ہیں مگر اخلاق درست نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تقویٰ اختیار کرو اور بات سیدھی اور

صاف کیا کرو اچھی بات کیا کرو۔

یہ چبھنے والے طنزیہ جملے اور یہ دوسروں کو تکلیف میں ڈالنے والے جملے کہنا یہ کوئی کمال نہیں ہے۔ ایک انسان بہت ساری اچھائیوں کا مالک ہوگا لیکن وہ زبان سے ایسا جملہ بولے گا جو دوسرے کے لیے دل آزاری کا سبب ہوگا یہ مومن کی شان نہیں ہے مومن ایسا کبھی بھی نہیں کرتا ہے اس لیے نکاح کے موقعہ پر جن آیتوں کا رسول اللہ ﷺ نے انتخاب فرمایا ان میں تقویٰ کا حصول ہے۔

یا یہا لناس اتقوا ربکم

اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔

اور حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں تقویٰ کی دعا بھی شامل تھی۔ صحیح مسلم شریف میں کتاب الاذکار میں دعا آتی ہے

اللھم انی اسئلک الھدی والتقی والعفاف والغناء

اے اللہ میں آپ سے ہدایت مانگتا ہوں ورتقویٰ مانگتا ہوں اور پاکدامنی مانگتا ہوں میں آپ سے غناء ور مالداری، مانگتا ہوں کہ کسی کا محتاج نہ بنوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے تقویٰ کو مانگا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دعاؤں میں تقویٰ کی دعا شامل رہی ہے۔ اسی طرح احادیث میں دوسری دعا آتی ہے

اللھم ات نفسی تقوٰھا وزکھا انت خیر من زکٰھا

اللہ میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما (میرا یہ نفس پرہیز کا عادی بن جائے) اور اے اللہ اس کو پاک فرما اور آپ ہی بہتر پاک کرنے والے ہیں (آپ ہی اس کے آقا اور مالک ہیں)۔

تو نبی کریم ﷺ باقاعدہ اپنی دعائیوں میں تقویٰ کو مانگا کرتے تھے۔

زنگ آلود لوہے پر رنگ:

میرے مسلمان بھائیو!

تقویٰ کو اختیار کرنا یعنی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا یہ مومن کے لیے ایمان کے بعد بنیادی عمل ہے۔ گناہ سے بچے گا تو پھر نیکی کا رنگ صحیح چڑھے گا، اور اگر گناہ کے زنگ کو کھرچا نہیں۔ زنگ آلود لوہے پر اوپر سے رنگ کیا جا رہا ہے، اسپیشل قسم کا پینٹ لگایا جا رہا ہے لیکن لوہا زنگ آلود ہے۔ جب تک کمال سے اس کو رگڑا نہیں جب تک اس کو صاف نہیں کیا تو یہ رنگ چند دن چمکے گا پھر اس کے بعد پپڑی بن کر گر جائے گا اس لیے کہ پیچھے زنگ موجود ہے اس کو صاف کرنا ضروری ہے اس طرح ہم جب نیکی کریں تو ہم گناہوں کے زنگ کو کھرچنے کی بھی کوشش کریں۔ ایک ایک کر کے کھرچنا پڑے گا ایسا نہیں ہے کہ آج ہی سارے چھوڑ دیے جائیں۔ یہ ہمارا نفس اور شیطان یہ بھی بڑے ماہر ہیں ان کے پاس بھی بڑے طریقے ہیں۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ سے مانگ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو شامل حال کر کے ایک ایک کر کے آغاز کر دیں گے تو ان شاء اللہ اگر موت بھی آگئی تو اللہ تعالیٰ ہمیں تائبین (توبہ کرنے والوں) میں شامل فرما دیں گے۔

لیکن اگر ہم گناہ کو نہیں چھوڑتے، گناہ اپنی ترتیب پر چل رہے ہیں ان سے کوئی نفرت اور کسی دوری کا ارادہ نہیں ساتھ میں نیکیاں کر رہے ہیں۔ اچھی بات ہے نیکی کرنا، لیکن وہ نیکی ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب نہیں کریں گی۔ بیچ میں گناہ رکاوٹ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انما یتقبل اللہ من المتقین ○

اللہ تعالیٰ تو حسنات اور اچھائیاں اور نیکیاں متقین کی قبول فرماتے ہیں۔

ہابیل اور قابیل دونوں بھائی تھے، دونوں نے صدقہ کیا، ہابیل کا صدقہ قبول ہو گیا قابیل کا قبول نہیں ہوا تو اس نے کہا یہ کیا بات ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے اس واقعے کو قرآن

کریم میں ذکر کیا اور بتلا دیا کہ ہم نے قابیل کے صدقے کو کیوں قبول نہیں کیا اور ہابیل کا کیوں قبول کیا؟ اس وجہ سے کہ ہابیل متقی تھا اور اللہ تعالیٰ متقین کی نیکیاں قبول فرماتے ہیں۔ اس لیے غالباً حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے اپنی کسی نماز کے بارے میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول ہوگئی تو یہ میرے لیے دنیا ومافیہا سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اگر میری نماز قبول ہوگئی تو میں اللہ تعالیٰ کے ہاں متقیوں میں آگیا۔ تو انسان نماز پڑھے یا کوئی بھی اچھا عمل کرے تو اس اچھے عمل میں اپنے گناہوں کو چھوڑنے کی بھی نیت ہو اور ایک ایک کرکے ہم اپنے کو گناہوں سے بچانے کی فکر کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں متقی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولكن يناله التقوىٰ منكم

اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارے جانور کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

تمہارے اندر پرہیز کتنی ہے کہ گناہ سے بچنے میں تم کتنے پختہ ہو اس لیے میرے مسلمان بھائی تقویٰ کو اپنے لیے لازم قرار دیں۔ یعنی گناہوں سے بچنے کی فکر اپنا مزاج بنائیں۔ ایک ایک کرکے گناہ کو ترک کریں۔

تقویٰ کے برکات:

قرآن کریم میں ہے کہ جب انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اس کی نیکیاں قبول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتے ہیں۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والے کو انعامات کیا دیتے ہیں؟ قرآن کریم بار بار کہتا ہے:

يا يها الذين امنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت

لعد واتقوا اللہ

اے ایمان والوتقویٰ اختیار کرو۔اور غور کریں کہ میں نے کل کے لیے کیا

کیا ہے اور تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں دو دو دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ہم کسی سے کہتے ہیں بچو! ایک ہی سانس میں بچو ارے بچو!! تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آیت میں دو بار ذکر کر کے اس کی اہمیت بتائی ہے، اس آیت کو بھی نکاح کے موقع پر اسی وجہ سے پڑھتے ہیں کہ شادیوں کے موقع پر نفس نسان کو برائیوں کی طرف لے جاتا ہے کہ خوشی کا موقع اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دل کھول کر کر لو نتیجتاً پھر زوجین میں محبت نہیں ہوتی، برکت نہیں ہوتی زندگی کی گاڑی رک جاتی ہے، کتنے گھر اس وجہ سے بڑ جاتے ہیں، برباد ہو جاتے ہیں، پھر اس لیے سامعین گرامی تقویٰ اختیار کریں اپنے آپ کو گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین!!!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقویٰ پر ملنے والے انعامات

تقویٰ پر ملنے والے انعامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ وقال تعالٰی فی مقام اخر: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ○ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

سئل عن النبی ﷺ من اکرمنا قال النبی ﷺ: اتقکم

محترم دوستو اور بزرگو!

تقویٰ پرہیز گاری کا نام ہے کہ انسان گناہوں سے پرہیز کریں اور اپنی زندگی گناہوں سے بچ بچ کر گزر لیں۔ اس کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ مومن کو بے شمار انعامات عطا فرماتے ہیں۔ مثلاً سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور برادریاں بنادی ہیں لیکن عزت کا مدار اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف تقویٰ پر ہے۔''

دنیا میں تمام انسان دو قسم کے ہیں۔

ایک وہ انسان ہے جو صرف اپنے ظاہری جسم کے لیے فکر مند ہے سر میں درد نہ ہو ناک خراب نہ ہو نزلہ زکام نہ ہو۔ ان چیزوں کا خیال کرنا بھی چاہیے، اسلام نے اس چیز سے منع نہیں کیا ہے یہ انسان جو اپنے جسم کے لیے فکر مند ہے کہ کھانا کب ملے گا؟ روٹی کب ملے گی؟ ناشتہ، کپڑے، گرمی، سردی کا لباس، سواری، رہنے کی جگہ کا کیا ہوگا؟ اس فکر میں سارے انسان شریک ہیں۔

اور دوسرا انسان وہ ہے جو اس سے آگے کی فکر کرتا ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے میرے رہنے کی میرے دیگر تمام کاموں کی تو مجھے فکر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور زندگی جو شروع ہونے والی ہے آنکھ بند ہونے کے ساتھ اصل فکر اس زندگی کی کرنی ہے کہ وہ میری آخرت کی زندگی کیسے درست ہوگی۔ جس زندگی کو سوالاکھ انبیائے کرام ﷺ نے انسانوں کے سامنے پیش کیا۔

یہ جو دوسرے قسم کا انسان ہے یہ بڑا ہی باکمال ہے اس لیے کہ فکرِ آخرت رکھنے والا اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو لے کر چلتا ہے۔ دنیا کی فکر کرنے والا دنیا والوں کی تعلیمات کو لے کر چلے گا کہ مکان کیسے بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں فرمایا اس لیے کہ انسانی ضرورت ہے خود ہی بنائے گا نقشہ بنائے گا، زمین کے اندر ہل کیسے چلاتا ہے؟ فصل کیسے لگانی ہے؟ اللہ اور رسول نے اس کی تفصیل نہیں بتائی، ہاں جائز ناجائز بتا دیا لیکن فکرِ آخرت، اپنے ایمان کی فکر، اپنے اعمال کی فکر وہ انسان اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کی روشنی میں کرے گا۔ اس لیے یہ انسان بڑا باکمال ہوتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس تقویٰ ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمہیں فرقان عطا کریں گے۔

ایک مثال:

اور کسی نے بہت اچھی مثال دی ہے کہ دیکھو یہ لائٹ یہ پنکھا لگا ہوا ہے لیکن اس کا سارا کمال اس بجلی میں ہے جو اسے پیچھے سے مل رہی ہے، ٹارچ کے اندر سیل موجود ہے، ٹارچ کی روشنی نہ صرف آپ کو بلکہ جو آپ کے ساتھ ہو اس کو بھی ملے گی۔ آپ کسی گڑھے میں نہیں گریں گے، آپ کسی جگہ سے ٹھوکر نہیں کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب مومن تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک انعام یہ دیتے ہیں کہ اس کو فرقان عطا کرتے ہیں۔ صحیح اور غلط میں فرق کر لیتا ہے۔ جائز اور ناجائز میں۔ حلال اور حرام میں فرق کر لیتا ہے۔ کن باتوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں اور کن باتوں سے اللہ رب العزت ناراض ہوتے ہیں وہ ان چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ اس کو ٹارچ مل جاتی ہے۔ یہ ایمان کی ٹارچ ہے جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے نبی

علیہ السلام نے فرمایا

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله

مومن کی فراست سے بچا کرو یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی سے دیکھتا ہے۔

ایمان اور عمل صالح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی روشنی عطا کرتے ہیں۔ یہ دیوارے سب جانتے ہیں، یہ تو حیوان بھی دیکھتا ہے، جب راستہ پر چلتا ہے پھر ان آنکھوں کے اندر جب حیا ہو تو اس میں ایمان کا نور آتا ہے۔ اس لیے تو نبی ﷺ نے فرمایا۔

اتقوا فراسة المومن

مومن کی فراست سے بچو وہ دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بصیرت عطا فرماتے ہیں۔ تو تقویٰ وہ سیل ہے جو مومن کے بدن میں ہو تو اس کی آنکھ، اس کے کان، اس کا بدن، اس کے ہاتھ یہ سارے صرف اس ایک کو روشنی نہیں دیتے بلکہ اس کے ساتھ جو دوسرے ہوتے ہیں ان کو بھی روشنی ملتی ہے۔ یہ یک باکمال انسان ہے۔ جہاں جائے گا اس کی ایمان کی ٹارچ اس کے ساتھ ہوتی ہے، کسی راستے میں بھی جائے گا وہ ٹارچ اس کو بتائے گی کہ راستہ غلط ہے۔ یہاں گڑھا ہے، ایمان کی ٹارچ اس کے ساتھ مسجد میں ہے تو بھی غلطی نہیں کرے گا۔ دوکان میں جائے گا تو ٹارچ اس کے ساتھ ہے اس وقت بھی غلطی نہیں کرے گا۔ وہاں دوکان پر بیٹھ کر بھی دھوکہ بازی اور جھوٹ نہیں بولے گا۔ گھر میں ہے تو وہ ایمان کی ٹارچ اس کے ساتھ ہے۔ غمی اور خوشی ہو تو ایمان کی ٹارچ اس کے ساتھ ہے تو وہ اس کو بتاتی ہے کہ کیا چیز غلط ہے کیا صحیح ہے۔ اس لیے تقویٰ کا پہلا انعام کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں باعزت بن جاتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت ملتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پالے وہی حقیقی عزت والا ہے۔ اور وہی مہذب انسان ہے۔

دوسرا انعام:

دوسرا انعام جو اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ذریعے دیتے ہیں وہ حق اور باطل کے درمیان فرق بتا دیتے ہیں۔ یہ تقویٰ کی وجہ سے باطل کاموں سے، گناہوں سے، غلط چیزوں سے بچتا ہے۔

تیسرا انعام:

جب مومن تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (سورۂ طلاق)

جس نے تقویٰ اختیار کیا جس نے پرہیز کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مشکل سے راستہ نکالیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی عطا فرمائیں گے جہاں اس کو گمان بھی نہیں ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوگیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام کو اس کے انجام تک پہنچانے والا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اور پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ اس ایک آیت کو پکڑ لیں تو ساری انسانیت کے لیے کافی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جب بندے گناہوں سے پرہیز کریں گے اور اپنے آپ کو گناہوں سے دور رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ سے روزی دیں گے کہ ان کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔ اور فرمایا کہ جو بھی تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا کام

بہت آسان فرمادیں گے۔

چوتھا انعام:

اللہ تعالیٰ متقی کو اپنا دوست بنادیتے ہیں۔

اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

اللہ کے دوست صرف متقین ہیں۔

اور جب یہ اللہ کے دوست بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں اللہ کے رسول نے فرمایا میرے دوست متقین ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔ اس خطبے میں نبی ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

بے شک وہ نیکوکار جو پرہیز گار ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت معزز ہے۔

اور وہ جو نافرمان اور بدبخت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا ذلیل ہے۔

جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنا محترم اور عزت والا ہے اور جو نافرمانی اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل اور رسوا ہے اگر چہ دنیا میں اس کو ظاہری وجاہت اور منصب حاصل ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

جب قیامت کے دن نافرمانوں کو پکڑا جائے گا اور ان کو کہا جائے۔

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ○

چکھو یہ عذاب تم دنیا میں بڑے معزز اور بڑے محترم سمجھے جاتے تھے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کو جو عزت ملتی ہے وہ تقویٰ سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور محبوبیت صرف اور صرف تقویٰ سے ملتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنْ اَوْلِيَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

میرے دوست متقین لوگ ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

کل تقی نقی فھو الی

ہر پرہیزگار اور نیکوکار میرے آل میں سے ہے۔

جو پرہیزگار ہے نیکوکار ہے شریعت کی پیروی کرنے والا ہے۔ نبی ﷺ کے آل میں سے ہے یعنی تقویٰ اتنا بڑا کمال ہے، گناہوں سے دور ہونا اور ان سے بچنا ان سے نفرت کرنا کہ ایسا شخص نبی اکرم ﷺ کے آل میں شامل ہے اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے۔

پانچواں انعام:

جب مسلمان تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر کام میں کامیاب وکامران فرماتے ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اے لوگو تم تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یعنی کامیابی بھی تقویٰ پر ہے۔

اور سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ نے متقین کے لیے مزید پانچ انعامات کا اعلان فرمایا ہے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (سورہ یونس)

یہ اللہ تعالیٰ نے پانچ انعامات متقیوں کے بتلائے ہیں۔

چھٹا انعام:

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

ان کوکوئی خوف کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ متقی ہر خوف سے بری ہوتا ہے۔

ساتواں انعام:

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

نہ اس کو کوئی غم ہوگا۔

جب اس کو موت آئے گی جب دنیا سے جائے گا نہ اس کو کوئی خوف ہوگا۔ غم اور خوف اس لیے نہیں ہوگا اس نے ساری زندگی آخرت کی تیاری کی ہے تو جب آدمی مکان تیار کرتا ہے وہاں جانے سے کس بات کی گھبراہٹ وہ تو خوش خوش جائے گا کہ میں نے اتنی محنت کی ہے تنا بڑا مکان بنایا تنا شاندار محل بنایا اب اس میں کب جاؤں گا نہ اس کو آگے کا ڈر ہوگا اور اس کو پیچھے کا غم ہوگا۔ زندگی گناہوں سے پاک گزاری اس کو کوئی غم نہیں ہوگا۔

غم اور افسوس اس کو ہوگا جس نے زندگی برباد کردی، زندگی نافرمانی میں گزاردی اور زندگی ضائع کردی وہ افسوس کریں گے کہ ہائے افسوس! میں نے زندگی کہاں لگادی مجھے تو قبر میں جانا ہے میں تو اپنی زندگی یہاں مٹی کے اوپر لگاتا رہا حالانکہ میں نے تو مٹی کے اندر جانا ہے، یہ افسوس اس کو ہوگا جس نے آخرت کی تیاری نہیں کی ہے۔

آٹھواں انعام:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

دنیا کی زندگی میں ان کے لیے خوشخبری ہے۔

دنیا کی زندگی میں وہ قابل احترام بن جاتا ہے اور دنیا میں وہ قابل تکریم بن جاتا ہے اس کو دنیا ہی میں بشارت ہوتی ہے۔ اس کے لیے دنیا ہی میں خوشخبریاں ہوتی ہیں

اور اللہ تعالیٰ اس کو عزتیں عطا فرماتے ہیں۔

نواں انعام:

وَفِی الْاٰخِرَۃِ

اور آخرت کی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائیں گے۔

جس طرح دنیا کی زندگی متقین کے لیے قابل احترام اور قابل تکریم اور قابل عزت بنا دی جاتی ہے اسی طرح آخرت کی زندگی بھی قابل عزت ورقابل تکریم ہوگی ان لوگوں کے لیے جنھوں نے دنیا کی زندگی میں تقویٰ اختیار کیا۔

دسواں انعام:

لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ

یہ اللہ تعالیٰ کی پکی بات ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

یہ بات چودہ سو سال پہلے بھی تھی اب بھی ہے ور چودہ سو سال بعد میں بھی رہے گی اور تا قیامت رہے گی کہ جو تقویٰ اختیار کریں گے وہ انعامات کے مستحق ہوں گے۔

گیارھواں انعام:

قرآن کریم کی آیت ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ (سورۂ مریم)

جب مومن ایمان ورعمل صالح کی زندگی گزار دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے محبوبیت رکھتے ہیں یعنی اس سے محبت کی جاتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب مومن تقویٰ کی زندگی گزارتا ہے اور پرہیزگی زندگی عمل صالحہ سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں دیکھو یہ فلاں بندہ ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے

محبت کرو، کتنا بڑا انعام ہے اور پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آسمان میں اعلان کرتے ہیں کہ فلاں بندے سے اللہ محبت کرتے ہیں میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو اس طرح ساتوں آسمانوں میں اس طرح اعلان ہوتا ہے اور پھر اس کے لیے زمین میں بھی محبوبیت رکھ دی جاتی ہے، زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ جتنے بھی پرہیزگار انسان ہوتے ہیں ہمیں ان سے محبت ہوجاتی ہے چاہے وہ ہمارے رشتہ دار نہ بھی ہوں یہ وہ محبت اور احترام ہے۔

بارھواں انعام

اس طرح متقی کو من جملہ انعام کے ایک بہت بڑا انعام یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی اولاد کی بھی حفاظت فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی خیر کا معاملہ فرماتا ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (سورۂ کہف)

حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب سفر ہوا اس سفر میں تین واقعات پیش آئے، ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ دیوار گر رہی ہے اس کو صحیح کرلیں چنانچہ ان دونوں نے اس دیوار کی چنائی کی اور اس دیوار کو بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" یہ جو دیوار تھی یہ دو یتیم بچوں کی تھی اس کے نیچے ان کا کوئی خزانہ تھا جو ان کے والد نے ان کے لیے محفوظ کیا ہوا تھا یہ یتیم تھے ان کے والد کا انتقال ہوگیا اور والد ان کا نیک آدمی تھا۔ پس تیرے رب نے چاہا جب یہ جوان ہوجائیں گے یہ اپنا خزانہ نکالیں گے۔ یہ تیرے رب کی مہربانی تھی"۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی تھی کہ یتیموں کے مال کی دو پیغمبروں کے ذریعے

میرے عزیز دوستو!

ہماری اولاد ہماری کاپی ہے۔ اب ہم کاپی میں گالیاں لکھیں اور فوٹو سٹیٹ والے سے کہیں کہ فوٹو اسٹیٹ مشین سے ذرا بسم اللہ تو نکالو سورۂ فاتحہ تو نکالو وہ کہے گا کہ میں کیسے نکالوں آپ اس پر بسم اللہ، سورۂ فاتحہ لکھو گے تو پھر وہ آئے گی۔ لکھا آپ نے کچھ اور ہے اور کہتے ہو کہ بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ آجائے۔

میرے عزیز دوستو!

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان تقویٰ والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تقویٰ کو ان کی نسلوں تک چلاتا ہے تو اگر آج میں تقویٰ اختیار کرتا ہوں گناہوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی دوستی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی دوستی ملتی ہے اور کامیابی ملتی ہے۔ ہر مشکل میں آسانی ملتی ہے۔ رزق ایسی جگہ سے ملے گا کہ پتہ بھی نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے عطا فرمائیں گے۔ وہ اگر تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ پاک خوف اور غم سے بچائیں گے دنیا میں اچھی زندگی دیں گے آخرت میں کامیابی دیں گے۔

یہ تقویٰ کے انعامات ہیں جو اللہ رب العزت نے ذکر فرمائے ہیں۔ اب اگر ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا تو ہمیں یقین ہوگا کہ یہ انعام ملے گا اور اگر تعلق نہیں ہوا تو پھر انعام کس بات کا ملے گا؟ اس لیے عزیزان محترم اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اپنے جسموں سے اپنے گھروں سے نیکیاں کریں، تلاوت ہے، نماز ہے، ذکر ہے، صدقہ ہے، حج ہے، عمرے بھی ہیں، سارے کام ہیں۔ مگر گناہ کو نہیں چھوڑ رہے ہیں، سود کو نہیں چھوڑتے بلکہ اس کو جائز بنانے کے چکر میں ہیں۔ بے حیائی اور بے ہودگی سے دور نہیں ہو رہے ہیں۔ جھوٹ کو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ جب گناہ کو نہیں چھوڑتے تو اس کی وجہ سے ہماری ان نیکیوں میں وزن نہیں ہوتا ہے۔ جہاں ہم نیکیاں

کا اہتمام کرتے ہیں، عمل صالح کا اہتمام کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ گناہوں سے بچنے کا بھی اہتمام کریں ایک ایک کر کے چھوڑتے جائیں تقویٰ پر اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ ہے۔

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

اگر تم صبر اور تقویٰ پر جا ؤ یہ ہمت کے کام ہیں۔

اگر یہ تقویٰ آجائے تو انسان کے سارے کام آسان ہو جائیں۔ سورۂ یوسف میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

من یتق اللہ ویصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ○

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بھائیوں نے دیکھا تو بھائی تو حیران ہو گئے کہ ہم نے تو کنوئیں میں ڈالا تھا اور جب کنوئیں سے نکلا تو غلام بنا کر فروخت کر دیا گیا تھا، اب بادشاہ مصر بنا ہوا دیکھ کر تو وہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا۔ کہنے لگے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِىْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

''کیا آپ یوسف ہیں؟ یوسف نے کہا جی میں یوسف اور یہ میرا بھائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا۔ سو جس نے بھی تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو اللہ پاک کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتے''۔

تم نے تو غلام بنایا تھا لیکن ساتھ ہی ایک بہت پیاری بات کر دی کہ یہ تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہوا۔ لیکن کیا یہ احسان میرے ساتھ خاص ہے کسی اور پر نہیں ہوگا؟ اصول بتا دیا کہ ''جس نے بھی تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو اللہ پاک اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتے'' کہ آج ہم تکلیف میں ہیں لیکن تکلیف میں تقویٰ نہیں ہے کئی دفعہ ہم

نے مثال دی کہ ایک آدمی تکلیف میں صبر کر رہا ہے لیکن تقویٰ نہیں ہے، بیمار ہے، نماز نہیں پڑھ رہا ہے، ٹی وی چھوڑ دیا ڈرامہ نہیں چھوڑ رہا ہے اور گھر والوں نے ٹی وی اس کو دیا ہوا ہے اور وہ اس بیماری میں بھی اس کو دیکھ رہا ہے۔ ارے بھائی اس کے ہاتھوں میں تسبیح دو وہ اللہ کا ذکر کرے اللہ اللہ کرے، بستر مرگ پر ہو، مر گئے تو کیا ہو گا؟ اور یہ بھی ہوا ہے کہ بندہ مر گیا اور ٹی وی کھلا ہوا ہے گھر والوں نے صبح دیکھا تو ٹی وی کھلا ہوا ہے، تو اس حالت میں کیسا انتقال ہو گا؟

میرے عزیز دوستو! یہ جملہ جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ تقویٰ اور صبر ساتھ ساتھ اس کا اجر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیں گے۔ پھر دیکھو آپ کہاں جاتے ہو؟ لیکن وہ تقویٰ ایک بڑا مشکل عمل ہے۔

نیکیاں اور دیمک:

تقویٰ ساری نیکیوں کو جمع کرنے والا ہے۔ آج ہماری نیکیوں کو گناہ کھا جاتا ہے جیسے خوبصورت لکڑی ہو اور اس کو دیمک لگ جائے تو وہ خراب ہو جائے گی۔ اگر اس کا علاج نہ کیا تو وہ خوبصورت لکڑی ساری کی ساری ایک دن ختم ہو جائے گی۔ اس طرح ہماری نیکیاں ہیں ساتھ میں گناہوں کو اندر داخل کرتے رہتے ہیں۔ گناہ کا دیمک اس کو لگا ہوا ہے کہیں جھوٹ، کہیں غیبت کہیں بدنظری ہے جہاں جو بھی کوتاہی ہو وہ اس دیمک کی طرح اندر سے نیکیوں کو کھا رہی ہے۔

محترم دوستو

ہم نیت ہی نہیں کرتے گناہوں کو چھوڑنے کی۔ اس کی نیت کر لیں کہ ہم آج سے گناہوں کو چھوڑتے ہیں پھر دیکھیں کہ ہمارے تمام اعمال میں کتنا وزن ہے؟ اور تقویٰ پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کس طرح نوازتا ہے؟ کیسے ان کو انعامات دیتا ہے؟

اور متقین کے انجام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۞

بہترین انجام متقیوں کا ہے۔

جس کا انجام اچھا ہوگا وہ متقی ہوگا اگر اپنا انجام اچھا کرنا ہے تو متقی بن جاؤ اور گناہوں سے پرہیز کرنا شروع کردو جو چھوڑ سکتے ہو اس کو چھوڑ دو اور جو نہیں چھوڑ سکتے اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا کرو تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۞

روزہ کی اہمیّت

روزہ کی اہمیّت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان ایمانا واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ.

روزے کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک مہینہ ایسا رکھا ہے۔ اس ایک مہینے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے روزہ رکھیں اور فرمایا کہ اس روزے کا مقصد یہ ہے کہ "لعلکم تتقون" تاکہ تقویٰ پیدا ہو جائے، پرہیزگاری پیدا ہو جائے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری عبادات کے ذریعے حاصل ہوتی ہے کہ بندہ جتنی عبادت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا۔ لیکن یہاں ایک بات سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہر عمل عبادت ہے۔ ایک آدمی حلال کاروبار کرتا ہے، وہ عبادت ہے، سنت طریقہ پر وہ کھانا کھاتا ہے، وہ عبادت ہے۔ سنت طریقہ پر وہ سوتا ہے، وہ عبادت ہے۔

لیکن یاد رکھنا عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ عبادت ہے جو بلاواسطہ عبادت ہے اور دوسری عبادت کی دو قسم ہے جو کسی واسطے سے عبادت کہلاتی ہے۔

پہلی قسم: بلاواسطہ عبادت

براہ راست عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جس عمل کی وضع اصل یہ ہے۔ اس عمل کے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی جائے۔ یہ عبادت کی پہلی قسم ہے جیسے صوم وصلوٰۃ۔

دوسری قسم: کسی واسطے سے عبادت

ہم کاروبار کرتے ہیں، ہم کھاتے ہیں، ہم پیتے ہیں، ہم سوتے ہیں۔ ہماری بہت ساری ضروریات بشریہ ہیں۔ ان کو جب رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی حدود کے اندر کرتے ہیں تو ہم پر اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور فرمایا کہ اس پر بھی ہم تمہیں عبادت کا اجر دیں گے۔ اگرچہ مقصد اس کی عبادت کرنا نہیں۔ ایک آدمی دکان پر بیٹھا ہے تو دکان پر بیٹھنے کا مقصد عبادت نہیں ہے، مال کمانا ہے۔

ایک آدمی جب کھاتا ہے تو کھانے سے اس کا مقصد عبادت نہیں ہے، پیٹ کی آگ بجھاتا ہے۔ ایک آدمی پانی پیتا ہے تو پینے سے اس کا مقصد عبادت نہیں ہے۔ وہ تو اپنی پیاس بجھا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور اچھا معاملہ کیا کہ دیکھو ہماری یہ خواہشات، کھانا پینا اور دیگر ضروریات زندگی ہماری حدود کے اندر ہوں گی اور ہمارے طریقے کے مطابق ہوں گی۔ اس پر بھی ہم تمہیں اجر دیں گے جیسے ہم نے تمہیں نماز، روزے پر دیتے ہیں۔

لیکن اصل عبادت وہ ہوگی جو عمل اللہ تعالیٰ کی عبادت، بندگی اور اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا گیا۔ جیسے نماز ہے، روزہ ہے، زکوٰۃ ہے، حج ہے، اللہ کا ذکر ہے، قرآن کی تلاوت ہے، دعائیں ہیں۔ یہ وہ اعمال ہیں جو براہِ راست عبادت ہیں اور ان کے ذریعے سے بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

ہم نے انسان اور جن کی تخلیق عبادت کے واسطے کی ہے۔

تو یہ عبادت کی پہلی قسم مراد لی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذکر، قرآن کریم کی تلاوت سے یہی عبادت مراد ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے انسان پیدا ہی عبادت کے لیے کیا ہے۔

انسان بڑا قیمتی ہے مگر کب؟

اب جس چیز کا جو مقصد ہو اگر وہ مقصد اس چیز سے حاصل ہو تو وہ چیز قیمتی ہے اور وہ چیز باقی رہتی ہے

واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض

اور اگر اس چیز سے وہ مقصد حاصل نہ ہو تو پھر اس چیز کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ یہ پنکھا اس لیے بنایا گیا ہے کہ یہ ہوا دیتا ہے لیکن اس سے ہوا حاصل نہ ہو تو اس کی قیمت

کم ہو جاتی ہے۔ جوں جوں ہوا میں کمی ہوتی جائے گی، اس کی قیمت بھی کم ہوتی جائیں گی، یہاں تک کہ اگر یہ بالکل چلنا بند کر دے، ور ہوا بالکل نہ دے تو یہ مارکیٹ میں کسی کام کا نہیں، اس کی قیمت ختم ہو جائے گی اور یہ پنکھے کے نام سے گر جائے گا ور کباڑ خانے میں چلا جائے گا اور کہا جائے گا یہ کباڑ خانے کا مال ہے پنکھے کے نام سے گر جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق عبادت کے لیے کی ہے اور اسے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ چوبیس گھنٹے میں پانچ بار نماز ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ کوئی ظلم نہیں کرے، اس لیے کہ ہماری تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں کھانے پینے کی اجازت دی ہے دنیاوی ضروریات اور اپنے تقاضے پورے کرنے کی اجازت دی ہے لیکن جب انسان کو اجازت دی گئی تو وہ دنیا میں بالکل لگ گیا ہے اور دنیا کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے

الدنیا حلوۃ خضرۃ

یہ دنیا بڑی میٹھی ہے اور بڑی شاداب ہے۔

یعنی کہ انسان کھانے میں میٹھی چیز کو ہی پسند کرتا ہے اور اسے کھانے میں بڑا مزا آتا ہے اور دیکھنے میں جب یہ سبز کو دیکھتا ہے تو اسے بڑا مزا آتا ہے۔ یہ دنیا ایسی ہے کہ اگر انسان استعمال کریں تو بھی مزا آتا ہے اور اگر دنیا کو ویسے ہی دیکھتا رہے تو بھی مزا آتا ہے، اپنے کو دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے۔

اگر انسان کو اجازت مل گئی ہے تو یہ دنیا کے کاموں میں لگ گیا ہے۔ دنیا کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے اس کا ایمان کمزور ہو گیا اور اب عبادت میں بھی کمزور ہو گیا۔ دنیا تو بڑی سرسبز و شاداب اور پرکشش ہے اور اپنی طرف کھینچتی ہے اس وجہ سے یہ کبھی نماز پڑھ لیتا ہے اور کبھی نہیں پڑھتا، اور اگر پڑھتا ہے تو جلدی جلدی پڑھتا ہے۔

اور کہتا ہے کہ جلدی پڑھو، مجھے دفتر جانا ہے، میں مصروف ہوں، مجھے ضروری کام ہے۔ نماز جلدی جلدی پڑھ لوں، ابھی مجھے کھانا کھانا ہے۔ یہ میرے آرام کا وقت ہے، تلاوت کلام پاک سال بھر میں توفیق ہوئی، تو کر لیتا ہے۔ عبادت جلدی جلدی نمٹا دیتا ہے۔ اور دنیا کے کام بڑی تسلی سے کرتا ہے۔ جب عبادت میں سستی اور جلد بازی آتی ہے تو عبادت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

عبادت قرب الٰہی کا ذریعہ ہے:

عبادات کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب ہے

واسجد واقترب

اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو۔

عبادت کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ جوں جوں عبادت کرتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جائے گا۔ عبادت میں سستی آئے گی تو اللہ تعالیٰ کے قرب میں بھی کمزوری آ جائے گی۔ جب گیارہ مہینے انسان عبادت کم کرے۔ اس میں کمزوری رہے اور سستی کرے تو قرب الٰہی کا حصول انسان کو کماحقہ نہیں ہوا۔

ماہِ صیام کا مقصد:

تو اللہ تعالیٰ نے عبادت کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے رمضان کے مہینے کو خاص طور پر عبادت کا حکم دیا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں نماز کے ساتھ ایک فرض عبادت ''روزے'' کا اضافہ کیا۔ اور ایک سنت عبادت کا نمازوں میں اضافہ کیا۔ وہ سنت ''تراویح'' ہے۔ اس طرح ایک عبادت روزے کا اضافہ ہوا کہ گیارہ مہینوں میں قرب الٰہی میں جو کمی آئی تھی وہ رمضان کے مہینے میں کثرت سے عبادات کر کے پوری ہو جائے اس لیے فرمایا کہ

كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من

قبلکم لعلکم تتقون ○

تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے
تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری میں کمی آچکی تھی۔ قرب الٰہی میں کمی آچکی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کیے تاکہ تم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب کو حاصل کر سکو تو انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے۔ عبادت کا مقصد قرب الٰہی ہے۔ گیارہ مہینے دنیا کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے عبادت میں سستی آگئی تھی۔ قرب الٰہی کمزور ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے دیگر عبادات کے ساتھ فرض کیے اور فرمایا

"رمضان کے مہینے میں ہم نے قرآن اتارا"

تم رمضان میں روزے رکھو، نماز پڑھو تراویح پڑھو اور قرآن کی کثرت سے تلاوت کرو۔ یہ سارے اعمال تمہیں آگے پہنچا ئیں گے۔ یعنی گیارہ مہینوں کی کمی کو دور کر کے تمہیں قرب الٰہی حاصل ہوگا۔

گناہوں سے پاک روزہ رکھیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری)

فرمایا جس نے جھوٹی بات کو نہیں چھوڑا یعنی جھوٹ سے باز نہیں آیا اور ناجائز کام سے باز نہیں آیا، اپنی زبان کی حفاظت نہیں کی، جھوٹ بولتا رہا، غیبت کرتا رہا، برائیاں کرتا رہا، زبان ایسی ہی بے روک وٹوک استعمال کرتا رہا اور اسی طرح اپنے دیگر اعضاء کی بھی حفاظت نہ کی، آنکھ کی بھی حفاظت نہیں کی، کان کی بھی حفاظت نہیں کی اور دیگر اعضاء کی بھی حفاظت نہیں کی، برے کام کرتا رہا تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی اس شخص کی حاجت نہیں کے کھانا پینا چھوڑ دے۔

یعنی روزہ دار جس نے روزہ رکھ، اپنا کھانا چھوڑ دیا، پینا چھوڑ دیا، زوجین کے ملاپ کو ترک کر دیا، لیکن جھوٹ بول رہا ہے، غیبت کر رہا ہے، مسلمانوں کو اذیت دے رہا ہے، کانوں سے غلط چیزیں سن رہا ہے، آنکھوں سے غلط چیزیں دیکھ رہا ہے، دل میں غلط پروگرام بنا رہا ہے، دماغ سے غلط منصوبے بنا رہا ہے، فرمایا بس اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے اس کے نہ کھانے اور پینے کی اس کھانے اور پینے سے روکنے کا مقصد انسان کے اندر اچھی صفات اور عادات پیدا کرنا ہے اس کے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنا ہے، اس کی تربیت کرنا ہے۔

اگر چہ یہ اسی طرح کر رہا ہے جس طرح اس میں اچھے اخلاق نہیں آئے، اس کی تربیت نہیں ہوئی، اس میں تبدیلی نہیں آئی، اس کے اندر اچھے اخلاق اور اچھی صفات نہیں آئیں تو روزے کا مقصد اس نے حاصل نہیں کیا اور جس چیز سے مقصد حاصل نہ ہو اس کی کوئی قیمت اور حیثیت نہیں ہوتی۔

ایک جانور آپ نے خرید سواری کے لئے۔ ایک گاڑی خریدی۔ بہت خوب صورت گاڑی ہے دور ایک میل سے چمکتی ہے لیکن جب آپ اسٹارٹ کرتے ہیں تو اسٹارٹ نہیں ہوتی تو آپ اس گاڑی کو واپس لے جائیں گے کہ بھائی یہ سواری کے لیے نہیں ہے۔ وہ دور سے چمکے یا نہ چمکے، وہ بہت لمبی کشادہ ہو یا نہ ہو، لیکن جب چلے گی نہیں تو اس کا کیا کرنا ہے۔

انسان بہت خوبصورت ہو، بڑا لحیم شحیم ہو، اونچا قد اور اچھی آواز سب کچھ ہو، لیکن اندر ایمان نہ ہو، تقویٰ نہ ہو، خوف نہ ہو، دین نہ ہو، دینداری نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں۔ آپ نے کوئی جانور دودھ کے لیے خریدا بہت خوب صورت ہے، لیکن دودھ نہیں دیتا، اب آپ کیا کریں گے، اس جانور کو نہیں رکھیں گے۔ آپ کے مقصد کے مطابق نہیں ہے تو روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کتب علیکم لصیام کما کتب علی الذین قبلکم

لعلکم تتقون

تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے
تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

تاکہ گناہوں کی آلودگی سے پاک ہو جاؤ اور گناہوں کی نحوست تم سے دور ہو جائے اور اپنے آپ کو بچا لو، اپنی حفاظت کر لو، اپنی اصلاح کر لو، یہ اس رمضان کے روزے کا مقصد ہے۔

اس لیے صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں۔ فرمایا

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث

جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بے حیائی کی کوئی بات نہ کرے۔

یعنی وہ باتیں جو وہ اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے لیے شرعاً جائز ہیں۔ حکم ہوا کہ روزے میں وہ بھی نہ کریں۔ اور شور شرابہ اور چیخ و پکار نہ کرے اور اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے جھگڑے تو اسے چاہیے کہ کہہ دے بھائی میں روزہ دار ہوں اور روزہ ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے۔ اور صبر کا درس دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا

والصبر ثوابه الجنة

صبر کا بدلہ جنت ہے۔

لہٰذا روزہ صرف یہ نہیں کہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانا، پینا اور زوجہ سے ملاپ چھوڑ دے۔ اور باقی جو کچھ مرضی میں آئے کرتا جائے، کھانا تو حلال تھا، پینا تو حلال تھا، زوجہ سے ملاپ تو حلال تھا۔ جب آپ نے ایک حلال چیز کو اللہ کے حکم پر چھوڑا ہے تو جو چیز پہلے سے حرام ہے، جھوٹ بولنا حرام ہے، غیبت حرام ہے، بد نظری کرنا حرام ہے، گانا اور میوزک سننا حرام ہے اور نافرمانی کرنا حرام ہے تو وہ روزے میں کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔ رمضان کا مقصد تو یہ ہے کہ "لعلکم تتقون" تاکہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔

رمضان اور بازار

جب رمضان آتا ہے تو مارکیٹیں سج جاتی ہیں سارا سال تو سجی نہیں ہیں رمضان میں ضرور سج جاتی ہیں۔ رمضان میں تو مارکیٹیں بند ہونی چاہئیں، عبادت کی کثرت ہونی چاہئے، سجدوں میں زیادہ وقت لگانا چاہئے۔ عام دنوں میں تو دس بجے بند ہوتی ہیں لیکن اب بارہ بجے بند ہوتی ہیں۔ پہلے گھر کا ایک بندہ مارکیٹ جاتا تھا اب سارے کے سارے جا رہے ہیں تراویح پڑھ کر جا رہے ہیں، گھوم رہے ہیں، پھر رہے ہیں، بدنظریاں ہو رہی ہیں، بے حیائی کا ماحول ہے، لگتا ہی نہیں کہ رمضان کا مہینہ ہے، رمضان کی مبارک راتیں ہیں، دنیا کی نذر ہو رہی ہیں، دنیا کی رنگ برنگی چیزیں ہیں، دنیا کی چمک دمک ہے۔

اس دنیا سے جس سے ہمیں ہٹایا جا رہا ہے وہ تقویٰ ہمیں کہاں سے حاصل ہو گا؟ اور روزے کا مقصد ہمیں حاصل ہوتا ہی نہیں ہے۔ چنانچہ رمضان آتا ہے، جاتا ہے، ہم جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں، ہمارے اندر تبدیلی نہیں آتی، گویا ہم روزہ تو رکھ رہے ہیں لیکن جو روزے کی حقیقت ہے، وہ حاصل نہیں ہوتی۔ دنیا کا ہر عقلمند انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو پہلے اپنا سوچتا ہے کہ مجھے کیا ملے گا؟ دین کا ہو، دنیا کا ہو، جو بھی ہو وہ دیکھے گا کہ مجھے کیا ملے گا۔

اس طرح جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں کیا ملے گا، فرمایا کہ روزے میں تمہیں تقویٰ کی دولت ملے گی، تمہیں اللہ کا قرب ملے گا، لیکن کب ملے گا، جب ہم برائیوں سے بچیں گے، گناہوں سے بچیں گے، نافرمانیوں سے بچیں گے۔

اس لیے ہمیں خود بھی اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کا اہتمام کروانا چاہئے، عید کی ساری تیاری رمضان سے پہلے ہو جانی چاہئے، یا ابھی ہو جانی چاہئے، ورنہ خاص طور پر رمضان المبارک کا آخری عشرہ انتہائی مبارک ہے

اور وہ سب مارکیٹوں کی نذر ہوتا ہے۔ سب بزاروں کی نذر ہوتا ہے، اور وہاں جا کر دنیا میں منہمک کون عبادت کرتا ہے، اسی لیے فرمایا

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

''تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔

یعنی گزشتہ امتوں پر بھی روزے فرض تھے تا کہ وہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ حاصل کرلیں لہٰذا اگر تم بھی روزہ رکھو گے تو تقویٰ کا اعلیٰ درجہ حاصل کرلو گے چنانچہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمادیا روزہ رکھ کر اپنے آپ کو برائی سے بچاؤ۔

روزے کا اجر و ثواب:

اور پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کا جو بھی عمل ہوتا ہے یعنی جو مسلمان نیکی کرتا ہے، اللہ اس کو کم سے کم دس گنا اجر سے سات سو گنا تک اجر دیتا ہے۔ جس میں جتنا اخلاص ہے، دل میں جتنا ایمان ہے، جتنا تقویٰ ہے، اس اعتبار سے اس کو اللہ تعالیٰ کے یہاں اجر ملتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا الصیام

سوائے روزے کے، روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر بھی میں ہی بندے کو دوں گا۔

اتنا عظیم عمل ہے اتنا عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حد کو بیان نہیں کیا ہے۔

فرمایا جب بندے نے میرے لیے کھانا پینا چھوڑ دیا تو کھانے پینے پر، ہماری ظاہری جسم کی حیات کا دارومدار ہے۔ انسان کھاتا ہے اور پیتا ہے تو زندہ اور قائم ہے، جب ہم نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھانے اور پینے کو چھوڑ دیا تو پھر اس کے بدلے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا میں تمہیں مل گیا

فانہ لی وانا اجزی بہ

یہ روزہ میرے لیے ہے۔ میں اس کا بدلہ دوں گا۔

میں جانوں، میرا بندہ جانے۔ روزہ داروں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی زبردست بشارت ہے۔ اور اس کا بدلہ اپنی شان مطابق اللہ دے گا۔ بادشاہ جب انعام دیتا ہے تو اپنی شان کے مطابق دیتا ہے اور ہر آدمی کی شان اور مرتبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے، کیسا اجر اس پر ملے گا؟ لیکن ساتھ میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمادیا:

روزہ وہ ہے جس میں برائی نہ ہو۔

رمضان کے برکات:

رمضان المبارک برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اپنے خصوصی فضل کا معاملہ فرمایا ہے عبادات کرو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر فرض ہیں۔ جن کی ادائیگی ہمارے لیے ضروری ہے۔ ان عبادات کی قیمت یعنی اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں بڑھادی تاکہ میرا بندہ زیادہ سے زیادہ مجھ سے نیکیاں حاصل کرلے اور ان نیکیوں کے ذریعے سے اجر وثواب سے مالا مال ہوجائے۔ نماز کا پڑھنا ہم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔

رمضان میں اعمال صالحہ کا اجر بڑھ جاتا ہے:

لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ ایک فرض نماز پر اللہ تعالیٰ ہمیں ستر نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ پر فرض ہیں۔ لیکن رب العلمین کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ایک روزے پر اللہ تعالیٰ ہمیں ستر روزوں کا ثواب عطاء فرمائے گا۔ ایک مہینہ ہم نے روزے رکھے تو ستر مہینوں کے برابر ہوگئے۔ صاحب

حیثیت مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہے لیکن وہ فرض اس مہینے میں ادا کیا تو وہ فرض ستر فرضوں کے برابر ہے۔ ہم اللہ کی کتنی بڑی مہربانی اور کتنا بڑا انعام ہے۔ اور فرمایا فرائض سے ہٹ کر جو تم نفلی عبادات کرو گے مثلاً دو نفل پڑھو گے، نفلی صدقہ کرو گے، ذکر وتلاوت کرو گے، اس پر اتنا اجر ملے گا جتنا عام دنوں میں فرضوں کی ادائیگی پر ملتا ہے۔

پس کامیاب انسان وہ ہوگا جو اس موقع سے فائدہ حاصل کرلے۔ جیسے ہر موسم کے اپنے اپنے پھل ہوتے ہیں۔ اب جب موسم کا پھل جو تازہ ہو، آدمی اس کو خرید کر کھالے تو اس نے اس کے لذت اور مزے کو حاصل کرلیا۔ اس کے بدن کو طاقت مل گئی۔ اس کو فرحت اور سرور حاصل ہوگیا۔ اور اگر موسم کا پھل آیا اس نے چکھا ہی نہیں تو نقصان میں رہا۔ یہ مہینہ نیکیوں کا موسم ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر ایک بہت عظیم مہینہ آیا ہے۔ بہت برکتوں والا مہینہ ہے۔ ایسا عجیب مہینہ ہے اس میں دس دن رحمت کے ہیں، اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوائیں چلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے ایمان والے بندوں کو مالا مال فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوائیں چلاتے ہیں اور ان کے جھونکوں سے اہل ایمان کے دل نیکی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

اس لیے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اللہ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ شیطان قید ہوتا ہے انسان عبادت آسانی سے کرلیتا ہے۔ ورنہ عام دنوں میں بہت سوچتا ہے۔ اور رمضان المبارک میں قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ نمازیں بھی پڑھتا ہے، صدقہ بھی کرتا ہے، ہر نیکی کی طرف اس کا دل رغبت کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو دل کہتا ہے کہ رمضان کا پورا مہینہ نماز میں پابندی کرنی چاہئے۔ قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو دل کہتا ہے کہ قرآن بھی پڑھو، کثرت سے

پڑھو، دعائیں تو دل کہتا ہے کہ دعائیں، تو یہی تو دعائیں مانگنے کا مہینہ ہے۔ صدقہ و خیرات کی طرف بھی اس کا دل مائل ہوتا ہے۔ یعنی اس کا دل ہر نیکی پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لیے کہ شیاطین قید ہیں۔ انسان تھوڑی سی ہمت کی وجہ سے نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

فرمایا پہلا حصہ رحمت کا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں برساتا ہے اور ان رحمتوں کے برسنے سے ایک نورانی ماحول پیدا ہوتا ہے۔ ورانسان پر نیکیوں کی اثرات پڑتے ہیں۔ جب دوسرا عشرہ آتا ہے۔ فرمایا کہ اوسطہ مغفرۃ درمیانی عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشش کا پروانہ عطا فرماتے ہیں۔ اور جب آخری عشرہ آتا ہے تو پھر جہنم سے آزادی ملتی ہے۔ لیکن یہ رحمت، یہ مغفرت، یہ جہنم سے آزادی کس کے لیے ہے؟ صحیح بخاری کی حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا

من صام رمضان ایمان غفر لہٗ ماتقدم من ذنبہ

جس نے رمضان کے روزے رکھے اور ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ مجرم سے کہا جائے کہ آپ فلاں کام کرو، آپ کا جرم معاف کر دیا جائے گا۔ وہ بڑی خوشی سے یہ کام کرے گا تاکہ اس کا جرم معاف ہو جائے اور اسے سزا نہ ملے۔ اس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہوگی کہ گناہ معاف ہو جائے اور اللہ تعالیٰ بخشش کا فیصلہ فرمائیں اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ دن کا روزہ اور یہ رات کی عبادت یہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ دن میں روزہ ہے اور رات میں قرآن ہے۔

رمضان اور قرآن میں مناسبت:

شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن

رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل کیا ہے۔ اس لیے یہ مہینہ اتنی عظمتوں والا ہے اور اتنی رحمتوں سے مالا مال ہے لہذا بہت افسوس ہے ان نوجوانوں پر جو تراویح میں ڈنڈی مارتے ہیں اور بڑی عمر کے بزرگ حضرات بیمار ہونے کے باوجود کبھی کھڑے اور کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ بس لگے رہتے ہیں۔ چھوڑتے نہیں کہ عبادت ہے۔

اور وہ نوجوان جسے کوئی تکلیف نہیں ہے وہ تراویح کے وقت مسجد کے باہر کھیل رہے ہوتے ہیں۔ قرآن پڑھا اور سنا جارہا ہے اور آپ کھیل رہے ہیں۔ تراویح پڑھنے والوں کے ذہن بھی منتشر ہو جاتے ہیں وہ تراویح پڑھانے والا بھی اٹک جاتا ہے آپ پیچھے صف میں بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں اور گپ شپ لگا رہے ہیں، امام رکوع میں گیا جلدی جلدی ''اللہ اکبر'' کر کے سجدے میں چلے گئے۔ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔ اس بابرکت مہینے میں عبادات کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ خود تراویح نہیں پڑھ رہے۔ جو پڑھ رہے ہیں ان کو آپ اذیت دے رہے ہیں۔ یہ تو رات کی خاص عبادت ہے۔

روزے اور قرآن کی سفارش:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الصیام والقرآن یشفعان للعبد یقول الصیام أیْ ربِّ انی منعتہ الطعام والشرب فی النھار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان

یہ روزہ اور قرآن دونوں بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے اللہ! میں نے اس کو کھانے سے اور پینے سے اور شہوات سے ان میں روکے رکھا۔ میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایا۔ قرآن کہے گا اے

اللہ میں نے اس کو رات کے سونے سے روکا تھا۔ (دیر تک یہ مسجد میں قرآن سنتا رہا۔) میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما۔ اللہ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

یعنی یہ روزہ اور قرآن دونوں مل کر بندے کی رمضان کی عبادات بنتی ہیں۔

رمضان میں کثرت عبادت مطلوب ہے:

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا'' اس لیے اس مہینے میں قرآن کی تلاوت بکثرت کی جاتی ہے۔ اس کا پہلا حصہ رحمت ہے، دوسرا مغفرت ہے، لیکن ان کے لیے جو کثرت سے عبادت کریں۔ صرف عبادت نہیں کہ کثرت عبادت مطلوب ہے۔ صرف نماز نہیں کہ بلکہ کثرت سے نماز پڑھیں، صرف تلاوت نہیں کثرت سے تلاوت کریں، صرف صدقہ نہیں، کثرت سے صدقہ مطلوب ہے، یہ مہینہ عبادت کو بڑھاتا ہے۔ اس میں بھی اگر کوئی اپنی اصلاح نہ کرے تو قصور اس کا اپنا ہے۔

خطرناک اعمال:

حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا!

منبر کے قریب ہو جاؤ اور ہم قریب ہو گئے۔ آپ ﷺ منبر پر چڑھے، پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا ''آمین'' جب آپ ﷺ نیچے اترے تو ہم نے پوچھا آج ہم نے آپ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ سنے ہیں جو پہلے نہیں سنے تھے۔ فرمایا، جب میں پہلی سیڑھی پر تھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے کہا 'ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو رمضان کو پائے اور اس کی مغفرت نہ ہو۔ میں نے کہا ''آمین'' کس کی مغفرت نہیں ہوتی جو شراب کا عادی ہو، جو دل میں کینہ رکھنے والا ہو، مسلمانوں

کے ساتھ بغض رکھنے والا ہو، رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی کرنے والا ہو، والدین کا نافرمان ہو۔

اب ہمیں سوچنا چاہیے کہ کہیں ہم انھیں میں سے تو نہیں ہیں، جن کی رمضان میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بددعا دی ہے۔ اس سے بڑی ہلاکت وہ کیا ہوگی کہ وہ رمضان کے مہینے میں بھی اللہ کی رضا حاصل نہ کرسکا۔ مقصد یہ ہے کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے، اللہ تعالیٰ عبادت سے راضی ہو جاتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی ادائیگی اللہ کو پسند ہے اس وجہ سے فرض ہے۔ پنج وقتہ نماز ادا کرو۔ فرض کے ساتھ نوافل ادا کرو، اللہ راضی ہوگا۔ مطلوب یہ ہے کہ کثرت سے عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرو، تا کہ وہ تمہاری مغفرت کا فیصلہ فرمائے، اس سے بڑی کیا نعمت ہوگی۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ

جس کو قیامت کے دن اعمال نامہ سیدھے ہاتھ میں ملے گا وہ خوش ہو کر لوگوں کو دکھاتا پھرے گا۔

تو اس لیے رمضان کے مہینے میں کثرت سے عبادت کی جائے اور گھر والوں کو بھی حکم دیا جائے کہ عبادت کر کے اللہ کو راضی کرلو۔ ہم افطار پارٹیوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ کھانا ایک ہی قسم کا کھالو مگر ساری عبادتیں کرلو، نماز، روزہ، زکوٰۃ کثرت سے ہونی چاہیے تا کہ اللہ کی رضا حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے مہینے کا حق ادا کرنے، زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے، برے اعمال سے بچنے اور اچھی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عورت اور مغرب

عورت اور مغرب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

محترم دوستو!

شیطان کا سب سے بڑا کام ہے انسان کو بے حیا بنانا، اب اس سے بڑی بے حیائی کیا ہو سکتی ہے کہ آپ مارکیٹوں میں جائیں لٹریچر، تصویریں جس دوکان پر جا کر کوئی بھی چیز خریدیں اس پر عورت کی تصویر، سڑکوں پر عورت کی تصویر، اخبار میں عورت کی تصویر یہ کیا چیز ہے؟ وہ اخبار جو خبریں چھاپنے کے لیے ہے جس کو ہم خبریں پڑھنے کے لیے منگواتے ہیں اس پر سب سے پہلے عورت کی تصویر ہوتی ہے تاکہ آپ کی نگاہ سے حیا ختم ہو جائے آج اس بے حیائی کو بچہ بچی مرد و عورت سب دیکھ رہے ہیں تو

ہمارے درمیان حیاء کا وہ پردہ مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہو گیا ہے ایک وقت تھا کہ بچوں کے رشتہ والدین کرتے تھے مگر اب تو لڑکیاں اپنے رشتہ خود کرتی ہیں کیوں حیاء کا پردہ ختم ہو گیا ہے۔

مغرب کے چار کام:

مغرب نے اس پر محنت کی اور اس بے حیائی کو پھیلانے کے لیے چار کام کیے۔

مساوات کا نعرہ:

پہلا کام یہ آواز پوری دنیا میں لگائی کہ مرد وعورت کے حقوق مساوی ہیں۔ مارکیٹ میں مرد بیٹھتے ہیں تم بھی بیٹھو۔ مساوات کا نعرہ لگایا اور کہا کہ اسلام بھی ایسے ہی کہتا ہے

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (سورۃ بقرہ ۲۲۸)

لیکن اس کا ترجمہ غلط کیا ہے مرد عورت کے مساوات کا نعرہ عورت کو بے حیاء بنا نے کے لیے لگایا ہے۔

کاروبار میں شرکت:

مغرب نے عورت کو خود کمانے کی ترغیب دی اس کو کاروبار میں مشغول کیا۔

بے پردگی:

ان دونوں کاموں میں جو تیسرا کام تھا پردہ ختم کر دیا ایک دفتر میں ایک مرد بیٹھا ہے ادھر عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ کیا ہوا وہ انسان ہے یہ بھی انسان ہے اور کیا کہا کہ جی دل صاف ہونا چاہیے اس سے کیا ہوتا ہے؟

مذہب بیزاری:

اور ان تینوں کاموں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے مذہب سے آزادی اور دوری۔

یہ چار کام مغرب نے کیے ہیں پہلے مذہب سے دور کرو اور کیا کہتا ہے کہ جی

مذہب ذاتی معاملہ ہے۔ لہٰذا مغرب میں باپ بیٹے کو اٹھارہ سال کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ دیکھو آپ نے نماز نہیں پڑھی کیوں؟ اس وجہ سے کہ وہ تھانہ میں رپورٹ کردے گا؟ جی مجھے تنگ کرتے ہیں کہ کبھی نماز پڑھو کبھی روزہ رکھو وہ کہتے ہیں کہ جی یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے کہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟ آپ اس کو کچھ بھی نہ بولیں۔ وہ اگر شراب پیتا ہے باپ کہتا ہے بیٹا مت پیو غلط ہے وہ کہتا ہے میری مرضی آپ کون ہوتے ہیں منع کرنے والے؟ ان چار چیزوں کو مغرب نے پھیلا کر ہمارے اندر سے مذہب کا جنازہ نکالا ہے۔ مذہب دینی معاملہ ہے۔ ہمارا مذہب ہے اور دین کہتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ (سورۃ توبہ:۷۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومن مرد اور مومن عورت یہ آپس میں ایک ہیں مومن مرد ہو یا مومن عورت ہو یہ ایمان میں ایک ہیں ان کا طریقہ زندگی ایک ہے اور ان کا ایمانی زندگی کا طریقہ کار کیا ہے۔ جب تم آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہو آٹھ دس آدمی تو ان میں سے اگر آٹھ آدمی نماز پڑھنے کے لیے آگئے اور کیا باقی کو نماز کا کہنا ان کی ذمہ داری ہے کہ نہیں؟ یا اسلام کہتا ہے کہ جی تم اپنی نماز پڑھو باقی کو چھوڑ سب کی اپنی اپنی نماز ہے کیا اللہ تعالیٰ یہی کہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا قرآن یہی کہتا ہے۔ نہیں بلکہ قرآن کریم کہتا ہے یامرون بالمعروف یہی تو حکم دیتا ہے۔ مذہب ذاتی مسئلہ ہے مرضی ہے کہ کوئی عمل کرے یا نہ کرے یہ تصور قرآن کریم اور حدیث شریف کے نصوص کے خلاف ہے۔ اور اسلام کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے اسلام یہ نہیں کہتا کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے لها ما كسبت ولكم ما كسبتم یعنی مذہب آپ کا ذاتی معاملہ ہے اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا؟ لیکن دنیا کے اندر اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو

پھیلانے کے لیے اس کا مستقل ایک شعبہ ہے ایک مستقل عمل ہے کہ دوسروں کو دعوت دیں اور خود اس پر عمل کریں ہاں زبردستی نہیں ہے نبی علیہ السلام نے اس کے مراتب ذکر کیے ہیں حکومت وقت اگر اسلامی ہے اور لوگ نماز نہ پڑھیں تو حکومت ان کی پٹائی کرے گی ان کو جیل میں ڈالے گی لیکن میرا آپ کا یہ کام نہیں ہے ہمارا کام کیا ہے ہم دعوت دیں گے کہ بھائی نماز پڑھیں۔

اس طرح رمضان کا مہینہ ہے کوئی روزہ نہیں رکھ رہا ہے اس کو بتایا جائے کہ روزہ رکھو اللہ تعالیٰ کا فرض ہے آپ بیمار نہیں ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے اس کو سمجھانا ہے یہ جو تصور قائم کردیا گیا ہے کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے نہ باپ بیٹے کو بدلے گا اور نہ بیٹا باپ کو کچھ کہہ سکتا ہے۔ نہ پڑوسی اپنے پڑوسی کو بولے گا نہ کوئی بڑا چھوٹے کو بول سکتا ہے یہ تصور جو مغرب نے قائم کیا ہے۔ یہ اسلام اور دینی تعلیمات کے خلاف ہے اور انبیاء علیہم السلام کی زندگی کے خلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی پوری زندگی اس دعوت دین پر اور نہی عن المنکر پر گزری ہے۔ اگر دین کو ہٹا دیا جائے تو دین کی ساری عمارت ختم ہو جائے گی۔ دین کی دعوت کو جرم قرار دے دیا اس کو ذاتی معاملہ قرار دے دیا اور اپنی برئیوں کو پھیلانے کے لیے کیا ترغیبات اور انداز اپنایا ہوا ہے اگر کوئی آدمی اپنی چیز کو فروخت کرتا ہے تو وہ ٹی وی پر اشتہار دیتا ہے اور کس مبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے کتنے گناہوں کے ذریعے سے اپنی چیز کی تشہیر کرتا ہے یہ مغرب کہتا ہے بیچنے والا کوئی چیز اگر فروخت کرتا ہے تو اس میں عورت کو استعمال کر رہا ہے۔ اس میں میوزیک بھی استعمال کر رہا ہے۔ سارے کام کر رہا ہے صرف اور صرف اپنی چیز کو فروخت کرنے کے لیے۔ اور اگر کوئی نماز پڑھنے کے لیے بولے تو کہتے ہیں کہ ہر وقت نماز ہی پڑھتے ہو بڑا ہی تنگ نظر ہے اور بھائی یہ جو چیز تو فروخت کر رہا ہے تو بھی تو اس کی تعریف کر رہا ہے اور تو بھی اپنی فیکٹری کی کارخانہ کی تعریف کرتا ہے صرف اور صرف اس کو بیچنے کے لیے اور اس میں بھی خلاق سے گری ہوئی باتیں استعمال کر رہا ہے۔ پیسہ جمع کرنے کے لیے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے یہ کون کون سے طریقہ استعمال کرتے

ہیں اور عورتوں کی عزت سے کھیل کر یہ سارے کام کرتے ہو۔ اس کو معاشرہ جائز قرار دیتا ہے اور اگر اللہ اور رسول کی بات بتائی جائے اسلامی راستہ بتایا جائے سچ بولو جھوٹ نہ بولو گناہوں سے پاک زندگی گزارو تو ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جی بڑا تنگ نظر ہے مغرب نے معاشرے کو برباد کرنے کے لیے پہلا جو وار استعمال کیا وہ کہا کہ مذہب ذاتی معاملہ ہے۔ یاد رکھیں مذہب ذاتی معاملہ نہیں ہے مذہب دینی اور معاشرتی اور اجتماعی معاملہ ہے مذہب ہمارا دین ہے۔ مذہب معاشرتی معاملہ ہے پوری من حیث القوم امت مسلمہ اور اس کے بعد پوری انسانیت کو اسلام کے بہترین راستہ میں لانے کی کوشش اور سعی کرنا اور اس ظلم اور اس گندگی والی زندگی سے انسانیت کو ہٹانے کی کوشش کرنا، یہی تو اسلام ہے اور اگر وہ محنت ہٹ جائے کہ جی ذاتی زندگی ہے پھر تو بات ہی ختم ہے۔

اس لیے یاد رکھیے! مذہب ذاتی معاملہ آخرت کے اعتبار سے ہے کہ آخرت میں ہر ایک سے پوچھ ہوگی دنیا کے اندر مذہب اجتماعی اور معاشرتی معاملہ ہے۔ ہر مسلمان مرد اور عورت اللہ تعالیٰ کے دین کے پھیلانے کے ذمہ دار ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں ذکر کیا "ایمان والے مرد اور عورت نیکی کی بات کرتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے"۔ یہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ دوسری چیز جو مغرب نے معاشرے کو برباد کرنے کے لیے کی وہ ہے مرد عورت کے حقوق مساوی ہیں۔

یہ نعرہ لگایا اور اس بات کو پھیلایا کہ یہ اسلامی اعتبار سے مساوی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یہ مرد پر بھی فرض ہیں اور عورت پر بھی فرض ہیں۔ شرائط اپنی جگہ پر ہیں۔ چوری مرد کے لیے بھی حرام ہے عورت کے لیے بھی حرام ہے۔ شراب پینا مرد اور عورت دونوں کے لیے حرام ہے۔

یہ اسلامی قانون ہے کہ اگر قتل مرد نے کیا تو وہ بھی مارا جائے گا عورت نے کسی کو

قتل کیا وہ بھی ماری جائے گی۔ ان احکامات کے اعتبار سے یہ مساوی ہیں لیکن زندگی معاشرتی زندگی میں ذمہ داریاں مرد کی الگ ہیں اور عورت کی الگ ہیں۔ معاشرے کو یہ بتادیا گیا کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں اس کا مطلب کیا؟ کہ جی دفتر میں مرد کام کرتا ہے عورت بھی کام کریں۔ سیاست کے میدان میں گر مرد ہے تو عورت بھی ہے۔ اگر اسمبلی میں مرد جا سکتا ہے تو عورت بھی جا سکتی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ جب عورت دفتر میں گئی بازاروں میں آگئی عمل میدان جو مردوں کا تھا اس میں عورت آگئی، اب ازدواجی نظام تباہ ہوگیا۔ گھریلو نظام تباہ ہوگیا۔ خاندانی نظام تباہ ہوگیا۔ اور معاشرتی نظام میں مرد اور عورت کا اختلاط ہوگیا۔ مرد اور عورت کے حقوق کے مساوی نعرہ لگا کر ظاہر میں بڑا خوبصورت نعرہ لیکن درپردہ خاندانی نظام تباہ و برباد ہوگیا۔ اس لیے کہ عورت کا کام گھر کا کام کرنا تھا۔ عورت کا کام بچوں کی تربیت کرنی تھی عورت کا کام خاندانی نظام کو سنبھالنا تھا۔ مرد کا کام خارجی کام کرنا تھے باہر کے کام کرنے تھے۔ اب باہر کی زندگی میں مرد بھی ہے اور عورت بھی دخل انداز ہوگئی۔

اب گھر کی زندگی باہر کے حوالے ہوگئی اب کھانا باہر سے آرہا ہے اور بچوں کی تربیت کے لیے مائیں باہر سے آرہی ہیں۔ بچوں کو اسکول لے جانے والی عورت الگ ہے۔ بچوں کو کھانا کھلانے والی عورت الگ ہے۔ اب یہ مرد اور عورت میدان عمل میں دونوں ہیں وہ جو ازدواجی زندگی تھی وہ جو خانگی زندگی تھی وہ جو خاندانی نظام تھا وہ سارا برباد ہوگیا اس لیے کہ عورت کو گھر لایا تھا اس کو گر کہا جائے کہ یہ کام کرنا ہے تو وہ کہتی ہے کہ مجھے تو ابھی بوس نے بلایا ہے آپ کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی ہوں یہ بات شوہر سے کہتی ہے۔ اب اگر ایک عورت کے شوہر کے علاوہ بھی باس پیدا ہو جائیں تو پھر اس کے اور شوہر کے درمیان وہ پیار اور محبت اور زوجیت کا جو رشتہ ہے وہ کس حد تک ہوگا وہ ہر عقل مند انسان سمجھتا ہے۔

اگر ایک ماں اپنی اولاد سے یہ کہتی ہے کہ بیٹا میرے پاس ابھی وقت نہیں ہے تم کھانا

وغیرہ کھالو میں ذرا باہر سے مل کر آتی ہوں تو اس اولاد کے ذہن میں ماں کا جو احترام جو مرتبہ جو تقدس تھا اس میں کتنی دراڑیں پڑ جائیں گی وہ کیسے کہے گا کہ یہ ہماری ماں اس گھر کی ذمہ دار ہے۔

اہل مغرب نے ہمارے معاشرے کے نظام اور ہمارے اسلامی نظام برباد کرنے کے لیے ایک آواز یہ لگائی مرد اور عورت کے حقوق یکساں ہیں اسلامی احکام کے مطالبات اس حوالہ سے مرد اور عورت اللہ کی شریعت کے مطابق برابر اور مساوی ہیں لیکن جہاں تک رہی بات معاشرتی زندگی کی، تو اس زندگی میں مرد اور عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں ہیں جیسے بزرگوں کی اپنی ذمہ داری ہے بچوں کی اپنی ذمہ دری ہے آپ کہیں گے جی یہ سب بزرگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ جو کام بزرگ کریں گے وہ ہی کام بچہ اور جوان کریں گے ہم کیا انسان نہیں ہیں۔ یہ رشتہ بزرگ کرتے ہیں انہوں نے کیا ٹھیکہ اٹھایا ہوا ہے ہم بھی ان کے ساتھ رشتہ کروائے گئے لیکن اسلام نے طریقہ بتلایا بڑے معاملات گھر کے بڑوں کے پاس چھوٹے معاملات چھوٹوں کے پاس درجہ بندی ہے یہ مراتب ہیں اگر ان کا خیال نہ رکھا گیا تو نظام زندگی برباد ہو جاتی ہے جیسا کہ آج مغرب میں نظام زندگی خاندانی زندگی ازدواجی زندگی اور گھریلو زندگی تباہ و برباد ہے۔

تیسری چیز جو خطرناک تھی انہوں نے عورت کو کام پر لگا دیا کہ اگر مرد پیسے کما سکتا ہے تو عورت بھی پیسے کمائے کیوں محتاج بن کر رہ رہے اب جب عورت نے پیسے کمانا شروع کیے تو لازمی بات ہے کہ وہ خریداری بھی اپنی مرضی کی شروع کرے گی اور اپنی مرضی سے زندگی بھی گزارنا شروع کر دے گی وہ جو زوجین کا رشتہ تھا وہ سمٹتے سمٹتے بس یہاں پر آکر رک گیا کہ بس میاں بیوی کا رشتہ کیا ہے صرف ملاقات کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس بے حیائی سے حفاظت فرمائیں اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین!!!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مومن باحیاء ہوتا ہے

مومن باحیاء ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

عزیز دوستو مسلمان بھائیو!!

اللہ رب العزت نے انسان کا کمال ایمان میں رکھا ہے اگر وہ صاحب ایمان ہوگا تو وہ اللہ کے قرب کو حاصل کرے گا۔ اور اس کی زندگی ایک مقصد کے ساتھ گزرے گی۔ اور ایمان کے بغیر زندگی بے مقصد ہے اللہ رب العزت ایسے لوگوں کی زندگی ایسے گزرتے ہیں جیسے جانور زندگی گزارتے ہیں پھر مومن کمال حاصل کرتا ہے۔ عفت اور پاکدامنی کے ساتھ عمدہ اور اچھے اخلاق کے ساتھ۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

الایمان والحیاء قرناء ایمان

اور حیاء دونوں جڑواں ساتھی ہیں۔

اگر ان میں یک بھی نہ ہو ایمان نہ ہو تو حیاء نہ ہوگا اور اگر حیاء نہ ہو تو یمان نہیں ہوگا۔ یعنی ایمان کا لازمی حصہ مومن کا حیاء دار اور پ کدامن ہونا ہے اور حقیقت یہ ہے ایمان مومن میں جن کمالات اور صفات کو پیدا کرتا ہے ان میں سب سے بڑی صفت باحیاء اور پاکدامن ہونا ہے۔

باحیاء شخص کی علامت:

جب ان کے چہرے کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار بندوں کے متعلق فرمایا کے ان کے چہروں سے عفت، پاکدامنی اور حیاء کے وہ آثار ہوں گے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی۔ اس لیے نبی کریم ﷺ نے ایمان کے بعد جس چیز پر تلقین فرمائی اور جو ایمان کی اسلام کی بنیادی تعیمات ارشادات فرمائی اس میں پاکدامنی سب سے پہلے ہے۔ چنانچہ احادیث کے اندر آتا ہے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روم کی طرف ہجرت کی، ہرقل نے کچھ سوالات کیے ان سوالات میں ایک سوال یہ تھا جنہوں نے نبوت کا دعوی کیا ہے وہ کہتے کیا ہیں؟ ان کی بنیادی اساسی تعلیمات کیا ہیں؟ ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ابھی خلاف تھے تو وہ کہنے لگے کہ اس نبی کی بنیادی تعلیمات میں سے اہتمام نماز ہے، ادائیگی صدقہ ہے اور پاکدامنی اور صلہ رحمی ہے۔ اس نبی کی بنیادی تعیمات میں جہاں نماز موجود ہے وہاں پاکدامنی موجود ہے کہ اے مسلمان اپنے دامن کو پاک رکھو۔ جو اہل کفر کا طریقہ ہے اس نے محنت کر کے اس بے حیائی اور عریانی اور فحاشی کو مسلمانوں کے ملکوں میں ایسے پھیلا دیا بس اللہ حفاظت فرمائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ **لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم** "اس طوفان سے وہ بچے گا جسے اللہ تعالیٰ بچائے گا" آج اس طوفان بدتمیزی ور اس طوفان کی بے حیائی اور اس طوفان عریانی سے وہ بچے گا جسے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ یعنی

جو ایمان کی کشتی میں آئے گا اور جو اپنے بچوں کی فکر کرے گا جو اس کے لیے فکر مند ہوگا۔ ورنہ اہل باطل نے اس بے حیائی کو ہماری طرف اتنا متوجہ کر دیا ہے کہ کیا اخبارات، کیا ڈرامے، کیا ٹی وی، کیا وی سی آر، کیا انٹرنیٹ اور پتہ نہیں کیا کیا بے حیائی کی چیزیں آگئی ہیں۔ پہلے کہتے تھے گھر گھر مگر اب بات بہت قریب ہے اب تو جیب تک بات آگئی ہے۔ رمضان میں بچے تراویح پڑھنے آتے ہیں یہ اطلاع ہے کہ پیچھے بیٹھ کر کھیلتے ہیں مسجد میں بیٹھ کر۔ تو باطل نے اتنی محنت کی کہ اس بے حیائی کو ہماری طرف متوجہ کر دیا ورنہ یہ نوجوان صاحب ایمان یہ نوجوان مرد اور یہ نوجوان بچے جنہیں دیکھ کر رشک آتا تھا لوگ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے دیکھو فلاں صاحب عمل انسان کیسا عمل کا پابند ہے اور آج ہم خود اپنے بچوں کو دیکھ کر اس پر چشم پوشی کرتے ہیں اور کہتے کیا ہیں "او جی ماحول ہے آج کل ٹھیک ہو جائے گا۔

عجیب بات ہے خراب کیا ہوا خود نہیں ٹھیک ہوتا۔ پنکھا خراب ہو جائے کیا خود ٹھیک ہوتا ہے؟ یا کوئی چیز خراب ہو جائے تو کیا وہ خود ٹھیک ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اس کو ٹھیک کرنے والے کے پاس لے کر جاتے ہیں۔ اور جہاں تک بچے کی بات ہے تو وہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا کبھی ماحول کا بہانہ کبھی جوانی کا بہانہ اور اس طرح اس بے حیائی کا حصہ ہمیں بنایا جا رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

تعفوا یا ابنا قریش اے قریش کی اولاد پاکدامن رہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کی صفات ذکر کی ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ
وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ (سورہ احزاب)

ہمیں جن گناہوں کا موقع نہیں ملتا ہم ان گناہوں سے بچے ہوئے ہیں اور اگر موقع ملے تو پھر دیکھو!

والحفظین فروجهم فرمایا وہ مرد جو اپنے آپ کو بچا کے رکھتے ہیں۔ اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتے ہیں پاکدامن رہتے ہیں۔

والحفظت اور وہ عورتیں جو پاکدامن رہتی ہیں۔

والذکرین اللہ کثیرا والذکرات اور وہ مرد اور عورتیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔

اعد اللہ لهم مغفرة ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے بخشش کا اعلان کیا ہے۔

واجرا عظيما اور بہت بڑے انعام کا،

اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا انعام فرمایا اور وہ کتنا عظیم ہوگا تو معلوم ہوا کہ جو پاک دامن نہیں وہ کتنا بدنصیب ہے اس لیے کہ اس اجر عظیم کا اعلان اللہ رب العزت نے اپنے پاکدامن بندوں اور پاکدامن بندیوں کے لیے کیا اور جو اپنے دامن کو پاک نہیں رکھتے عفیف نہیں رہتے اس اجر عظیم سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس آیت کے اندر اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرما رہے ہیں اور جو آیت ابتدا میں تلاوت کی گئی

الخبيثت للخبيثين والخبيثون للخبيثت

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے۔

یعنی جس نے اپنے دامن کو داغ دار بنا دیا اور جس نے اپنی زندگی کو گندہ بنا دیا اس کا واسطہ بھی گندوں کے ساتھ ہوگا۔ جو اپنے دامن کی اور اپنی نگاہ کی حفاظت نہیں رکھتا اپنی شرمگاہ کی حفاظت نہیں رکھتا گندگی اور بے حیائی کی زندگی گزارتا ہے اس کو رب تعالیٰ نے کہا کہ اس کو ملے گی بھی ایسی گندی عورت۔

والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت

اور جو پاک اور عفیف عورتیں ہیں یہ پاک مردوں کیلئے ہیں۔ اور مرد پاک ہیں
جو اپنے کو برائی سے اور بے حیائی سے بچاتے ہیں ان کیلئے پاک عورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکدامن شخص کے لیے اور پاکدامن عورت کے لیے انعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا واسطہ پاک دامن سے رکھے گا۔ اس لیے ایمان کا اول تقاضہ کہ انسان عفیف اور پاکدامن رہے۔ اس طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح زنا سے منع فرمایا، اس طرح زنا کے راستے بھی بند فرمائے۔

اللہ کے احکامات کی ترتیب:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا حکم مرد اور عورت کو نگاہ پست رکھنے کا دیا ہے اور دوسرا حکم پردے کا دیا اور تیسرا حکم مرد اور عورت کے اختلاط سے منع کیا۔ اور آج کفر وہ سارے کام کر رہا ہے جو اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ میں نے ایک دن کوئی رجسٹر لیا تو کہنے لگے کہ یہ انگلش میں ہے اور یہ الٹی طرف سے شروع ہوتا ہے اور ہمارے ہاں مدرسہ میں رجسٹر سیدھی طرف سے شروع ہوتا ہے اور کہا کہ اسکول والا ہے اس لیے الٹی طرف سے شروع ہوتا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ دیکھو کفر اسلام کے بالکل مخالف سمت میں چلتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ رجسٹر استعمال کرنے والا کافر ہے اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ اس رجسٹر کا استعمال کفر ہے۔ بلکہ میں کفر کی ایک سوچ بتا رہا ہوں یہ وضاحت اس لیے کرتا ہوں کہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ آج مولوی صاحب نے کہا ہے کہ سارے کافر ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ کفر اسلام کا ضد ہے مجھے یاد ہے ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ جب تاریخ لکھتے تھے تو وہ پہلے اسلامی تاریخ لکھتے تھے پھر نیچے انگریزی تاریخ لکھتے دونوں سیدھی طرف سے لکھتے تھے۔ مثال کے طور پر آج ۱۰ صفر المظفر ہے تو انہوں نے لکھا ۱۰/۲/۱۴۳۵ھ تو حضرت نے تاریخ کو سیدھا لکھا۔ بہر حال یہ تو معمولی بات ہے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسلام کے ابتداء

سے انتہاء تک مخالف ہیں۔ اسلام نے کہا کہ پاکدامن رہو اور پاکدامنی کے لیے ضروری ہے مرد اور عورت کا اختلاط نہ ہو عورت پردے میں ہو یہ اسلام کا قرآن پاک کا حکم ہے۔ انہوں نے اسکول کے اندر تعلیم کو مخلوط کر دیا یہ ایک سب سے پہلا قدم ہے کہ اسکول میں تعلیم حاصل کریں اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مخلوط ہو کر بیٹھیں۔

گوشت کی چوکیداری بلی کے ذریعے:

میں نے ایک جاننے والے سے کہا کہ آپ کا بچہ اس اسکول میں پڑھتا ہے یہاں تو تعلیم مخلوط ہے تو اس نے کہا کہ امام صاحب یہ اسکول بہت اچھا ہے اور وہ بڑا خیال رکھتے ہیں اور بڑا نظم اور نظر رکھتے ہیں۔

میں نے کہا اچھا بلی کے سامنے گوشت رکھو اور اس کو کہو کہ خبر دار قریب نہیں جانا یہ میں نے کسی سے سنا ہے اس لیے بات کر رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ جب لڑکے علیحدہ ہوتے ہیں تو اور خراب ہو جاتے ہیں۔ یعنی ہمیں اندر سے اتنا بگاڑ دیا باطل نے کہ یہ جو باتیں میں کر رہا ہوتا ہوں لوگوں کو یہ باتیں اچھی نہیں لگتی ہیں اور بعد میں کہتے ہیں کہ دیکھو امام صاحب نے آج یہ بات کر دی ہے کیوں کہتے ہیں اس لیے کہ اندر باطل کا رنگ اتنا لگ گیا ہے کہ اگر اس بات کے خلاف بولا جائے تو ان کو یہ بات بھی بری لگتی ہے۔ لیکن حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہمارا کام ہے بولنا ہمارا کام ہے بتانا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے کسی نے فرمایا کہ یہ مولوی کیا دین کے ٹھیکے دار ہیں تو حضرت نے فرمایا نہیں بھائی ٹھیکے دار نہیں ہیں ٹھیکے دار کوئی نہیں ہو سکتا مگر ہاں ہم چوکیدار ضرور ہیں اور چوکیدار کا کام ہے جب وہ گیٹ پر کھڑا ہوتا ہے تو اپنے سے بڑے سے بھی پوچھتا ہے کہ میں چوکیدار ہوں آپ نے کس سے ملنا ہے۔

میرے عزیز دوستو!

ہم مسلمان اس دین کے چوکیدار ہیں افسوس کے ہم نے صرف اس طبقے کو خاص

کر دیا کہ جو منبر پر بیٹھتے ہیں یہ چوکیدار ہیں جب کہ ہم سب بحیثیت مسلمان انما المومنون اخوۃ ایمان کے رشتہ میں ہم سب بھائی ہیں اور ہم سب اس دین کے چوکیدار اور خدمت گار ہیں۔

اس دین کی برکت سے ہمیں زندگی کی سمجھ آتی ہے۔ یعنی انسان کو زندگی کیسی گزارنی چاہیے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ معاف کریں آج مشرک اور کافر کیسی زندگی گزار رہے ہیں لیکن اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو بات غلط ہو اس کو غلط سمجھو اس کو غلط کہو اس وقت سب سے بڑا طوفان بے حیائی کا معاشرے کی طرف متوجہ ہے۔ اس بے حیائی کا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ جب مومن کو بے حیاء بنا دو گے۔ اور اس کے سامنے سے عفت اور پاک دامنی کو ہٹا دو گے۔ تو پھر ہر گناہ آسان ہو جائے گا۔ اس کو روکنے والی چیز وہ حیاء اور پاکدامنی ہے جو اس کو گناہ کی طرف نہیں جانے دیتی۔

لیکن جب حیا ختم ہو جائے تو پھر یہ ہوتا کہ باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن مل کر ڈرامے اور فلمیں دیکھتے ہیں۔ ناچ گانا سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور پھر یہ سمجھو کہ انسانیت کی تباہی آ گئی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا انداز:

جب پاکدامنی ختم ہو جائے تو جس کام یا جس چیز کو علیحدہ دیکھنا حرام ہے اس کو جب سب مل کر دیکھتے ہیں تو سمجھو کہ اب وہ عزت وہ عظمت اور عفت ختم ہو گئی ہے۔ اور اسی وجہ سے بچے بڑوں کا احترام نہیں کرتے ہیں احترام ختم ہو جاتا ہے۔ عزت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں پاکدامنی اور حیاء کے اندر ہیں۔ جب انسان حیاء اور پاکدامنی کی صفت سے آراستہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پاکدامنی کتنی پسند ہے؟ آپ اندازہ کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرما رہے ہیں

ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس
یسقون ووجد من دونہم امراتین تذودان ...

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اس لیے کہ انہوں نے پانی بھر کر دیا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو بچیاں ہیں۔ باقی سب مرد ہیں اور لائن لگی ہوئی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور ان کا ڈول لیا اور ان کو پانی بھر کر دے دیا وہ جب گھر گئیں تو اپنے والد صاحب سے ذکر کیا کہ ایک صالح، متقی، طاقتور انسان کنویں پر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو بلا کر لاؤ اب وہ ایک بچی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا

تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوك
لیجزیك اجر ماسقیت لنا

وہ بچی حیاء کے ساتھ چل رہی تھی اور حیاء کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی یعنی جب انسان حیاء والا ہوتا ہے تو اس کے چلنے کو اور اس کی گفتار کو اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے تو اس کا کردار اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند ہے اور جب بندہ حیاء کے ساتھ زمین پر چلتا ہے اور حیاء کے ساتھ گفتگو کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان پر اس سے پیار کرتے ہیں۔

آنکھوں کا زنا:

اور ہمارا کیا حال ہے؟ جب عورت نظر آتی ہے جب تک وہ ہم سے دور نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو دیکھتے رہتے ہیں کیوں اس وجہ سے کہ ہماری آنکھوں میں بے حیائی ہے۔ ان آنکھوں میں ایمان نہیں ہوسکتا ہے اور اس دل میں ایمان نہیں ہوسکتا ہے۔ نماز پڑھتے ہیں لیکن نماز بوجھ ہے اس لیے کہ ہمارے اندر ایمان نہیں ہے ہمارے اندر حیا نہیں ہے۔ ہمارے اندر وہ نور ایمانی نہیں جس سے عبادت میں لذت

اور سرور پیدا ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا آنکھیں زنا کرتی ہیں اور فرمایا جو بدنگاہی کرتا ہے اور بدنگاہی سے دوسروں کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس دیکھنے والے پر۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ہمیں دعا سکھلائی

اللهم طهر قلبي من النفاق وعملي من الرياء ولساني من الكذب وعيني من الخيانة فانك تعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور

ترجمہ: اے اللہ میرے دل کو منافقت سے پاک کر میری زبان کو جھوٹ سے پاک کر میرے عمل کو ریاء سے اور میری آنکھوں کو خیانت سے پاک کر دے۔ اے اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتے ہیں اور جو کچھ دلوں میں چھپا ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی نگاہ کسی (غیر محرم) پر پڑ جائے اور وہ نگاہ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جھکا دے اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی مٹھاس نصیب فرمائیں گے۔

عزیز دوستو!

پاک دامن رہنا اور اپنے آپ کو پاکدامن رکھنا اپنی اولاد کو پاکدامن رکھنا اور اس کی فکر کرنا جس طرح ایمان کی فکر ہے کہ میرا بچہ ایمان والا بن جائے اور ایمان پر زندگی گزارے اس طرح اس چیز کی بھی فکر کریں کہ میری اولاد حیا والی زندگی گزاریں پاکدامن رہیں اور پاکدامنی والی زندگی گزاریں یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

جنّت کی ضمانت:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی اپنی زبان اور دونوں رانوں کے درمیان یعنی شرمگاہ کی ضمانت دے دے کہ ان کو غلط استعمال نہیں کرے گا، تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

کتنی بڑی بات ہے کہ جنت کی ضمانت اللہ تعالیٰ کا آخری اور پیارا نبی علیہ السلام

دے رہا ہے اس لیے میرے دوستو پاکدامن رہو اور اپنے بچوں کو بھی پاکدامن رکھو ان کی نجی زندگی پر نظر رکھو کہ میرے بیٹے ٹی وی ڈش نیٹ وغیرہ میں کیا دیکھ رہے ہیں۔ اس کو وہ کس طرح استعمال کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ گھر کو آگ لگ جائے گھر ہی کے چراغ سے۔ کل کو آگ ساری جمع پونجی خاکستر کر دے اور ہم اس وقت افسوس کریں واویلا کرتے پھریں، تو اس وقت تمام تدبیریں بے سود ہو جائیں گی، یہ تباہی اور بربادی ہے اس کو باطل قوتیں ہمارے گھر پر لا رہا ہے اور ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں ہمارے گھر میں قرآن کریم ہمارے گھر میں مصلیٰ بھی ہے اور ہماری گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی ہیں مگر افسوس کہ ان کو استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ ٹی وی دو دن نہ چلے تو دوسرے دن بزرگ پوچھیں گے کہ بھائی خیر تو ہے ٹی وی نہیں چل رہا ہے۔ لیکن قرآن پاک الماری میں بند ہے کبھی یہ نہیں کہا کہ بیٹا آج آپ نے قرآن پاک کی تلاوت کی ہے؟ آج آپ لوگوں نے نماز پڑھی ہے؟ دعائیں پڑھی ہیں؟ جہاں باطل کی محنت ہو رہی ہے وہ چیزیں چل رہی ہیں۔

ہمارے گھر میں قرآن پاک موجود ہے مصلیٰ موجود ہے مسلمان موجود ہیں ساری چیزیں موجود ہیں اس کے استعمال سے برکت آئیگی صرف رکھنے سے برکت نہیں آئیگی۔

نماز پڑھنے سے تلاوت کرنے سے ذکر کرنے سے برکت ہوگی جس کمرے میں ٹی وی چلے گا، گانا چلے گا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چلے گی تو اس گھر میں کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے گی پھر کہتے ہیں کہ پتہ نہیں میری پریشانی ختم کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ میں نماز تو پڑھتا ہوں اور بھائی نماز تو پڑھتا ہے گھر میں گند کتنا لایا ہوا ہے اس گند کو ختم کرو اس گھر میں نماز پڑھو اپنی بیوی سے کہو اپنے بچوں سے کہو اس گھر میں قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرو۔ سارے گھر والوں سے کہو کہ قرآن کی تلاوت کرو قرآن پڑھنے سے برکت آئے گی دعائیں کرنے سے برکت آتی ہے یہ کام تو کرو پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

یاد رکھو! گندگی پر روم اسپرے اور خوشبو چھڑکنے سے خوشبو نہیں آئے گی پہلے گندگی ختم کرو پھر اپنی عبادتیں اللہ کے حضور پیش کرو سارا گھر خوشبو سے معطر ہو جائے گا، مکان پر بھی خدا کی رحمتیں نازل ہوں گی مکین بھی اللہ والے ہو جائیں گے۔

محترم دوستو!

پاکدامن رہنے کی کوشش کریں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم

مسلمانوں سے کہو اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھا کریں اور اپنے دامن کو پاک رکھا کریں۔

یعنی نگاہیں جھکائیں گے تو تمہارا دامن پاک ہوگا اور یہی حکم عورتوں کو بھی ہے کہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھو اور اپنا دامن پاک رکھو اور زیب و زینت کر کے باہر نہ جایا کرو آج عورتیں بناؤ سنگھار کر کے زیب و زینت کر کے بازار میں، دفتر میں آتی ہیں سب کو دکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اس طرح نکلتی ہے تو یہ شیطان ہے یہ لوگوں کو برائی کی دعوت دیتی ہے یہ شیطان ہے اور شیطانی کام کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو ہماری بہنوں کو مسلمان خواتین کو پاکدامنی نصیب فرمائیں اور اس بے حیائی اور نافرمانی کے اس ماحول سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو محفوظ فرمائیں۔ آمین!!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نگاہوں کی حفاظت کیسے ہو؟

نگاہوں کی حفاظت کیسے ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ... الحدیث

عزیز دوستو مسلمان بھائیو!

اسلام نے انسان کی تربیت میں جو احکام نازل کیے ہیں ان میں سے بنیادی حکم

انسان کا اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت اور نکاح کے ساتھ زندگی گزارنا ہے۔ اسلام بغیر نکاح کے زندگی کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے حدیث شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت جو تین افراد پر مشتمل تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لیے اور دین میں آگے بڑھنے کے لیے کچھ فیصلے کیے مثلاً ایک نے کہا

لا اتزوج ابدا.

میں کبھی نکاح نہیں کروں گا۔

دوسرے نے کہا:

لا انام لیلا

میں کبھی بھی رات کو نہیں سوؤں گا۔

تیسرے نے کہا:

لا افطر

میں کبھی بھی افطار نہیں کروں گا۔

ایک نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا اس لیے نہیں کروں گا کہ پیغمبر ﷺ کے ارشاد پر عمل کرنے میں مجھے کئی روک ٹوک ہی نہ ہو کوئی میرے ذہن میں سوچ ہی نہ ہو کہ میرے گھر کی ذمہ داری بچوں کی ذمہ داری کوئی مسئلہ ہی نہ ہو۔ بس صرف صبح شام اللہ تعالیٰ کے دین پر لگا رہوں۔

دوسرے نے کہا: میں رات کو نہیں سوونگا یعنی پوری رات عبادت میں گزار دوں گا۔

تیسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا تا کہ میرا اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوجائے۔

جناب نبی کریم ﷺ کے سامنے ان تینوں حضرات نے اپنی اپنی بات رکھی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو میں رات کو سوتا بھی ہوں اور عبادت بھی کرتا ہوں

یہ تمہارا طریقہ غلط ہے۔

دوسرے سے کہا کہ آپ نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا مگر میں تو ہمیشہ روزے سے نہیں ہوتا ہوں میں تو افطار بھی کرتا ہوں اور تیسرے سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ میں نکاح نہیں کروں گا میں نے تو کئی نکاح کر رکھے ہیں۔ اسی موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا

من رغب عن سنتی فلیس منی

جس نے میرے طریقہ کو چھوڑ دیا اس کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

دین اس چیز کا نام نہیں ہے کہ میں اپنی مرضی سے کوئی اچھائی کروں اگر کوئی عمل صالح کرنا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ اور ترتیب پر ہو جیسا کہ ہم نیت کریں کہ جی آج چھٹی ہے آج دو نہیں آج چار رکعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔ تو نماز میں ہم نے قرآن پڑھنا ہے تسبیحات پڑھنی ہیں سارے اچھے کام ہیں تلاوت درود شریف تسبیحات مگر ترتیب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے اس لیے چاروں رکعتوں کا مقبول ہونا تو درکنار ہماری اصل دو رکعت بھی ضائع ہو جائیں گی ہر اچھے کام کو جب اللہ اور رسول ﷺ کے طریقے پر کریں گے تو وہ اچھا ہوگا۔ اور ہر وہ اچھا کام جو میری یا آپ کی خواہش پر ہوگا اس میں چونکہ ہماری خواہش اور چاہت کا دخل ہو گیا لہٰذا اب وہ اچھا کام بھی برا ہو جائے گا۔

تو نبی کریم ﷺ نے ان تینوں حضرات کو منع فرمایا کہ تمہارا طریقہ غلط ہے کیونکہ دین اعتدال میں رہ کر دینداری کی بات کرتا ہے، جہاں افراط و تفریط ہو وہاں دینداری ختم ہو جاتی ہے، اور نفسانی خواہش کی اتباع لازم آتی ہے جب کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو اپنی اتباع کا حکم دیا ہے نفس کی اتباع کو شیطان کی اتباع قرار دیا ہے۔ میری سنت سے جو ہٹ گیا اس کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

نکاح انبیاء کی سنت ہے:

نکاح صرف نبی کریم ﷺ کی سنت نہیں بلکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے نکاح کیا ہے:

ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذرية

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے تھے ہم نے ان کو بیویاں دیں اور ہم نے ان کو اولاد عطا کی۔

اور نکاح کی زندگی بسر کرنے والے تھے بغیر نکاح کے زندگی بسر کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اس لیے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝

یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کامیاب فرمایا ہے۔

سب سے پہلی صفت کے جن کی نمازوں میں خشوع ہے۔

دوسری صفت جو بے کار اور لغو کام نہیں کرتے۔

تیسری صفت جو زکوۃ کی ادائیگی کرتے ہیں۔

چوتھی صفت جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

پانچویں صفت جو اپنے وعدے کے پاس دار ہیں۔

چھٹی صفت جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

ان چھ صفات کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کردیا مگر ایک کی تھوڑی سی وضاحت فرمائی

ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○

"جو اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں جن کی بیویاں ہیں یا جن کی باندیاں ہیں ان کی کوئی ملامت نہیں اور جس نے ان سے ہٹ کر برائی کی پھر یہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں"۔

بقیہ صفات ہر صفت ایک آیت میں اور اس ایک صفت کو اللہ تعالیٰ نے تین آیتوں میں ذکر کیا ہے۔ جب بات آئی شرم گاہ کی حفاظت کی۔ ناموس اور عزت کی حفاظت کی تو اس کو اللہ تعالیٰ نے تین آیتوں میں ذکر کیا

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○

تو اللہ تعالیٰ نے جن بندوں کی تعریف کی ہے تو ان بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے وہ اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ زنا ایک ایسا جرم ہے جو بہت سارے جرائم کو انسان کے اندر پیدا کر دیتا ہے۔ ایک آدمی زانی ہو اور ہم کہتے ہیں کہ صرف زانی ہی ہے۔ ورنہ بہت تقویٰ والا ہے۔ بہت متقی ہے۔ زنا اور تقویٰ، زنا اور سچ، زنا اور حیا، زنا اور پاکدامنی یہ ساری صفتیں زنا کے ساتھ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ یہ زنا ایک ایسا گندہ شیطانی عمل ہے کہ یہ اپنے ساتھ بہت ساری گندگیوں کو لے آتا ہے۔ اس میں حیاء کم ہوگی، اس شخص میں تقویٰ کم ہوگا، اس شخص

میں سچ کم ہوگا اس کا کردار، گفتار، رفتار کوئی بھی چیز صحیح نہیں رہے گی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کے اندر فرمایا

قل للمومنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكىٰ لهم

ایمان والوں سے کہو اپنی نظریں جھکاؤ اور اپنے ناموس کی حفاظت یہ ان کے لیے بہت ہی ستھرا راستہ ہے۔ بہت ہی پاک رستہ ہے۔

قل للمومنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن

مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں جھکا کر رکھیں اور وہ بھی اپنے ناموس کی حفاظت رکھیں۔

قرآن پاک کی تعلیمات کی ترتیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم بتاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مردوں کو خطاب کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عورتیں اس حکم میں شامل ہوتی ہیں۔ بہت سارے مقامات پر مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام

اے مسلمانو تم پر روزے فرض ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں سے خطاب کیا مگر اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ عورتیں کہیں کہ ہم تو اس حکم خداوندی میں شامل ہی نہیں ہیں اس طرح اور بھی متعدد مقامات ہیں جہاں مردوں کو خطاب ہے مگر عورتیں اس میں شامل ہیں۔ مثلاً

واقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

خطاب مردوں کو ہے مگر عورتیں بھی شامل ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ جب اس برائی سے بچنے کا حکم دے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے

مردوں کو الگ ذکر فرمایا اور عورتوں کو علیحدہ ذکر فرمایا۔ مردوں کے لیے مستقل آیت اور عورتوں کے لیے مستقل آیت! اس لیے کہ یہ جرم اتنا بڑا ہے کہ اس کی شناعت تمام گناہوں سے بڑھ کر ہے اس لیے دونوں کو علیحدہ علیحدہ بتائی جائے تا کہ مرد بھی اس جرم سے بچیں اور عورتیں بھی اس جرم سے بچ سکیں۔ فرمایا کہ ایمان والے مرد اور عورت دونوں سے کہہ دیں کہ اپنی آنکھوں کو جھکا کر رکھا کرو اور ایمان والے مردوں اور عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی ناموس کی حفاظت کرو یہ ان کے لیے بہت ہی پاکیزہ ذریعہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو پاک رکھیں اور قرآن کریم میں ہے:

ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا

چاہیے کہ پاکدامن رہیں وہ لوگ جو ابھی نکاح کی وسعت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے وسعت دے دیں۔

اگر آپ ابھی نکاح نہیں کر رہے ہیں۔ نکاح کے اسباب نہیں ہیں وسائل نہیں ہیں صرف اس وجہ سے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنے کو پاکدامن رکھو اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھو۔ حدیث میں آتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلت خمسها وصامت شهرها وحصنت فرجها واطاعت زوجها دخلت من ای ابواب الجنة شاء ت

جس خاتون نے پانچ نمازوں کی پابندی کی رمضان کے روزوں کی پابندی کی اور اپنے ناموس کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی جنت میں جس دروازے سے وہ چاہے داخل ہو جائے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا

اتاذن لی یا رسول اللہ فی الزنا

اللہ کے رسول مجھے زنا کی اجازت دی جائے میں صبر نہیں کرسکتا ہوں صحابہ کرام

اس کی طرف لپک پڑے یہ کیابات کی ہے اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی علیہ السلام نے فرمایا ٹھہر جاؤ وراس نو جوان کو قریب بلایا اور فرمایا

اتحبك ان تزني احد بامك

اے جوان کیا تو پسند کرے گا کہ کوئی آدمی تیری ماں سے زنا کرے؟ اس نے کہا خدا کی قسم اللہ کے رسول میں اس کو کبھی بھی پسند نہیں کروں گا۔ میری جان آپ پر قربان میں تو کبھی برداشت نہیں کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی ماں سے کوئی زنا کرے اور پھر فرمایا

اتحبك ان تزني احد ابنتك

کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی تیری بیٹی سے زنا کرے تو اس نے کہا

لا واللہ یا رسول اللہ

پھر فرمایا کہ تو پسند کرتا ہے کہ کوئی تیسری خالہ سے زنا کرے؟ تو اس نے کہا'

لا واللہ یا رسول اللہ

پھر فرمایا کہ تو پسند کرتا ہے کہ کوئی تیسری پھوپھی سے زنا کرے؟ اس نے کہا نہیں اللہ کے رسول۔ پھر نبی علیہ السلام نے اس نو جوان پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی۔

اللھم اعفر ذنبہ وطھر قلبہ واحفظ فرجہ

"اے اللہ اس کے گناہ کو معاف فرما اے اللہ اس کے دل کو پاک کردے اے اس کی ناموس اور شرم گاہ کی حفاظت فرما"۔

اس نو جوان نے کہا کہ اس دعا کے بعد زندگی میں مجھے زنا سے زیادہ بری چیز کوئی نہیں لگتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو اس طرح سمجھایا کہ کوئی انسان نہیں چاہتا کہ اس کی ماں سے بہن سے خالہ پھوپھی سے بیٹی سے کوئی زنا کرے۔ اگر تم زنا کرو گے تو وہ بھی کسی کی ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی ہوگی۔ زنا ایسا مرض ہے ایسا گند ہے کہ جو صرف

اس ایک ذات تک محدود نہیں ہوتا بلکہ پورے معاشرے کو گندہ اور پر تعفن کر دیتا ہے۔
زنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی لچک کے بغیر اس کی سزا کو دوٹوک الفاظ میں بیان فرمادیا:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد کے لیے فرمایا کہ ان کو سو سو کوڑے مارو اور اس سلسلے میں ہرگز ترس نہیں کھانا، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور کوڑے لگاتے وقت مومنین کی ایک جماعت کو گواہ کے طور پر بھی جمع کرنا تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اگر تم خود مسلمان ہو۔ اور اگر تم مسلمان نہیں ہو، یہودی، عیسائی ہو تو پھر تم راستوں میں بھی زنا کرتے ہو، ایئر پورٹوں میں بھی زنا کرتے ہو، کلبوں میں بھی، گلیوں میں بھی ہر جگہ تم زنا کرتے ہو۔

اگر مسلمان ہو تو سو کوڑے مارو اور ان پر ترس نہ کھاؤ اور تیسری بات کیا فرمائی کہ جب ان کو کوڑے مارو تو مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس موقع پر حاضر کرو کہ آؤ دیکھو زانی اور زانیہ کی سزا کیا ہے؟ دنیائے کفر کیا بولتی ہے کہ بڑا ظلم ہوا ہے۔ پورا خاندان تباہ و برباد ہو بیماریاں عام ہوں ایڈز جیسی بیماریاں معاشرے میں عام ہوں اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ سزائیں قرآن کی بیان کردہ ہیں جو اس کو دی جائیں ایک چوتھی سزا اللہ تعالیٰ نے ذکر کی ہے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ

فرمایا اگر مرد زنا اور بدکاری میں پڑے گا تو اس کی بیوی بھی بدکاری اور زنا میں پڑے

جائے گی۔ اور جو عورت زنا اور بدکاری میں پڑ جائے گی اس کا شوہر بھی زنا اور بدکاری میں پڑ جائے گا۔ گندا انسان گندی عورت کو پسند کرے گا گندی عورت گندے مرد کو پسند کرے گی۔

پورا نظام زندگی اور نظام خاندان سارا برباد ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ جب ایمان والوں کی تعریف کرتے ہیں تو فرماتے ہیں.

والذین ھم لفروجھم حفظون ○

مومن وہ ہے جو اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتا ہے جو اپنے آپ کو زنا جیسے جرم سے محفوظ رکھتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زانی زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان اس سے نکل جاتا ہے۔ ایمان زنا کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ اس لیے اسلام نے حکم دیا کہ جب بیٹا بیٹی دونوں بالغ ہوں تو ان کا نکاح کر دو نکاح کے رشتہ میں ان کو جوڑ دو، نکاح کے ساتھ پاکدامنی والی زندگی، عفت والی زندگی گزاریں اسلام کا یہ حکم ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(سورۂ نور: ۳۲)

اے ذمہ داران ملت وقوم خاندان تم لوگ نکاح کراؤ جو تم میں بغیر شادی کے ہیں۔

وہ ذمہ دار والدین ہو وہ ذمہ دار بھائی ہوں دادا نانا چچا ماموں کی صورت میں ہوں جو بھی ہوں ان کو کہا،

"جو تم میں بغیر شادی والے ہوں ان کا نکاح کرادو"۔

نکاح تکمیل ایمان کا ذریعہ:

اور پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا

اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف دینه فلیتق اللہ
فی النصف الباقی

جب بندہ نکاح کے ساتھ جڑ جاتا ہے تو اس کا آدھا ایمان مکمل ہو جاتا ہے
آدھے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

یعنی نکاح تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے، نکاح انسان کو متقی اور پرہیزگار بنانے کا راستہ ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ نکاح کے ساتھ زندگی گزارو تاکہ معاشرے کے اندر زنا اور بے حیائی نہ پھیلے۔ معاشرے کے اندر کوئی برائی نہ پھیلے۔ نکاح کے ذریعے سے لوگوں کو پاکدامن بناؤ۔ نبی ﷺ نے جو آ کر محنت فرمائی لوگوں کو آ کر شرک سے بچا کر توحید کا راستہ بتایا۔ کفر سے ہٹا کر اسلام کا راستہ بتایا۔ ناپاک اور گندے راستہ سے ہٹا کر پاک راستہ دکھایا۔ پیغمبر کی محنت سے زنا مشکل ہو گیا اور نکاح آسان آج پھر باطل نے محنت کر کے زنا کو آسان اور نکاح کو مشکل کر دیا۔

نکاح کرنے سے پہلے لڑکی والے بھی سوچتے ہیں اور لڑکے والے بھی سوچتے ہیں کہ اتنا خرچ ہے۔ اب غریب آدمی نکاح کے لیے بھیک مانگتا ہے۔ زکوٰۃ مانگتا ہے لوگوں کے در در پر جاتا ہے کہ جی میں نے بچی کا نکاح کرنا ہے۔ میں نے بچے کا نکاح کرنا ہے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ان چیزوں کو ہم نے اپنے معاشرے کا حصہ بنا کر برائی کو جنم دے دیا کہ زنا کرنے والے کے لیے زنا آسان ہے اور نکاح کرنے والے کے لیے نکاح مشکل ہے۔

کتنی حیرانگی کی بات ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ کے سارے صحابہ قریب تھے مگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت قریب تھے ان میں ایک حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے دولہوں کی خاص خوشبو لگائی ہوئی تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! کیا تم نے نکاح کیا ہے؟

کہا جی ہاں اللہ کے رسول! کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر کے بدلے میں نکاح کیا ہے۔ کیا مطلب مجلس نکاح میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں بلایا تھا؟ انہوں نے اس کو دین سمجھا ہوا تھا۔ نماز پڑھنا دین ہے، روزہ رکھنا دین ہے، حج کرنا، زکوٰۃ دینا دین ہے اس طرح نکاح کرنا بھی دین ہے۔ نبی علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ نے کہا بروقت جو حاضرین موجود تھے ان کو گواہ بنا کر نکاح کردیا۔ کیا ہم کہہ سکتے کہ عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ کے دل میں اللہ کے رسول کی محبت نہیں تھی۔ (العیاذ باللہ) نہیں۔ بلکہ یہ وہ واحد صحابی رسول ہیں جن کے پیچھے اللہ کے نبی ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی پڑھی ہے بیماری میں، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود پیچھے ہو جاتے۔ نبی علیہ السلام کو آگے کر دیتے تھے۔ یہ تو آگے کھڑے رہے۔ نبی علیہ السلام پیچھے صف میں آ کر شامل ہوئے تھے تو حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ السلام کے امام رہے ہیں۔ لیکن نکاح میں جو پابندیاں ہم نے لگائی ہیں جو لوازمات لگائے ہیں یہ وہ نہیں کرتے تھے۔ دین خاص تھا انہوں نے نبی علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کیا۔

پھر نبی علیہ السلام کے دوست کیسے تھے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اولم ولو بشاة

عبدالرحمٰن ولیمہ کر دیا جائے ایک بکری ہی کیوں نہ ذبح کر دو تاجر آدمی ہو آپ کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے ولیمہ کھلاؤ۔ وہ اتنے بے تکلف تھے۔

عزیز دوستو!

اسلام نے عفت اور پاکدامنی کو مومن کے ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا ہے۔ مومن پاک دامن ہوتا ہے مومن عفیف ہوتا ہے مومن اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے اسلام نے اللہ تعالیٰ نے جب حکم دیا تو سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ نگاہوں کو جھکاؤ حافظ ابن قیمؒ بہت بڑے عالم گزرے ہیں انہوں نے اس کی تفصیل

میں بڑی عجیب بات کہی ہے۔

اول نظرة ثم حسرة ثم خطوة ثم خطيئة

پہلے نگاہ اٹھتی ہے پھر دل میں خیال آتا ہے پھر قدم چلتے ہیں پھر گناہ ہوتا ہے۔

جس نے نگاہ کو جھکا لیا خیالات کو پاک کر لیا اپنے آپ پر قابو پالیا وہ برائی سے بچ گیا یعنی برائی کے خیالات سے بھی بچو اور برائی کے تصورات سے بھی ہم بچیں اس لیے نبی علیہ السلام کی دعاؤں میں ہے:

اللهم طهر قلبي من النفاق

اے اللہ میرے دل کو منافقت سے پاک کر دیں۔

خالص ایمان ہو یہ نہ ہو کہ ایمان کے ساتھ گناہوں پہ بھی نظر ہو ایسا نہ کریں بلکہ اپنے دل اور دماغ کے خیالات اور تصورات کو بھی برائی سے بچائیں۔ جب ان دونوں کو پاک رکھو گے تو تم برائی کی طرف نہیں جاؤ گے بلکہ اس سے بچ جاؤ گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نگاہوں کی حفاظت کرو۔ حدیث میں ارشاد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر جو بد نگاہی کرتا ہے اس لیے اپنی نگاہوں کی حفاظت کرو تاکہ ہماری شرم گاہ کی حفاظت ہو تاکہ ہمارا دامن پاک ہو ہماری نسل اور ہماری اولاد پاک ہو یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

نماز کی فرضیت و فوائد

نماز کی فرضیت وفوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

ترجمہ: اے نبی! تلاوت کیجئے جو آپ پر کتاب وحی کی گئی اور نماز قائم کریں، بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری باتوں سے، اور تحقیق اللہ تعالی کا ذکر بڑے فائدے کی چیز ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

نماز دین کا بنیادی رکن:

محترم بزرگو اور دوستو!

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱-سب سے پہلی چیز کلمہ شہادت ہے یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ پاک اپنے خدائی میں اکیلا ہے اور جناب محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۲-دوسرے نمبر پر نماز ادا کرنا۔

۳-تیسرے نمبر پر زکوٰۃ ادا کرنا۔

۴-چوتھے نمبر پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

۵-اور پانچویں نمبر پر حج بیت اللہ کرنا۔

ان پانچوں کو ارکان اسلام کہا جاتا ہے'

انہی ارکان میں سے ایک رکن نماز کا قائم کرنا ہے۔

اللہ رب العزت نے ہر مسلمان بالغ مرد اور عورت پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔

ایک حدیث مبارک میں آتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ اور ان نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادے۔

اور جو ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔ تو اللہ کا کوئی عہد اس کے لیے نہیں ہے چاہے تو اس کے ایمان کی بدولت اسے بخش دے۔ اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کردے۔

حضور اکرم ﷺ نے خود بھی ہمیشہ نماز کا بہت اہتمام فرمایا ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی نمازوں کا اہتمام فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے بہت سی احادیث میں ان نمازوں کی ترغیب بیان فرمائی ہے:

ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ ان پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک گہری نہر بہہ رہی ہے اور روزانہ اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کیا جائے، جس طرح وہ انسان جو اس نہر میں روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہے اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں

رہتی ہے۔ ٹھیک اس طرح جو شخص پانچ مرتبہ دن و رات میں نماز پڑھتا ہے اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔ اس کی صفائی ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

اور جو نمازوں میں کوتاہی کرتا ہے اس کے گناہوں میں اضافہ ہونا شروع ہوجاتا ہے، نماز ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہ سے روکتی ہے۔ اس کے گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ نماز ہے۔ اور اگر نماز کو چھوڑ دیا، تو اس کا نتیجہ کتنا خطرناک ہے۔؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کفر کے قریب ہوگیا۔

نماز پڑھنے سے نس نس میں اچھی عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایمان والوں کی صفت پیدا ہوتی ہیں اور نماز کے ترک کرنے سے اس میں کافروں والی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، اسلام میں ایمان اور توحید کے بعد سب سے زیادہ جس عمل پر اور جس عبادت پر زور دیا گیا ہے، وہ نماز ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

نماز قائم کرو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو متقی کہا گیا ہے جو نماز قائم کرتے ہیں۔

گویا کہ نماز نشانی ہے تقویٰ کی، نماز ہی سے فیصلہ ہوگا کہ کون شخص متقی ہے اور کون شخص متقی نہیں ہے۔ اس لیے متقی بننے کے لیے ضروری ہے کہ دن رات میں جو پانچ نمازیں ہم پر فرض کی گئی ہیں۔ ہم ان پانچوں نمازوں کو ادا کرنے والے ہوں، ان کی پابندی کرنے والے ہوں۔

اہمیت نماز:

نمازوں کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے لگائیں کہ روزہ بھی فرض ہے، حج بھی فرض ہے، جو کر سکتا ہو۔ زکوٰۃ بھی فرض ہے مالداروں پر، فرض ہونے میں یہ سب برابر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے سال میں ایک مہینہ روزہ فرض کیا ہے۔ پورا سال نہیں۔ اور زکوٰۃ مال داروں پر فرض کی ہے، غریبوں پر نہیں کی ہے۔ حج اس شخص پر فرض کیا ہے جو وہاں جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن نماز ایسی عبادت ہے کہ سال کے ہر دن فرض امیر ہو یا غریب سب پر فرض ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصی عبادت ہے کہ اس میں سب کے سب شریک ہیں۔

پھر نماز کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگائیں کہ ایک شخص حالت سفر میں ہے یا بیماری کی حالت میں ہے۔ اور رمضان کا مہینہ آ گیا تو شریعت اس کو اجازت دیتی ہے کہ اس بیماری اور سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا چاہو تو نہ رکھو، بعد میں رکھ لینا۔

ذرا سوچیے! رمضان کا مہینہ سال میں ایک مرتبہ آتا ہے، اور نمازیں روزانہ ہم پڑھتے ہیں، لیکن اہمیت نماز کی اتنی زیادہ ہے کہ اگر وہی شخص حالت سفر میں ہے تو یہ حکم نہیں کہ نماز پڑھنا چھوڑ دو، بعد میں پڑھ لینا، نماز تو پڑھنی پڑھے گی، ہم چار رکعات کے بجائے دو رکعات کردیں گے مگر پڑھنا ضرور ہے، کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو

بیٹھ کر پڑھیں مگر پڑھنا ضروری ہے۔

رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتے تو اشارے سے تھوڑا سا سر جھکالیں رکوع کیلئے اور پھر تھوڑا سا سجدے کے لیے جھکالیں، مگر پڑھنی ضرور ہے۔

روزے کے بارے میں فرمایا، بیمار ہو گئے تو بعد میں رکھ لیں۔

لیکن نماز کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حالت سفر میں ہم دو رکعات کر دیں گے بیمار ہیں بیٹھ جائیں، رکوع سجدہ نہیں کر سکتے اشارے سے پڑھیں۔ پڑھنا ضرور ہے چھوڑنی نہیں ہے، یہاں تک کہ جنگ کی حالت ہو دشمن سے مقابلہ ہو رہا ہو، کس وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے، دشمن کا پلہ بھاری ہو سکتا ہے۔ اس حالت جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان نماز ادا کریں، یہ نہیں کہ بعد میں پڑھو۔ حالت جنگ میں بھی اللہ کا حکم ہے نماز ادا کرو۔ اور جماعت کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کا طریقہ ہی بدلنا پڑے بدل دو، اس سے اندازہ لگایئے کہ نماز کتنی اہم عبادت ہے اور آج ہم اطمینان کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی نماز نہیں پڑھتے۔

نماز کی فرضیت عرش پر.....!

آپ اندازہ لگایئے اس بات سے کہ جتنے بھی احکامات حضور اکرم ﷺ پر آئے ہیں، سب حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر زمین پر اترے ہیں۔

روزے کا حکم آیا زمین پر، زکوٰۃ کا حکم آیا زمین پر، حج کا حکم آیا نبی ﷺ زمین پر ہیں، جتنی بھی عبادات ہیں، جتنے بھی احکامات ہیں، وہ سب زمین پر اترے ہیں، معراج کی رات حضور اکرم ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جنت کی سیر کرائی، جہنم ان کو دکھائی۔ اس معراج کے موقعے پر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر رسول کریم ﷺ کو نماز کا تحفہ عطا کیا، ساری عبادتیں زمین پر اتریں، نماز وہ عظیم عبادت ہے کہ زمین والے پیغمبر کو آسمانوں کے اوپر بلا کر اللہ تعالیٰ نے نماز عطا

کی۔

ساری عبادتیں (تحفے) تو فرش پر عطاء فرمائے۔ لیکن نماز کی باری آتی ہے تو یہ تحفہ آپ کو عرش پر بلا کر عطا فرمایا گیا، گویا کہ نماز ایک عرشی تحفہ ہے۔ یہ نماز تو مسلمان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔

آسمان پر تحفہ دینے کی حکمت:

اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جس طرح حضور ﷺ جسمانی طور پر معراج کی رات میں زمین سے آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے گئے تھے۔

اے مسلمانو! تمہیں نماز کی صورت میں وہ عظیم تحفہ عطا کیا ہے کہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہو، زمین پر نماز پڑھنا شروع کردو، اللہ تعالیٰ سے تمہاری روحانی ملاقات شروع ہو جائے گی۔

یہ مسلمانوں کی معراج ہے۔ نماز مسلمان کی معراج ہے جو مسلمان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کراتی ہے، دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے، کہ پانچ مرتبہ آؤ ہم سے ملاقات کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک۔

اس آیت میں چاروں نمازیں آگئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ظہر کی نماز پڑھو، عصر کی نماز پڑھو، مغرب کی نماز پڑھو، عشاء کی نماز پڑھو۔ اور جب صبح کی نماز میں قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اس قرآن کو سننے آؤ۔

صبح کی نماز کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا وَقُرْآنَ الْفَجْرِ اس لیے کہ صبح کی نماز میں قرآن زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

کی۔

ساری عبادتیں (تحفے) تو فرش پر عطا فرمائے۔ لیکن نماز کی باری آتی ہے تو یہ تحفہ آپ کو عرش پر بلا کر عطا فرمایا گیا، گویا کہ نماز ایک عرشی تحفہ ہے۔ یہ نماز تو مسلمان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔

آسمان پر تحفہ دینے کی حکمت:

اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جس طرح حضور ﷺ جسمانی طور پر معراج کی رات میں زمین سے آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے گئے تھے۔

اے مسلمانو! تمہیں نماز کی صورت میں وہ عظیم تحفہ عطا کیا ہے کہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہو، زمین پر نماز پڑھنا شروع کردو، اللہ تعالیٰ سے تمہاری روحانی ملاقات شروع ہو جائے گی۔

یہ مسلمانوں کی معراج ہے۔ نماز مسلمان کی معراج ہے جو مسلمان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کراتی ہے، دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے، کہ پانچ مرتبہ آؤ ہم سے ملاقات کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک۔

اس آیت میں چاروں نمازیں آگئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ظہر کی نماز پڑھو، عصر کی نماز پڑھو، مغرب کی نماز پڑھو، عشاء کی نماز پڑھو۔ اور جب صبح کی نماز میں قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اس قرآن کو سننے آؤ۔

صبح کی نماز کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فرمایا وَقُرْآنَ الْفَجْرِ اس لیے کہ صبح کی نماز میں قرآن زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صبح کا یہ وقت اتنا مبارک ہے کہ جب امام صبح کی نماز شروع کرتا ہے اس میں لمبی لمبی سورتیں قرآن کی پڑھتا ہے۔ تو جو فرشتے رات کو ڈیوٹی کرنے آتے ہیں۔ وہ سارے فرشتے مسجد میں جمع ہو کر قرآن کو سننے آتے ہیں۔

روزانہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی یہ اعلان کرتا ہے حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح، نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ۔

سارے کام چھوڑ کر نماز کے لیے آئیں۔ مسجد میں جمع ہو جائیں (یہ ہے مسلمان کا کام)۔

ایمان والے کون.....؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مسلمان وہ ہے، ایمان والے وہ ہیں جو تجارت کرتے ہیں کاروبار کرتے ہیں، لیکن جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے، اذان دی جاتی ہے، تو سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے گھر میں آجاتے ہیں۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ

اللہ کے نیک بندے وہ ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں "رِجَالٌ" وہ مرد ہیں۔ حقیقت میں وہی مرد ہیں کہ ان کی تجارت ان کا کاروبار ان کی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے انہیں غافل نہیں کرتی ہے۔ زکوۃ کے ادا کرنے سے یہ غافل نہیں رہتے۔ یہ اللہ کے نیک بندوں کی پہچان ہے۔

نماز: شعائر اللہ

آپ اس عظیم فریضہ نماز میں غور فرمایئے اس پوری نماز میں جہاں اور بہت سارے فوائد ہیں وہاں ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ اجتماعی کام ہے، اس سے شعائر اسلام کا

ظہور ہوتا ہے۔

- آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہر جماعت کی اپنی اپنی نشانیاں ہوتی ہیں۔

ہر مذہب اور ملّت کا اپنا اپنا شعار رہتا ہے جس سے ان کی پہچان ہوتی ہے اسلام کا شعار نماز ہے۔

اسلام کے جہاں اور بہت سارے شعائر ہیں ان میں سے ایک شعار ایک علامت اور ایک نشانی نماز ہے۔ دنیا والوں پر نماز کے ذریعے مسلمانوں کی اجتماعیت ظاہر ہوتی ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی علامت ہے۔ اس سے اسلام کی شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔

غور فرمایئے! کہ اگر ایک علاقے میں دس ہزار مسلمان رہتے ہیں اور وہ دس ہزار اپنے اپنے گھروں میں الگ الگ نماز پڑھتے ہوں۔ تو اسلام کے اس شعار کا اظہار ہوگا؟ اسلام کی علامت کا ظہور نہیں ہوگا۔ اگر یہی دس ہزار آدمی ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھ لیں تو اسلام کا کتنا نام روشن ہوگا۔ اس نماز کے ذریعے سے مسلمانوں کی اجتماعیت کا پتہ چلے گا۔ غیر مسلموں پر یہ ظاہر ہوگا کہ اسلام اور مسلمانوں کا مذہب بڑا مذہب ہے، مسلمانوں میں بڑا اتحاد اور اتفاق ہے۔

ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں ایک ساتھ رکوع کرتے ہیں ایک ساتھ بیٹھتے ہیں ان میں آپس میں بڑا اتحاد و اتفاق ہے۔

اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں مسلمانوں میں اجتماعیت پیدا ہوتی ہے ربط پیدا ہوتا ہے، تعلق پیدا ہوتا ہے، الفت محبت پیدا ہوتی ہے، انفرادی نماز سے آپس میں وہ تعلق اور محبتیں پیدا نہیں ہو سکتیں جو اجتماعی نماز سے جماعت کی نماز سے پیدا ہوتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ

"جو لوگ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں بلا عذر، میرا دل چاہتا ہے کہ ان

کے گھروں کو جلادوں"۔

اللہ اکبر! یہ کون فرمارہا ہے؟ وہ نبی جو رحمۃ للعالمین ہے، وہ نبی جن کا لقب رؤف رحیم ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کی نماز کی اہمیت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا پکا اور سچا مسلمان بنائے، ہمیں اور ہماری اولادوں کو پکا سچا نمازی بنائے۔ اور نمازوں کے جو فوائد ہیں اللہ تعالیٰ وہ سارے ہمیں سمیٹنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ حقیقی معنوں میں اپنی رضا اور خوشنودی ہمیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آزمائشوں سے کیسے بچیں؟

آزمائشوں سے کیسے بچیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (سورۂ تغابن)

اے لوگو! بے شک تمہارے مال ومویشی اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش اور امتحان ہیں اور (اگر تم امتحان میں کامیاب رہے تو) اللہ کے بڑا اجر ہے۔

دنیا دارالامتحان:

محترم دوستو!

اس وقت دنیا کے حالات آزمائشی قسم کے ہیں۔ پرفتن دور ہے۔ ہر آدمی اپنی جگہ کسی نہ کسی مسئلے میں الجھا ہوا ہے۔ فتنوں اور آزمائشوں کے اس دور میں ہر مسلمان ہر ذی عقل اور ذی شعور آدمی اس بات کا طلبگار ہے کہ ان فتنوں سے نکلنے کے لیے راہ

ملے۔ ہر مومن مسلمان چاہتا ہے کہ ان فتنوں، آزمائشوں اور مسائل سے ہر مسلمان بھی بچ جائے اور میں بھی بچ جاؤں۔ ان فتنوں سے نکلنے کی راہ اور آزمائشوں سے بچنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے اور اس سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن کریم سے مسائل کا حل نکالنا یہ کام ہر آدمی کے بس کا نہیں ہے۔ ہم قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور پھر اس کے بعد مستند عالم دین کی لکھی ہوئی تفسیر پڑھ کر کچھ نصیحت حاصل کر لیں گے۔ دس میں تقویٰ، پرہیزگاری، خوف خدا اور فکر آخرت تو پیدا ہو جائے گی۔

لیکن اس سے ہم اپنے لیے راہ متعین کریں اور اس سے مسائل کا حل نکالیں۔ یہ ہم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک رسالے میں حضرت مولانا یوسف بنوری رحمہ اللہ کا تقریباً تیس برس پہلے کا مضمون ہے۔ اس وقت کچھ لوگوں نے خطوط بھیجے تھے کہ حضرت اس وقت ہم بڑے بڑے فتنوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ آپ کچھ رہنمائی فرمائیں۔ ہم ان حالات میں کیا کریں۔

ہر کام میں مشورہ ضرور کریں

حضرت بنوریؒ نے قرآن وسنت کی روشنی میں یہ پانچ تجویز پیش کیں

۱۔ شوریٰ کا نظام قائم کرو۔

خواہ آپ کوئی دینی کام کرنا چاہتے ہیں یا سیاسی، آپ کوئی سماجی کام کرنا چاہتے ہیں یا قوم اور برادری کے لیے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی شوریٰ قائم کرو۔ جس میں نیک اور صالح لوگ موجود ہوں۔ اس بات کا حکم اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم میں بھی دیا ہے: ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' آپ معاملات میں ان صحابہ سے مشورہ کیجیے۔

حالانکہ ہم دیکھیں تو رسول اللہ ﷺ کو مشورہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں، آپ کا

تعلق تو اللہ تعالیٰ سے براہ راست تھا، صاحب وحی تھے، آپ کی راہنمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو رہی تھی۔ لیکن چونکہ آپ مقتدا تھے اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے رہنما تھے۔ اسی بناء پر آپ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ قیامت تک آنے والے تمام انسان اس طریقے پر چلیں۔ اور دنیا کے نظام کو صحیح طریقے سے چلا سکیں۔

مشورہ کس سے لیا جائے؟

اور جس سے مشورہ کیا جائے اس کے اندر ان صفات کا ہونا ضروری ہے: وہ نیک ہو، تجربہ کار ہو، عقلمند ہو، خیر خواہ ہو، مومن مسلمان ہو، اگر وہ خیر خواہ نہیں تو عاقل ہونے کے باوجود آپ کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ نیز اس کام میں آدمی کی اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ جہاں آدمی کی اپنی غرض ہوتی ہے، وہاں آدمی کمزور ہوتا ہے۔ یہ پہلا کام ہے۔

مزاج میں اعتدال پسندی پیدا کریں

اپنے مزاج میں اعتدال پسندی پیدا کریں۔ انتہاء پسندی اسلام میں نہیں ہے۔ ”فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا“ یہ دین فطرت ہے۔ یہ انسانی مزاج اور فطرت کے مطابق ہے۔ وہ فطرت جو سلیم کہلاتی ہے۔ آپ نے مشورہ کیا کہ دس آدمیوں نے یہ کام کرنا ہے۔ ایسا کیا ہوگا۔ دو گروپ بن گئے۔ پانچ آدمی ایک طرف اور پانچ آدمی دوسری طرف۔ اب پانچ آدمی کہیں گے کہ ہم یہ کام یوں کریں گے اور پانچ کہیں گے کہ نہیں یوں کرنا ہے۔ اب اعتدال یہ ہے کہ آپ ان کو برا نہ کہیں بلکہ ان کو سمجھائیں کہ ہماری سمجھ میں تو یوں آرہی ہے کہ بات اس طرح صحیح ہے۔ ہماری یہ بات ہمیں صحیح لگ رہی ہے ہوسکتا ہے غلط ہو، اور ان کی بات غلط نظر آرہی ہے ہوسکتا ہے صحیح ہو۔ اپنے اندر اعتدال پیدا کرو آج ہمارے مزاجوں میں اعتدال نہیں ہے،

تھوڑی سی بات مزاج کے خلاف برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کو روئے زمین سے نکال دیں یا بالکل ہی ختم کر دیں۔

شکایات اور پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں

حضرت ہنوریؒ نے جو تجاویز بیان فرمائیں ان میں سے تیسری یہ تھی کہ اپنے آپ کو شکایت سے بچاؤ، چونکہ آج کل جو دور چل رہا ہے اس میں پروپیگنڈہ بہت ہوتا ہے۔ اور سنی سنائی باتوں سے متاثر ہو کر غصے میں آ کر بسا اوقات انسان ایسا فیصلہ کر بیٹھتا ہے جس سے بعد میں پچھتاتا ہے، اس لیے سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کیا کرو۔ آج کل مزاج بن چکا ہے کہ آپس میں لڑانے کے لیے ایک کی بات دوسرے سے کہی، دوسرے کی تیسرے کو کہی، تاکہ اس طرح لوگ لڑتے رہیں۔

اسی طرح بہت سارے سننے والے بات صحیح طرح نہیں سن پاتے یا سن کر درست مطلب سمجھ نہیں سکتے اور آگے ذکر کر دیتے ہیں۔

سنن ابوداؤد شریف میں رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

''عنقریب تم بڑے فتنے اور آزمائش والا زمانہ دیکھو گے، اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے، چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔''

یعنی جتنا بچ سکتے ہو، جتنا اپنا دامن بچا سکتے ہو، بچاؤ۔ اس لیے سنی سنائی باتوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے اور نہ جوش میں آنا چاہیے، پہلے اس کی تحقیق کی جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی آئے اور تمہیں کوئی بات بتائے تو پہلے اس کی تفتیش کرو۔ کہیں تم ایک قوم کے ساتھ کاروائی

الجھانے میں نہ کر بیٹھو پھر تم اپنے کیے پر پشیمان ہو گے۔

اوہ! ہم نے یہ کیا کردیا، آج کے لوگ تو بھائیوں کو معاف نہیں کرتے، آج کے لوگوں کا مزاج بن گیا ہے کہ باتیں لگا کر لڑائی کرواتے ہیں، حضرت جزریؒ نے فرمایا: ان پروپیگنڈوں، ور شکایات سے متاثر نہ ہونا۔

اکرام مسلم اور احترام مسلم ہاتھ سے نہ چھوٹے

حضرت نے چوتھی تجویز یہ ذکر فرمائی کہ اکرام مسلم اور احترام مسلم کا خیال رکھا جائے۔ ہر مومن، کلمہ گو بڑا قابل احترام ہے، آپس کے اختلافات کی وجہ سے اس کے احترام میں کمی نہیں آنی چاہئے، اس کا آپ سے اختلاف ہے لیکن اس نے کلمے سے تو انکار نہیں کیا، مسلمان تو ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ایسے ہیں جن کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے، یعنی جس نے ان کی تعظیم نہیں کی اس نے اللہ کی تعظیم نہیں کی۔

پہلا آدمی: مسلمان بوڑھا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی زندگی دی اور اس نے ایمان پر گذاردی، اس کے بال ایمان پر سفید ہو گئے، ڈاڑھی کے بال بھی سفید ہو گئے اور اگر اس نے سفید ہونے کے باوجود بال منڈوائے تو بہت بڑا ظلم ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بہت قابل قدر ہے، اپنے آپ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے، نانا، دادا کہلاتا ہے، وہ اب بھی پیغمبر کی سنت کی بے حرمتی کرتا ہے، اللہ کے نبی نے تو اس کی اتنی تعظیم کی اور وہ نبی کی سنت کی تعظیم نہیں کرتا، اس کا کیا ہو گا۔

دوسرا آدمی: حامل قرآن ہے، جس کے سینے میں اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے، اہل علم، علماء امت کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، ان کی بے اکرامی اللہ کی بے اکرامی ہے، اور آج بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے اندر من جملہ اور خرابیوں کے

ایک خرابی یہ بھی ہے کہ ہم اپنوں میں خرابیاں ڈھونڈتے ہیں اور غیروں کے بارے میں چشم پوشی اور تسامح سے کام لیتے ہیں، حالانکہ چشم پوشی اپنوں کے بارے میں کرنی چاہیے، انسان اپنوں کے عیوب چھپاتا ہے اور اسے سمجھاتا ہے کہ دیکھو بیٹا ایسا نہ کرو، اور آج ہمارے لوگوں کا یہ حال ہے کہ کہتے ہیں کہ مولوی تو صرف فتوے دیتے رہتے ہیں، معاشرے میں ان کا کیا کام ہے؟ اگر آج علماء نہ ہوتے تو شاید ہمیں کوئی کلمہ پڑھانے والا بھی نہ ملتا۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ علماء ہی تو تھے، جنہوں نے امت کے سامنے پیغمبر کی ساری زندگی رکھ دی اور خود روکھی سوکھی کھا کر گذارا کیا۔ اللہ تعالیٰ کا دین بچانے والے اور اپنی جانیں قربان کرنے والے بھی علماء امت ہیں۔ جو لوگوں کی باتیں سن کر بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں، اسی لیے علماء کا احترام بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے۔

تیسرا آدمی: وہ عادل حکمران ہے جو عدل اور انصاف کے ساتھ حکومت کرتا ہے، اس کا احترام اللہ کے احترام کا حصہ ہے۔

بات چل رہی تھی حضرت بنوریؒ کی کہ انہوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کا احترام اور ایک دوسرے کا ادب کیا کرو ایک دوسرے سے پیار و محبت سے پیش آیا کرو۔ اگر دو آدمیوں میں اختلاف ہے تو اس سے ان کا ایمانی احترام ختم نہیں ہونا چاہیے۔

استخارہ ضرور کریں:

بسا اوقات جب فتنے آتے ہیں، تو یہ اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ انسان ٹوٹنے لگتا ہے، پھر سے کوئی آدمی بھی مشورہ کرنے کے لیے نہیں نظر آتا، کس سے پوچھے؟ کیا پوچھے؟ جس طرف نظر اٹھاتا ہے اسے دھوکہ اور فراڈ، خودغرضی نظر آتی ہے، اس صورتحال کے لیے حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ پھر استخارہ کرو۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

ما خاب من استخار و ماندم من استشار

کبھی ناکام نہیں ہوگا وہ آدمی جو استخارہ کر کے اپنا کام شروع کرے۔

اگر آپ کام کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی سمجھ میں نہیں آرہا تو استخارہ کریں۔ استخارے کی اس وقت بہت سی صورتیں رائج ہیں، کوئی کوئی طریقہ اپناتا ہے تو کوئی دوسرا طریقہ بتاتا ہے۔ بزرگوں کے طریقے ہیں۔ لیکن ان میں بہترین طریقہ وہ ہے جو سید المرسلین ﷺ سے منقول ہے۔ آپ کے مشکوٰۃ نبوت سے ملا ہے۔ اس سے زیادہ باا ثر استخارہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور وہ دعا حدیث میں آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ہمیں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی ایک سورت سکھاتے تھے۔ بڑے اہتمام سے ہمیں استخارہ سکھاتے تھے۔ استخارہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعات پڑھے اور پھر دعائے استخارہ پڑھے اور پھر اللہ کا نام لے کر اپنا کام شروع کردے۔

استخارہ کا مطلب اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا ہے، اور اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا ہے۔ اور جب انسان استخارہ کرتا ہے تو اس کے ذہن سے وہ بوجھ نکل جاتا ہے اور انسان اس تبدیلی کو محسوس بھی کرتا ہے۔

یہ نبی ﷺ کا بیان کردہ طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بھیجا ہی اس لیے تھا کہ انسان راہ راست پر آجائے اور پریشانیوں سے محفوظ ہوجائے۔ اس دعا کو ہر ساتھی سیکھنے کا اہتمام کرے۔

آج دنیا کی ہر چیز، ہر طریقے اور ہر کام کو ہم سیکھ لیتے ہیں، کمپیوٹر سیکھنے کے لیے کتنے کوچنگ سینٹر جاتے ہیں۔ بچہ بچہ یہ کہتا ہے کہ مجھے کمپیوٹر لینگویج آجائے۔ میں دنیا سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔ اور یہ استخارے کی دعا دو دن میں یاد ہوجاتی ہے۔

اور ہر کام میں استخارہ کریں، ہر چھوٹا، بڑا بالغ انسان مسائل کا شکار ہے۔ نوجوان بچوں کے اپنے مسائل ہیں، بڑوں کے اپنے مسائل ہیں، عورتوں کے اپنے مسائل

ہیں، ہر آدمی اپنے مسئلے کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرے۔

ایک صحابی غالباً عروہ بن زبیرؓ ہیں، وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک نوجوان آیا۔ اس نے جلدی سے نماز پڑھی اور وہ جلدی سے دعا کر کے چلا گیا، انہوں نے اس کو بلایا اور کہا جوان بہت جلدی سے نماز پڑھی ہے، اور پھر انہوں نے فرمایا، جب میں نماز پڑھتا ہوں تو بڑے آرام سے پڑھتا ہوں، خوب اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں، اور میں تو ہر ہر چیز اللہ سے مانگتا ہوں یہاں تک کہ نمک بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔

ہم نے بھی ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنی ہے، تمام سعادت میں خیر دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، لہٰذا ہر عاقل، بالغ استخارہ کی اس دعا کو یاد رکھیں اور اور اپنی عادت اور مزاج بنائیں کہ جب بھی ضرورت پڑے، کوئی اہم کام درپیش ہو تو اللہ کی طرف رجوع کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .

استخارے کے فائدے

استخارے کے فائدے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَانَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ

میرے محترم دوستو بزرگو!

انسان جب دنیا میں زندگی گزارتا ہے تو اس دنیا میں اس کے سامنے مختلف مراحل آتے ہیں۔ بعض مراحل میں اور بعض مسائل میں انسان اُلجھ جاتا ہے۔ اور فیصلہ نہیں کر پاتا کہ میں کیا کروں۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کے لئے دو طریقے ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلا طریقہ: اس کو استخارہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو استشارہ یا

مشورہ کہتے ہیں۔ اجتماعی معاملہ ہو تو اس کے لیے ہمیں مشورہ کا راستہ بتایا گیا ہے۔ اور اگر انفرادی معاملہ ہو جو ہم کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ اس کے لیے ہمیں استخارہ کا راستہ بتایا ہے۔

استخارہ کا مطلب:

استخارہ کا معنی کیا ہے۔ سب سے پہلی بات لفظ استخارہ، اس کے معنی ہیں طلب الخیر، خیر کو چاہنا، بھلائی کو چاہنا، بھلائی کو طلب کرنا، یہ استخارہ کا معنی ہے۔ چنانچہ استخارہ کے ذریعہ سے بندہ اپنے اللہ سے اپنے معاملہ میں خیر کو طلب کرتا ہے۔ اور اپنے ذہنی خلجان کو دور کرتا ہے۔ میں کاروبار کرتا ہوں کوئی چیز خریدتا ہوں۔ یا شادی کرتا ہوں۔ دل پریشان ہے کہ معاملہ کیسا رہے گا، تو اب اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرتا ہوں کہ اے اللہ جو کام میں کرنا چاہتا ہوں، اگر اس میں خیر ہے تو مجھے توفیق دیدے، اور اگر خیر نہیں ہے تو مجھے اس کام سے روک دے۔

استخارہ کے فائدے کیا ہیں؟

پہلا فائدہ۔ جب آپ اپنے کسی معاملہ میں استخارہ کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے ہیں، دعا کرتے ہیں، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ، اللہ میں آپ سے خیر طلب کرتا ہوں آپ کے علم کے موافق، آپ کا علم کامل ہے۔ تو استخارہ کے ذریعہ سے بندہ اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور انابت الی اللہ اس کو حاصل ہو جاتی ہے جو بڑی سعادت ہے کہ ایک دنیا کا کام ہے، یک کاروباری معاملہ ہے لیکن اس میں بندے نے اپنا رُخ اللہ کی طرف کر دیا۔ کچھ خرید رہا ہے، دکان کر رہا ہے، شادی کر رہا ہے، کوئی سفر کرنا چاہتا ہے، لیکن اللہ کی طرف متوجہ ہے۔ یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کو شامل کر رہا ہے۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے۔

دوسرا فائدہ۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ استخارہ کرنا مسنون ہے۔ یہ جناب نبی کریم

ﷺ کا سنت طریقہ ہے۔ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ کی تعلیم یوں دیتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیتے ہوں۔ استخارہ پیغمبر ﷺ کا سنت طریقہ ہے۔ جب بندہ اپنے معاملہ میں اس سنت طریقے کو زندہ کرتا ہے تو انسان کا دنیاوی معاملہ بھی عبادت کا حصہ بن جاتا ہے، اس لیے کہ اس نے اپنے اس معاملہ کو نبی علیہ السلام کے طریقے کے مطابق کیا۔ سنت کا ثواب بھی ملتا ہے۔

تیسرا فائدہ: جب بندہ استخارہ کرتا ہے تو بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کو خیر کا وعدہ ہے۔ یک ہے کہ اس کام میں کامیابی حاصل کرنا، کامیابی نہیں بلکہ تمہیں خیر ملے گی۔ خواہ دینی کامیابی ہو، خواہ دنیاوی کامیابی ہو، یا آخرت کی۔

چوتھا فائدہ: انسان کا اپنا دل مطمئن ہو جاتا ہے کہ میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے، میں نے اپنے نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق استخارہ کا عمل کیا ہے۔ یہ میرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے، اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت ڈالے گا، لہٰذا انسان کا اپنا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ کام کرنے کا ہو خواہ وہ کام ترک کرنے کا ہو، دونوں طریقوں میں انسان مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور حدیث مبارکہ جو میں نے آغاز میں تلاوت کی جس میں جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ مشورہ کرنے والا کبھی پشیمان نہیں ہوتا اور استخارہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ جو استخارہ کرے گا اسے کبھی ناکامی نہیں ہوگی۔ اسے ضرور اللہ کی طرف سے خیر ہوگا۔

استخارہ کی حقیقت کیا ہے؟

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خواب میں نظر آئے گا، ایسا ہو جائے گا، فلاں ہو جائے گا، اپنے اپنے تصورات ہیں، پھر اکثر لوگ یہ کام بھی امام صاحب یا علماء پر ڈال دیتے ہیں کہ آپ استخارہ کریں۔ اور آج کل یہود کے زیر اثر میڈیا میں تو ہر ایرا غیرا استخارہ کرتا

بھرا ہوا ہے، حالانکہ استخارہ میں مسنون یہی ہے کہ انسان خود کرے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ استخارے کی تین صورتیں ہیں:

استخارہ کی تین صورتیں

پہلی صورت تو یہ ہے کہ آپ کو اچھا خواب نظر آیا، آپ نے خواب میں کوئی چیز دیکھی پھر اس کی تعبیر کے لیے علماء سے رجوع کیا جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ نے خواب میں کوئی بری چیز دیکھی، گھبراہٹ والا خواب دیکھا، کوئی آگ دیکھی، یہ آپ کے لیے اشارہ ہے کہ آپ اس کام کو نہ کریں یہ ایک طرح سے اشارہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا اشارہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کو خواب میں کچھ نظر نہیں آتا، لیکن جب آپ نے استخارہ کیا تو اس کے بعد آپ کا دل مطمئن ہو گیا، آپ کا دل فیصلہ کرتا ہے کہ یہ کام کرنا ہے۔ یہ بھی آپ کے لیے اشارہ ہے کہ آپ یہ کام کریں ورنہ کبھی ایسا ہوگا کہ آپ سو کر اٹھیں گے تو آپ کا دل گھبرایا ہوا ہوتا ہے۔ آپ کو گھبراہٹ ہو رہی ہے، آپ کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے اب یہ گھبراہٹ اور غیر یقینی کی کیفیت بھی اشارہ ہے کہ اس کام کو مت کرو۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جس کام کے لیے آپ نے استخارہ کیا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ راہیں خود بخود ہموار ہو رہی ہیں۔ آپ نے کچھ بھی نہیں دیکھا، نہ آپ کے دل کی کوئی کیفیت ہے۔ اپنے حال پر ہیں لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ جس کام کے لیے آپ نے استخارہ کیا، اس کے لیے راہیں ہموار ہو رہی ہیں۔ سمجھیں کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے خیر ہے۔ اور بسا اوقات اس کام میں رکاوٹ پڑ رہی ہے تو سمجھ جائیں کہ یہ رکاوٹ من جانب اللہ ہے، اس کام سے باز آجائیں، یہ استخارہ کی کیفیت ہے کہ کبھی خواب نظر آئے گا اور کبھی نہیں آئے گا، ویسے ہی آپ کا دل مطمئن ہوگا۔ اور کبھی کچھ نظر نہیں آئے گا لیکن آپ کے لیے راہ ہموار ہو رہی ہے یا اس میں رکاوٹ پڑ رہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ استخارہ میں خواب کا دیکھنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ کچھ نظر نہ آئے یہ بھی خیر کی علامت ہے۔ اس لیے کہ آپ نے کوئی بری چیز تو نہیں دیکھی۔ پھر استخارہ ہر بندے کو خود کرنا چاہیے۔ استخارہ کس کو کہتے ہیں یہ ایک دعا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے استخارہ کی دعا بخاری شریف میں دو مقام پر ذکر کی ہے۔ ایک جلد اوّل کتاب الصلوۃ میں، اور دوسری کتاب الدعوات میں، ایک جگہ استخارہ کی دعاؤں کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ استخارہ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ گویا استخارہ کی دو حیثیت ہیں ایک حیثیت اس میں نماز کی دو رکعت۔ اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ نماز کے بعد دعا ہے۔ اب جیسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مختلف مواقع کی مختلف دعائیں سکھائی ہیں، مسجد میں آنے کی دعا ہے، باہر جانے کی دعا ہے، کھانا کھانے کی دعا ہے، بتایئے! یہ مولوی صاحب نے پڑھنی ہے یا ہر آدمی خود پڑھے گا؟ اسی طرح جب آپ کوئی کام کرنا چاہیں تو نبی کریمؐ نے بتایا کہ آپ یہ دعا پڑھیں، استخارہ والی دعائیں پڑھیں۔

اب لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب استخارہ آپ کریں، بھئی مولوی صاحب آپ کے کام سے کیا تعلق رکھتے ہیں؟ آپ جب اپنے کام کے لیے دعا کریں گے تو آپ کی زیادہ لگن ہوگی یا مولوی صاحب کی؟ میرا کام ہوگا مجھے زیادہ لگن ہوگی۔ آپ کا کام ہوگا آپ کو زیادہ لگن ہوگی۔ آپ جس اخلاص سے دعا کر سکتے ہیں اس اخلاص سے نہ مولوی صاحب دعا کر سکتا ہے اور نہ کوئی بزرگ صاحب دعا کر سکتا ہے۔ آپ خود کریں پھر آپ احادیث کا پورا ذخیرہ تلاش کریں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو جو استخارہ بتایا تھا وہ کیا ہے؟ کوئی ایک واقعہ احادیث کی کتابوں میں موجود نہیں کہ کسی صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا ہو کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے استخارہ کریں کوئی ایک روایت آج تک نہ دیکھی ہے، نہ سنی ہے۔

حضرت تھانویؒ کا واقعہ:

حضرت تھانویؒ سے بعض لوگ کہا کرتے تھے کہ حضرت ہمارے لیے دعا کریں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ اپنے لیے تو دعا خود کرو۔ لوگ کہتے نہیں جی ہم اس لائق نہیں، ہم گناہ گار ہیں، آپ بڑے بزرگ ہیں، اللہ والے ہیں۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ تم اتنے گناہ گار لوگ ہو اور کلمہ اس زبان سے پڑھ لیتے ہو۔ اور جب دعا کا مسئلہ آتا ہے تو تم دعا نہیں کر سکتے ہو۔ ہر مسلمان کے لیے نبی ﷺ نے ایک طریقہ بتایا ہے کہ استخارہ یہ خود کرنے والا عمل ہے۔

آج کل یہ رواج بہت عام ہو رہا ہے کہ آدمی دوسرے آدمی سے استخارہ کرواتا ہے۔ ایک تو وہ مزاج آسانی والا ہو گیا ہے کہ ہم تو سوتے رہ جائیں اور امام صاحب جانے اور ان کا کام جانے۔ آپ سوتے رہیں امام صاحب کا کیا کام ہے کہ وہ آپ کے لیے جاگتے رہیں۔ استخارہ دعا ہے اور یہ دعا ہر بندہ خود کرتا ہے۔

ایک ساتھی نے بہت اچھی بات کہی کہ کل تو لوگ یہ کہیں گے کہ امام صاحب رات کو سونے کی تمام دعائیں آپ پڑھ کر ہمیں فون کر دیا کریں کہ میں نے یہ دعائیں پڑھ لی ہیں، اب آپ سب سو جائیں۔ اس طرح نہیں ہو سکتا بلکہ ہر آدمی اپنی دعا خود پڑھے گا۔ اسی طرح استخارہ بھی ہر آدمی خود کرے اس دعا کو یاد کریں اور خود پڑھیں۔ استخارہ کی نماز دو رکعت ہے۔ اب نماز کوئی کسی کی جگہ پڑھ سکتا ہے۔ فجر کی نماز پڑھ سکتا ہے؟ سارے لوگ روانہ ہو جائیں اور کہیں کہ امام صاحب اشراق آپ پڑھ لینا ہم سب کی طرف سے، ہم جا رہے ہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے، تو ٹھیک ہے کہ میں سب کی طرف سے نیت کرتا ہوں۔ بتائیں کہ کیا ہو جائے گی؟ نہیں ہوگی۔ جب نماز نہیں ہوگی تو استخارہ کیسے ہوگا۔ ہر دعا، بندہ خود پڑھتا ہے۔ استخارہ کی دعا بھی بندہ خود پڑھے۔ ہاں ٹھیک ہے نفس جواز اس کا ثابت ہے۔ بعض موقعوں پر ایسا ہوا ہے

لیکن اس کی یک عادت بنا لینا جیسے آج کل عادت بنی ہوئی ہے، ہر آدمی نے یہ عادت بنائی ہوئی ہے کہ وہ دوسرے سے استخارہ کرواتا ہے۔

اور اب تو باقاعدہ استخارہ سینٹر بنائے جارہے ہیں، ٹی وی پر بیٹھے نام نہاد دیندار کہلانے والے، دین کا مذاق اڑانے والے ایک منٹ میں اسی جگہ بیٹھے بٹھائے بغیر کچھ پڑھے آپ کو ایسے استخارہ کر کے بتائیں گے کہ گویا غیب کا علم جانتے ہیں۔ یاد رکھئے! یہ دین کا اور عبادات کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔

استخارہ کے کچھ آداب:

اور پھر استخارہ کرنے میں پہلے آدمی تھوڑا اس میں سوچے بھی، یہ نہیں کہ ہر کام میں استخارہ کررہا ہے۔ ایک چیز عقل سے سمجھ آرہی ہے کہ یہ چیز صحیح نہیں ہے۔ اس میں نقصان ہے، پھر بھی نہیں کہ جی استخارہ کرتے ہیں۔ بھائی پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ عقل بھی دی ہے کہ یہ عقل بھی استعمال کرنے کے لیے ہے اپنی عقل بھی استعمال کرو۔ اور اس سے سوچو کہ اگر وہ کام غلط ہے پھر اس میں کیا استخارہ کرنا ہے۔ اسی وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ ناجائز کام میں اور حرام کام میں استخارہ نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح جو حکم فرض اور واجب کے درجہ میں ہے اس میں بھی استخارہ نہیں ہوتا استخارہ تو مستحبات میں ہوتا ہے۔ ایک کام کا کرنا اور نہ کرنا، دونوں ہمارے لیے برابر ہیں۔ پھر ہم استخارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر کو طلب کرتے ہیں۔

استشارہ و مشورہ

جو حدیث مبارکہ میں نے آغاز میں تلاوت کی، اس کا دوسرا حصہ مشورہ کی تلقین میں ہے۔ مشورہ تو انسان آپس میں کرتے ہیں، اسی کو استشارہ کہتے ہیں، قرآن کریم میں آتا ہے:

وامرھم شوریٰ بینھم (سورۃ شوریٰ ۳۸)

ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وشاورهم فی الامر

اے نبی ﷺ آپ صحابہ کرام سے اپنے معاملات میں مشورہ لیجئے۔

علماء کرام نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ہر لحاظ سے کمل ہونے کے باوجود صحابہ کرام سے مشورہ لینے کا حکم دینا دراصل مشورہ کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث مبارکہ کے مطابق مشورہ کرنے والا نادم نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ جب نسان کسی عقلمند، متقی، عاقل، بالغ، اور خیرخواہ سے مشورہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی کی ایک کے ذریعے اس کے حق میں خیر کہلوا دیتے ہیں۔ ور مشورہ کرنے سے کسی بھی معاملے کے تمام ممکنہ صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔

اس لئے سامعین کرام! جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آئے تو ان دو طریقوں میں سے کوئی ایک ضرور اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اصلاح معاشرہ

اصلاح معاشرہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

میرے محترم دوستو بزرگو!

ہر شخص کی زبان پر یہ سوال آتا ہے کہ معاشرے میں اصلاح کے لیے مختلف جماعتیں، مختلف تنظیمیں، مختلف لوگ کام کر رہے ہیں ہر جماعت اور ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ ہمارا معاشرہ سدھر جائے، ہمارے معاشرے میں اچھائی پیدا ہو جائے، برائی ختم ہو جائے۔ جو آیت تلاوت ہوئی سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ایک سو پانچ ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی اصلاح سے متعلق بنیادی نکتہ بیان کیا ہے اور وہ بنیادی نکتہ کیا ہے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ

اے ایمان والو! اپنی فکر کرو یعنی جب تم معاشرے کی اصلاح کرنا چاہو تمہاری یہ خواہش ہو کہ لوگ سدھر جائیں، اچھائی کو اختیار کر کے برائی سے بچیں تو اس کام کو اپنی ذات سے شروع کریں، خود اچھے کام کریں اور برائیوں سے بچیں، گویا پتہ یہ چلا کہ ہم جس معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور ہم جس اصلاح کا پرچم لے کر میدان میں آتے ہیں اس میں ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جناب آپ سدھر جائیں، آپ ٹھیک ہو جائیں، آپ نیک اور صالح بن جائیں، آپ ایماندار بن جائیں اور رہا میں تو میں خود دوسروں کو جو کہہ رہا ہوں، یہ بہت ہے۔ میں خود بچ رہا ہوں یا نہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں، دوسروں کو کہتا ہے کہ حرام کاروبار مت کرو، بہت بڑا گناہ ہے۔ میں خود اگرچہ حرام کاروبار کرتا ہوں۔ غیبت مت کرو، بڑا گناہ ہے، خود غیبت کرنے بیٹھ جاؤں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیا کہتے ہیں کہ اپنی بڑائی اور دوسروں کی برائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اصلاح کی ابتداء دوسروں سے کرتے ہو اس میں بہتا ہے کہ اپنے سے کرو، دوسروں کو نیکی کی بات بتاؤ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرو، لیکن ابتداء اپنی ذات سے کرو چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ذکر ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اذا قال رجل اهلك الناس فهو اهلكهم

جب تم ایک آدمی کو سنو، جو یہ کہہ رہا ہو کہ لوگ ہلاک ہو گئے، برباد ہو گئے وہاں میں تے سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے۔

جیسے ہم کہتے ہیں کہ لوگوں میں جھوٹ آ گیا ہے۔ بڑے بے ایمان ہو گئے ہیں فرمایا یہ کہنے والا سب سے زیادہ بربادی میں ہے۔ ہر اصلاح اپنی ذات سے شروع کریں۔ حالات کو بنانے کے لیے سب سے پہلے اپنی ذات سے ابتداء کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہر نفس اور ہر انسان قابل اصلاح ہے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تشریف لائے اور جناب نبی اکرم ﷺ سے کہا: نافق حنظلة، نافق حنظلة، یا رسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! کیا بات کرتے ہو؟ تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب ہم آپ کی مجلس میں ہوتے ہیں آپ کے ارشادات اور آپ کی مبارک باتیں سنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جنت اور جہنم سامنے ہے دل کی حالت بدلی ہوئی ہے اور آخرت کی طرف رغبت بڑھی ہوئی ہے۔ اور جب ہم اپنے کاروبار میں یا گھر بار میں مگن ہو جاتے ہیں تو حالت بدل جاتی ہے یہ تو منافقت ہوگئی کہ آپ کے سامنے کی حالت اس طرح ہو اور گھریلو زندگی میں حالت بدلی ہوئی ہو، اب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کے رسول یہ سارے لوگ منافق ہوگئے انہیں صرف اپنی فکر تھی۔ ان کو اپنی اصلاح کرنا تھی، اپنی ذات کے لیے سوچتے تھے، اپنے ایمان کے لیے سوچتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کا مرتبہ انبیاء کرام کے بعد سب سے زیادہ ہے تمام مخلوق میں آپ افضل ہیں وہ کیا فرماتے تھے؟ کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا مجھے کاٹ دیا جاتا کاش میں گھاس ہوتا کہ جانور اسے کھا لیتے ایک دفعہ باغ میں جا رہے تھے ایک چڑیا کو دیکھا اور ایک ٹھنڈی سانس بھری، اور کہا کہ اے چڑیا تیرے کتنے مزے ہیں تو ادھر اُدھر اڑتی ہے کھاتی پیتی ہے اور جب مر جائے گی تو تجھ سے کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائیگا۔ کاش کہ ابوبکر کا بھی یہی حال ہوتا۔

ان حضرات کو اپنی فکر تھی کہ ہمارے ایمان کا کیا ہوگا؟ ہم اللہ رب العزت کے سامنے جائیں گے تو کیا جواب دینگے اور آج ہم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو سب سے زیادہ نیک، متقی، پرہیزگار، قانون خداوندی سے مستثنیٰ تصور کرتا ہے اور اپنے آپ

کو پیر کامل سمجھتا ہے اگر باتیں شروع ہو جائیں ہر شخص اتنی تقریر کرے گا کہ جیسے اس سے بڑا بزرگ ان میں کوئی نہیں ہے۔ ور جب ہم عمل میدان میں اترتے ہیں تو پھر کیا کہتے ہیں کہ یہ دنیا بھی ہے، برادری بھی ہے حالات بھی ایسے ہو گئے ہیں کہ کیا کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو تشریف لے جا رہے ہیں ان کا غلام اسلم بھی ان کے ساتھ تھا اور یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عمرؓ امیر المومنین ہیں، مسلمانوں کے خلیفہ ہیں ایک جگہ انہوں نے جنگل میں روشنی دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ آیا ہے چلتے ہیں ان کی خبر گیری کرتے ہیں جب وہاں گئے تو ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی اور بچے رو رہے تھے، ہانڈی میں کچھ ابل رہا تھا، حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس خاتون نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں کھانے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کیا ابال رہی ہو؟ اس خاتون نے کہا میں پانی ابال رہی ہوں تاکہ میں پانی ابالتی رہوں اور یہ بچے سو جائیں اور پھر کہنے لگی کہ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں میرا اور عمرؓ کا فیصلہ ہوگا۔ اس خاتون کو نہیں معلوم کہ یہ عمرؓ ہیں حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ کی بندی عمر کو تیری اس حالت کا کیا پتہ ہے؟ اس خاتون نے کہا جب اس کو میری حالت کی خبر نہیں تو ویسے ہی مسلمانوں کا خلیفہ بنا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ وہاں سے اٹھے، اور غلام کو ساتھ لیا، ایک بوری لی اور بیت المال سے اس میں آٹا ڈالا، کھجور ور کچھ سامان ڈال کر بوری کو خوب بھر دیا اور بھرنے کے بعد حضرت عمرؓ اپنے غلام حضرت اسلم سے کہنے لگے کہ یہ بوری میرے کندھے پر رکھ دو۔

اب غلام آقا کی پیٹھ پر بوری رکھے اور آقا بھی مسلمان خلیفہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت میں اٹھالوں گا۔ حضرت فرمانے لگے اے اسلم! قیامت کے دن بھی تو میرے بوجھ کو اٹھائے گا؟ حضرت اسلم نے بوری حضرت عمرؓ کے کندھے پر رکھ دی۔

اللہ اکبر! خلیفہ ہو تو ایسا کہ سید القوم خادمہم کا عملی مصداق بن کر حضرت عمرؓ اپنے کندھے پر بوری اٹھائے آگے آگے چل رہے ہیں اور آپ کا خادم خالی ہاتھ ساتھ چل رہا ہے۔ وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ نے کچھ آٹا، کھجور نکالی اور ہانڈی میں ڈال کر حریرہ بنانا شروع کیا، حضرت عمرؓ کی داڑھی میں اسم دھواں دیکھ رہے ہیں اور جب وہ پک گیا تو بچوں کو کھلایا اور خود ایک طرف جا کر تھوڑی دیر بیٹھ گئے، جب بچوں نے کھایا تو وہ کھیلنے اور ہنسنے کودنے لگ گئے۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر بعد اٹھ کر روانہ ہونے لگے۔

جاتے جاتے اپنے غلام سے فرمایا کہ میں نے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا میں نے چاہا میں ان بچوں کو ہنستے ہوئے بھی دیکھوں۔ یہ تھی معاشرے کی اصل اصلاح کہ جس کے لیے سب سے پہلے اپنی ذات سے عمل کو شروع کیا جائے، یہی وہ بنیادی وجہ تھی کہ تو رسول اللہ ﷺ نے مختصر عرصے میں جزیرۃ العرب بلکہ پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا اور آج کروڑہا مسلمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔

آپ ﷺ کی محنت کا طریقہ:

یہ محمد عربی ﷺ کی محنت تھی کہ آپ ﷺ نے جو عمل امت کے سامنے رکھا پہلے خود اس پر عمل کیا امت سے کہا کہ پانچ نمازیں پڑھو اور خود رسول اللہ آٹھ نمازیں پڑھتے تھے۔ تہجد بھی پڑھتے تھے، اشراق بھی پڑھتے تھے، اور چاشت بھی پڑھتے تھے۔ تہجد اتنی لمبی پڑھتے کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ امت سے کہا کہ سال میں ایک مہینہ (رمضان المبارک) کے روزے رکھا کرو۔ اور خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا یہ حال تھا کہ سال کے بارہ مہینوں میں کوئی مہینہ ایسا نہیں گزرتا جس میں روزے نہ رکھتے ہوں۔ روایات میں آتا ہے کہ ہر ماہ تیرہ اور چودہ تاریخ کو بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ چاہے سفر ہو یا حضر ہو۔ اس کے علاوہ ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کے روزے کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ امت کو ایک مہینے رکھنے کا حکم دیا اور خود آپ کا کوئی

یہ درخواست کس کی ہے؟ جو کہ جنت کی خواتین کی سردار ہیں، یہ فاطمہ وہ خاتون ہیں جن کو اللہ کے رسول نے فرمایا ''میرے جگر کا ٹکڑا ہے'' سبحان اللہ! نبی اکرم ﷺ کا جواب سنیں، فرمایا بیٹی غلاموں اور لونڈیوں کے حقدار تو بدر کے یتیم آپ سے زیادہ ہیں جب تک میں ہر مسلمان کے گھر میں ایک غلام اور کنیز نہ دے دوں پیغمبر کے گھر میں غلام نہیں آسکتا اور اے میری بیٹی تم جب رات کو سویا کرو تو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور بعض روایات میں چونتیس دفعہ بھی آیا ہے یہ پڑھا کرو انشاء اللہ تمام تھکاوٹ اتر جائے گی۔ اسی وجہ سے ان کو تسبیحات فاطمہ کہا جاتا ہے۔ جس پیغمبر کی اپنی زندگی ایسی ہو کیا وہ دنیا میں انقلاب برپا نہیں کریگا۔؟ غلام موجود ہے، کنیز موجود ہے، بیٹی کا مطالبہ ہے کہ ضرورت ہے لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مسلمان تجھ سے پہلے ہیں، اے فاطمہ! بدر اور اُحد کے یتیم تجھ سے پہلے ہیں، اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے محبت تھی۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو!

معاشرہ کیسے سدھرے گا، کیسے بنے گا؟ معاشرہ نام ہے میرے اور آپکے ملنے کا، جب میں اور آپ ملتے ہیں اس سے معاشرہ بنتا ہے۔ اگر ہم سدھر جاتے ہیں اور اپنی اصلاح کر لیتے ہیں تو معاشرہ سدھر جائے گا۔ اور اگر میں اور آپ یہ کہیں کہ میں اپنی جگہ جیسا بھی ہوں بالکل ٹھیک ہوں، بس آپ ٹھیک ہو جائیں تو معاشرہ کبھی نہیں سدھرے گا۔

اگر عوام سے پوچھا جائے کہ آج رعایا کے اوپر حاکم کیسا ہے؟ تو رعایا کہے گی بڑا ظالم ہے اور حاکم سے پوچھو کہ تمہاری رعایا کیسی ہے؟ تو کہے گا بڑی نافرمان ہے۔ دکان کے مالک سے پوچھیں آپ کے مزدور کیسے ہیں؟ وہ کہتا ہے بڑے کام چور ہیں سر پر کھڑے نہ ہو تو کام نہیں کرتے اور مزدور سے پوچھیں کہ تمہارا مالک کیسا ہے؟ جواب ملے گا، بڑا ظالم انسان ہے۔ یہاں تک کہ رکشہ میں بیٹھنے والے مسافر سے ٹیکسی والے کے بارے میں پوچھیں کہ یہ کیسے ہیں تو کہیں گے کہ یہ بڑے ظالم ہیں ان

کے میسٹر اتنے تیز ہیں۔اس طرح آپ معاشرہ میں چلتے جائیں ہر ایک کہے گا کہ فلاں اتنا بگڑا ہوا ہے اور فلاں زیادہ بگڑا ہوا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ میں خود اس موضوع پر عمل کرتا ہوں، جو دوسروں کو بولتا ہوں۔میرے دوستو امت شرے کی اصلاح اس وقت ہوگی جب پہلے ہم اپنی اصلاح کریں گے، ہم اپنے آپ کو درست کریں۔

اسلام کیا ہے......؟

اسلام نام ہے پانچ چیزوں کا۔عقائد درست ہونے چاہئیں۔

عبادات صحیح ہوں۔

معاملات صحیح ہوں۔

معاشرت درست ہو۔

اور اخلاق اچھے ہوں۔

عقائد آپ کے درست ہونے چاہئیں، مشرکوں اور اہل بدعت والے نہ ہوں آپ کا عقیدہ مسلمانوں والا عقیدہ ہونا چاہیے۔آپ کی عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور صدقات وخیرات یہ سب نبی ﷺ کے طریقہ سے مطابق ہوں گیارہویں، بارہویں شریعت میں کچھ نہیں ہیں، صدقہ کرنا ہے جب چاہو کرو مگر صرف اللہ کے نام پر ہو۔

معاملات ومعاشرت یعنی آپ کے رہن سہن کا طریقہ صحیح ہو حلال وحرام اور جائز وناجائز کا فرق رکھنا ہوگا۔رشتہ داروں سے تعلقات، محلّہ میں رہنا، پڑوسیوں کے حقوق یہ آپ کے درست ہونے چاہئیں یہ ایک اسلامی معاشرہ ہے۔

آپ کے اخلاق اچھے ہوں، آپ میں تکبر نہ ہو، حسد نہ ہو، بغض نہ ہو، ان بیماریوں سے اپنے آپ کو پاک رکھو۔عاجزی پیدا کرلو اپنے اندر بھلائی پیدا کرو، سچائی اور ایمانداری پیدا کرو، جب یہ پانچ صفات کسی مسلمان کے اندر ہوں گی تو وہ پکا مسلمان ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقان حمید میں تو ۶۲ مرتبہ

اقیموا الصلوۃ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک مرتبہ کہہ دینا تو بھی کافی ہے۔ ۹۲ مرتبہ کیوں کہا؟ تو میرے بھائیو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ انسان بھول جاتا ہے، جب انسان بار بار سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اصلاح کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اس لیے اہل اللہ اور نیک لوگوں کی مجالس میں جائیں اور ان سے فائدہ حاصل کریں۔ جس طرح نفس کو غذا دیتے ہیں، اس طرح روح کو بھی غذا دیں اسلام پر چلنا آسان ہوگا۔ آیت مبارکہ جو آپ کے سامنے ذکر ہوئی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو! اپنی ذات کی فکر کرو تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا۔ جب تم راہ راست پر رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں خبردار کر دے گا جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے یہ مت سمجھنا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں ہے جہاں تک انسان کی استطاعت ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گا، کوئی مانے یا نہ مانے اور اپنی ذات کی فکر پہلے ہے اور جب تم خود صحیح ہو جاؤ گے تو دوسرے سے منوانا آسان ہوگا خود عامل ہو گے تو اللہ تمہاری دعوت میں وہ اخلاص پیدا کرے گا کہ لوگ تمہاری دعوت پر لبیک کہیں گے، تمہارے گرد ان چونٹیوں کی مانند جمع ہوں گے جو میٹھے پانی کے چشمے کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ اپنی ذات میں وہ مٹھاس پیدا کرو جو ایک مومن کی شان ہے اور یہ تبھی ممکن ہوگا جب اپنے ساڑھے چار فٹ کے وجود کو شریعت کے سانچے میں کس دو گے اور اس پر عمل کرنے والے بن جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حقانیت اسلام

حقانیت اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ
يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ
وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ
اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ
لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○

میرے محترم دوستو اور بزرگو!

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴ تلاوت کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ
جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ
عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○

اور جب امتحان لیا ابراہیم علیہ السلام کا اس کے رب نے تو ابراہیم نے
اسے مکمل کیا، اللہ نے فرمایا بیشک میں آپ کو لوگوں کے لیے مقتدا اور رہنما
بنانے والا ہوں، ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میری اولاد کو بھی
یہ نعمت عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

یہ سورۂ بقرہ کی آیت ایک سو چوبیس ہے، اس سے ماقبل آیات میں اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل کے ساتھ یہود قوم کا ذکر فرمایا ہے اور اس میں ان پر کئے گئے انعامات بھی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائے ہیں، اور پھر اس یہود قوم کی شرارتیں، خباثتیں بھی تفصیل کے ساتھ ذکر فرمائی ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرما رہے ہیں۔ دراصل یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام مذہب یہود کے داعی تھے اور عیسائیوں کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مذہب عیسائی کے داعی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بات ذکر فرمائی کہ

ماکان ابراهیم یهودیا ولانصرانیا ولکن کان
حنیفا مسلماوماکان من المشرکین ○

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ مذہب یہودیت سے کوئی تعلق تھا، اور نہ مذہب عیسائیت سے کوئی تعلق تھا، اس لیے کہ یہ دونوں مذاہب بعد میں وجود میں آئے، ابراہیم علیہ السلام تو اس سے پہلے پہلے دنیا سے گذر گئے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

ولکن کان حنیفا مسلما
لیکن ابراہیم علیہ السلام مسلم تھے۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دعوت مذہب اسلام کی طرف تھی۔ وہ مذہب اسلام جس کی دعوت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں، اسی مذہب اسلام کی دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دی تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لیکر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کا مذہب اسلام ہی تھا، البتہ مختلف زمانوں میں اسے

مختلف نام دیا گیا، لیکن درحقیقت یہ مذہب سب کا اسلام ہی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ساتھ فضل فرمایا، جس طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا مذہب اسلام تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب بھی اسلام تھا، البتہ فرق یہ ہے کہ ان کے نام الگ تھے، اس کا نام بھی اسلام رکھ دیا گیا، اس لیے کہ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری

اذ قال له ربه اسلم

جب ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب نے فرمایا آپ فرمانبردار بن جائیں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی وہ وصیت بھی قرآن پاک میں ذکر فرمائی ہے، یہودیوں سے جب کہا گیا کہ مذہب یہودیت کے حق پر کوئی دلائل دو کہ تمہارا یہ مذہب برحق ہے اور اب بھی یہی دین دنیا میں رہنے کے قابل ہے تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، انہوں نے کہا کہ دراصل ہمیں یعقوب علیہ السلام کی وصیت تھی کہ مذہب یہودیت پر قائم رہنا، اسے مت چھوڑنا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي

اے یہودیو! کیا تم اس وقت موجود تھے، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت آیا، جب انہوں نے اپنی اولاد سے یہ کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟

یعنی میرے بعد تمہارا دین کیا ہوگا، تمہارا عقیدہ کیا ہوگا، تمہارا مذہب کیا ہوگا؟

قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝

کہا کہ ہمارا مذہب وہی ہوگا، جو آپ کا مذہب ہے، جو ابراہیم علیہ السلام کا مذہب تھا، جو اسمٰعیل علیہ السلام کا مذہب تھا، جو اسحاق علیہ السلام کا

مذہب تھا، یعنی ہم اسلام پر برقرار رہیں گے۔

یہ ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے، کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اس کی وصیت کی تھی۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اس وقت روئے زمین پر قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس مذہب کو برحق بنایا ہے، وہ صرف اور صرف اسلام ہے۔

فضیلت اسلام:

اس کی فضیلت کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: اس کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چند اعمال دیئے تھے وہ اعمال مذہب اسلام میں پائے جاتے ہیں، وہ یہودیت میں نہیں پائے جاتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذ ابتلٰی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا، چند کلمات کے ساتھ ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا۔

وہ چند کلمات کیا تھے؟ چنانچہ تمام تفاسیر میں آپ کو ایک قول ملے گا کہ وہ چند کلمات سے مراد طہارت اور پاکی کے احکام ہیں۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کو جو طہارت کے اور پاکی کے احکام ملے تھے، وہ طہارت اور پاکی اس امت مسلمہ کو بھی عطا کی گئی ہے، مثلاً غسل جنابت کرنا، غسل میں منہ میں پانی ڈالنا، غسل کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا، پورے بدن کو دھونا، مونچھوں کو کاٹنا، اس طرح بدن انسانی میں زائد بالوں کو صاف کرنا، ناخن کاٹنا، مسواک کرنا اور فرمایا کہ یہ طہارت کے احکام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے سے اس امت کو عطا کیے ہیں۔ یہ طہارت اور پاکی مذہب یہودیت میں نہیں پائی جاتی، یہ طہارت اور پاکی مذہب عیسائیت میں نہیں پائی جاتی، اس لیے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں جب وضو اور غسل کے احکام کو ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:

ولکن یرید لیطھرکم

اللہ تعالیٰ ان احکام کے ذریعہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے، تمہیں طہارت دینا چاہتا ہے کہ تم ایسی زندگی گذارو کہ تمہارا بدن پاک وصاف ہو، پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو طہارت اختیار کرنے والے ہیں'

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین

تو مذہب اسلام کی فضیلت کی وجہ اور مذہب اسلام کی ترجیح کی وجہ مذہب یہودیت پر مذہب عیسائیت پر اور دنیا کے دیگر مذاہب پر وہ یہ ہے کہ طہارت کے احکام پاکی کے احکام اس مذہب میں موجود ہیں، وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائے جاتے ہیں،

اس طرح بکلمت میں دوسری تفسیر یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ابراہیم علیہ السلام کے وہ امتحانات تھے جو ان سے لیے گئے تھے۔

پہلا امتحان.

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا قرآن کریم میں وہ واقعہ موجود ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم

دوسرا امتحان:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد سے مذہب اسلام پر عقیدہ توحید پر اختلاف ہوا تو اپنے گھر بار کو چھوڑ۔

تیسرا امتحان:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیسرا زبردست امتحان یہ تھا کہ اللہ نے ان کو بیٹا دیا تھا، اور پھر حکم ہوا کہ اس اپنے بیٹے کو اور بیوی کو چٹیل میدان میں چھوڑ دو۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم

فرمایا کہ وہاں اپنی بیوی اور بچہ کو چھوڑ دو، آج تو وہ اسلام کا مرکز ہے، وہاں لوگ ہیں، اس زمانے میں انسان نام کی کوئی چیز نہیں تھی، اس بیابان میں کہاں انہیں چھوڑوں، یہ بہت بڑا امتحان تھا،

چوتھا امتحان:

یٰبُنَیَّ انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری

میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں، یہ قربانی جو ابراہیم علیہ السلام نے دی تھی یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے منتقل فرمائیں جناب نبی کریم ﷺ کی طرف۔ جس طرح طہارت کے وہ احکام ابراہیم علیہ السلام کو ملے تھے، وہ منتقل ہو گئے نبی اکرم ﷺ کی طرف اور اس امت کی طرف، ہمیں طہارت کے وہ سارے احکام بتائے گئے اس طرح وہ امتحانات بھی منتقل ہوئے جو ابراہیم علیہ السلام پر آئے تھے نبی اکرم ﷺ کی طرف۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی وہ تیرہ سالہ زندگی جو آپ ﷺ نے مکہ میں گذاری، وہ انتہائی آزمائش کی زندگی تھی کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں اسلام کی خاطر یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کو ایذائیں دی گئیں اور آپ کو تکلیفیں دی گئیں۔

پانچواں امتحان:

قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم

کہ آگ میں ڈالے گئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی طرح طرح سے ستایا گیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ مشرکین مکہ انہیں تپتی ریت پر لٹاتے تھے اور انہیں سخت اذیتیں اور تکالیف پہنچاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی زبان پر ایسے الفاظ تھے۔ اُحد، اُحد، اُحد۔

حضرت عبداللہ ابن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

جب ان کا قافلہ روم کی طرف جہاد کرنے گیا تھا، تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی قید ہو گئے اور روم کے بادشاہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم عیسائی بن جاؤ، میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کرادوں گا اور تمہیں اپنے ملک میں شریک کر دوں گا، حکومت میں شامل کر دوں گا۔ روم کا بادشاہ اس وقت اس زمانے میں ایسے تھا کہ جیسے آج کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں۔ بڑے بڑے دعوے دار ہیں۔

لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو روم کا بادشاہ ہے، ہفت اقلیم کا بادشاہ بن جائے اور وہ سب مجھے حوالہ کر دے اور میں ایک لمحہ کے لیے بھی عیسائی بننے کی دعوت دو تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ اسلام کوئی معمولی نعمت ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کا واقعہ:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا انہیں اذیتیں دی جاتیں تھیں۔ انہوں نے اسلام کی وجہ سے تکالیف برداشت کیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب گزرتے تھے تو فرماتے تھے۔ "اے یاسرؓ کے گھرانے والو صبر کرو تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے"۔ لیکن سختیوں میں ایسی تکلیف میں ایسی ایذاؤں میں حضرات صحابہ کرامؓ اسلام پر جمے رہے ہیں اور ڈٹے رہے اور ثابت قدم رہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اسلام کی حقانیت کا اور اس کی صداقت کا اور اس کی

سعادت کا انہوں نے سو فیصد یقین تھا کہ ہماری عزت اور ہماری کامیابی وہ صرف اور صرف اسلام میں ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ معمولی امید پر معمولی سے طمع پر بھی کچھ ملتا نہیں ہوتا ہے۔ ایک طمع ہوتی ہے۔ ایک لالچ ہوتی ہے، اس لالچ پہ ہماری نماز بھی غائب ہوتی ہے ہمارے اسلام کے دیگر ارکان بھی غائب ہوتے ہیں۔ اور ہمارے سارے اعمال بدل جاتے ہیں۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت کی فضیلت کی دوسری وجہ یہ بتادی کہ امتحانات آئے، سختیاں آئیں، تکالیف آئیں، پریشانیاں آئیں لیکن یہ اپنے ایمان کے ساتھ اپنے عقیدے کے ساتھ اس دین کو کسی حال میں ترک نہیں کرتے، چنانچہ وہ امتحانات کا سلسلہ اس زمانہ میں بھی تھا اور آج بھی ہے۔ مسلمان کسی حال میں اپنے ایمان کی دولت سے دستبردار نہیں ہوتا اور اپنے مذہب کو ترک نہیں کرتا، اپنی جان دے دیتا ہے، اپنی جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے لیکن ایمان کو ترک نہیں کرتا، اپنی جان جب ایمان پر لگاتا ہے تو اسے اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے، اسی وجہ سے یہ جملہ بھی بارہا کتابوں میں ہمیں پڑھنے کو ملتا ہے، صحابہ شہید ہو رہے ہیں، کوئی مسلمان شہید ہو رہا ہے تو اس کی زبان پر آخری کلمہ یہ ہوتا ہے کہ

فزت ورب الكعبه

رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہوگیا۔

حالانکہ جان جا رہی ہے، اس کے بچے یتیم ہو رہے ہیں، اس کی بیوی بیوہ ہو رہی ہے لیکن ایمان پر اسلام پر اپنی جان قربان کرنا اتنی بڑی سعادت ہے کہ مومن کہتا ہے **فزت ورب الكعبه** تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس کی فضیلت قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

ولاتحسبن الذين قتلوا في سبيل الله اموانا

تم یہ سمجھو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جاتے ہیں کہ یہ مردے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جائے اسے مردہ مت کہو، یہ تو شہید ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ ابن مبارک اللہ کے نیک بندے اور بڑے محدث اور فقیہ گزرے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سے ہیں، جب جہاد کے لیے جارہے تھے تو راستے میں پڑاؤ کے مقام پر انہوں نے چند شعار لکھوائے، اور وہ اشعار حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ جو بیت اللہ شریف میں عبادت میں مصروف تھے ان کی طرف بھجوائے۔

یا عابد الحرمین لو ابصرتنا
لعلمت انك بالعبادة تلعب
من كان يخضب خده بدموعه
فنحورنا بدمائنا تتخضب

اے حرم میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اگر تو ہمیں دیکھ لے تو سمجھے گا کہ تو تو عبادت کا مذاق اڑا رہا ہے۔ اگر تو ہمیں دیکھ لے میدان جہاد میں جو ہماری کاوشیں ہیں جو مجاہدین کی قربانیاں ہیں اور جو مجاہدین کی محنتیں ہیں اگر تم یہ دیکھ لو تو اے فضیل تو تمہیں اپنی عبادت مذاق لگے گی۔ تمہارے چہرے تمہارے آنسوں سے تر ہیں۔ جبکہ ہمارے سینے ہمارے خون سے تر ہیں۔ تم آنسوں بہاتے ہو، ہم اللہ کے راستے میں خون بہاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب اشعار پڑھے تو حضرت فضیل بن عیاض رو پڑے۔

تو یہ قربانیاں مسلمانوں کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہوئیں۔ نبی اکرم

ﷺ کی طرف اور اُن سے امت مسلمہ کی طرف۔ جب یہ امت فضیلت والی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انی جاعلك للناس اماما

اے ابراہیم میں تجھے لوگوں کا امام بناتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کل انسانیت کے امام تھے۔ کل انسانیت کے مقتدا تھے۔ دینی رہنما تھے۔ اپنے زمانے کے اندر اور ان کے بعد یہ امامت اللہ تعالیٰ نے امام انبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منتقل فرمائی۔

قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظالمین ○

لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس منصب امامت پر یعنی دنیا کی دینی رہنمائی اور دینی اقتداء کا منصب ظالموں کو نہیں ملے گا۔ عیسائی ظالم ہیں۔ انہوں نے شرک کیا، اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ منصب لے لیا اور اب یہ منصب اس امت مسلمہ کو عطا فرمایا چنانچہ اب کل دنیا کے امام اور کل مقتداء جناب نبی اکرم ﷺ ہیں، اور اب روئے زمین پر بحیثیت مذہب کے اگر کوئی مذہب ہے تو وہ خالصتاً اسلام کا مذہب ہے۔

یہ اسلام کیسا مذہب ہے یہ کن صفات پر مشتمل ہے، اس کی حقیقت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة

یہ اسلام اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے بہتر رنگ کون سا ہوگا۔

ہاں عیسائیوں کا ایک طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو ساتویں دن وہ اس کو پوجتے اور اسے ایک چشمہ میں ڈالتے تھے، اور اس چشمہ کا رنگ زرد ہوتا تھا۔ جب اس زردی کا اثر آتا تھا تو کہتے تھے۔ الئس نصرانیا اب یہ پکا عیسائی بن گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کا رد کیا ہے۔ جیسے یہودیت کا رد ہے۔ اس پر غور

کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبغۃ اللہ جس رنگ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن کو خود رنگتا ہے۔ چنانچہ جس طرح کپڑے کو رنگا جاتا ہے اس رنگ کا اثر کپڑے پہ ہوتا ہے۔

اسی طرح اسلام کا اثر، ایمان کا اثر، وہ مومن کے ساتھ مومن کے عقیدہ میں مومن کے عمل میں مومن کی زندگی میں مومن کی شکل میں صورت میں اس کی ہر ہر چیز میں وہ رنگ نمایاں ہوگا۔ پتہ چلے گا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پہ ایمان رکھنے والا ہے۔ لیکن اگر کوئی اس رنگ ڈھنگ کو ہی ناپسند کرے تو پھر کہے اللہ تعالیٰ کی مدد کیوں نہیں آئی، اللہ تعالیٰ کے رنگ میں ہم اپنے کو رنگنے کے لیے تیار نہیں تو مدد کہاں سے آئے گی۔ آج کل یہ سوال بہت اٹھتا ہے کہ جی مسلمانوں کی مدد کیوں نہیں ہو رہی، مسلمان پریشان کیوں ہیں۔ مسلمان ہر جگہ مار کیوں کھا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ساری ذمہ داری ہم نے اپنے سربراہوں پر ڈالی ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا واقعہ:

مولانا نے لکھا ہے کہ ہم ایک اسلامی ملک گئے، سرکاری دورے پر ہمیں سربراہ مملکت سے ملاقات، ملنے کے لیے اس سے پہلے جو واسطہ ہوتا ہے۔ ان سے ملنا پڑتا ہے ان کو تفصیل اور اوقات بتانے پڑتے ہیں۔ تو ہم نے ان کو تفصیل بتائی کہ فلاں وقت ہم ان سربراہ مملکت سے ملنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے اس جماعت کے وفد نے مشورہ کیا ہے کہ ہم اپنے ہدیہ میں قرآن پاک پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں تو انہوں نے آئندہ کل کہا کہ جی آپ قرآن پاک پیش نہ کریں۔ ہمارے مشورہ میں طے یہ ہوا کہ ہمارے سربراہ مملکت کو (جو کہ مسلمان ہے اور مسلمان ملک کا سربراہ ہے اسے) قرآن پیش نہ کریں۔ اس لیے کہ اس سے اچھا اثر نہیں پڑے گا۔ یہ ہمارے سربراہاں کا حال ہے۔ یہ تو ایک مسئلہ ہے۔

لیکن دوسرا مسئلہ جو اس سے بھی اہم ہے کہ ہمارے ہاں افراد پر محنت ختم ہوگئی

ہے۔ افراد پر محنت کر کے ہر شخص کو ذاتی طور پر تیار کیا جائے۔ اب ہم سب روتے ہیں کہ معاشرہ بہت خراب ہے، معاشرہ بہت برا ہے۔ یہ ٹی وی آگیا، جی انٹرنیٹ آگیا، بھائی آ تو گیا لیکن کیا آپ نے اپنی ذات سے کوشش شروع کی آپ کی اولاد برائیوں سے بچے انفرادی کوشش نہیں ہو رہی افراد کو تیار نہیں کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ ایک تحریک ہمارے ہاں چلتی ہے، چلتے چلتے جب انتہا کو پہنچتی ہے تو صفر ہو جاتی ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ تحریک تو چلتی ہے ایک جذبہ کے ساتھ لیکن جب وہ جذبہ ٹھنڈا ہو گیا، چونکہ افراد تو بنے ہوئے نہیں تھے جیسے تیرہ سال مکہ میں صحابہؓ کو بنایا گیا۔ پھر مدینہ میں انہوں نے حکومت کی تو وہ بنے ہوئے تھے۔ دنیا کے انبار ان کے سامنے ہو یا حکومت کا منصب ان کے سامنے ہو۔ ہونا نہ ہونا ان کے لیے سب برابر تھا۔ ان کے نزدیک قیمت ایمان کی تھی۔ اعمال کی تھی، آخرت کی تھی، اللہ اور رسول ﷺ کی تھی، دنیا کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبغۃ اللّٰہ اسلام یہ اللہ تعالیٰ کا رنگ ہے جو اس رنگ میں رنگا جاتا ہے پھر اس کی نظیر نہیں ملتی پھر اس کی مثال نہیں ملتی۔ پھر اس کو لوگ یاد کرتے ہیں، صحابہ کرام ایمان کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

آپ حیاۃ الصحابہؓ پڑھیں۔ ہر صحابی کے واقعات کو پڑھیں ہر صحابی کی زندگی پڑھیں۔ ہر صحابی کی زندگی نسل کے ایمان کو جلا بخشتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

> **اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم اہتدیتم**
>
> میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں۔ تم جن کی اتباع کرو گے تو تمہیں ہدایت ملے گی۔

یعنی ہر صحابی مرکز ہدایت ہے۔ ہر صحابی منبع ہدایت ہے۔ ہر صحابی سرچشمہ ہدایت ہے۔ کسی بھی صحابیؓ کی زندگی دیکھ لیں ایمان سے لبریز ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے ایمان کے، اسلام کے رنگ میں اپنوں کو رنگ دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے وہ الفاظ جب

بیت المقدس میں فاتحانہ شان سے تشریف لے جا رہے تھے انتہائی قیمتی کلمات کہے جب ان سے کہا گیا کہ حضرت آپ یہ نیا لباس پہنیں، آپ امیر المومنین ہیں آپ بہت اچھے لگیں گے۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ

الحمد للہ الذی اعزنا باالاسلام

ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے کہ جس نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت دی ہے۔

اور اگر اسلام کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت طلب کرو گے تو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔

آج ہم اپنے آپ کو اسلام کے رنگ میں رنگنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ اور فائدہ لینے کے لیے تیار بیٹھے ہیں کہ مدد کیوں نہیں آرہی۔ ملک ترقی کیوں نہیں کر رہا؟ بھائی آپ نے خود اپنے اس پانچ فٹ کے بدن کو اسلام کے رنگ میں رنگا ہے؟ اپنے گھر میں اور اپنے معاشرے میں جہاں تک آپ کی قدرت ہے، آپ کی استطاعت ہے آپ لوگوں کو اسلامی احکام پر لائیں۔ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مذہب اسلام کی اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی توفیق دے اور اس کے احکام پر ہمیں چلائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اولاد کی تربیت

اولاد کی تربیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

(سورۃ لقمان)

عزیز دوستو اور میرے مسلمان بھائیو!

سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کی دو آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں، سورۃ لقمان اکیس ویں پارے کی سورۃ ہے اور یہ حضرت لقمان کے نام سے منسوب ہے، صحیح قول

کے مطابق نبی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے اور صالح انسان تھے۔ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے ان کا نصیحت نامہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی ہیں، تربیت کے حوالہ سے کچھ گفتگو کی ہے، اللہ تعالیٰ کو حضرت لقمان کی یہ نصیحت اور اپنے بیٹے کی یہ تربیت اتنی محبوب اور پسند ہے کہ قرآن کریم میں ان کے نام سے سورۃ آگئی اور ان کا نام قرآن مجید میں آگیا، جب کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار بندوں میں تمام انبیاء کرام کا ہے، رسول اللہ ﷺ کے سوا لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان میں سے صرف ایک صحابی رسول کا نام قرآن مجید میں آیا اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ ہیں، اس کے علاوہ کسی صحابی یا صحابیہ کا نام قرآن کریم میں نہیں، لیکن حضرت لقمان کا نام قرآن کریم میں ہے بلکہ ان کے نام سے سورۃ ہے اور ان کا پورا نصیحت نامہ قرآن کریم میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمل ایسا محبوب ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنی اولاد کی فکر کرے، اس کی تربیت کرے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ گزشتہ امتوں میں سے حضرت لقمان کا واقعہ بھی قیامت تک مسلمان پڑھتے رہیں گے، جہاں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام جتنے بھی نبی آئے ہیں جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے پڑھنے والا ان کو بھی پڑھے گا اور ساتھ ہی حضرت لقمان کا نام اور نصیحت بھی پڑھے گا۔

معلوم ہوا کہ یہ عمل بہت اونچا ہے اور عموماً ہم اس عمل سے اپنے آپ کو بری سمجھتے ہیں بچے کو اسکول میں داخل کیا مدرسہ میں داخل کیا، اب اسکول اور مدرسہ والے جانے اور بچہ جانیں، والد کہتا ہے کہ جی میں تو فیس دیتا ہوں اور کیا کروں میری کیا ذمہ داری ہے، بروقت پہنچاتا ہوں اور بروقت لیکر آتا ہوں، کسی بھی دینی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ اچھی تربیت میں بچہ جو اثر لیتا ہے وہ اپنے والدین سے لیتا ہے، اس لئے کہتے ہیں کہ بچہ ہمیشہ دو چیزوں سے متاثر ہوتا ہے ایک والدین سے اور دوسرا ماحول سے۔

پہلا عمل:

تربیت کے حوالے سے سب سے پہلی چیز والدین کیلئے یہ ہے کہ وہ اولاد کیلئے دعا کریں اور دعا کا آغاز کب سے ہوتا ہے پیدائش سے بھی پہلے اور شادی سے بھی پہلے اس لئے کہ جب سات سال کا بچہ نماز سیکھتا ہے تو پڑھتا ہے

رب اجعلني مقيم الصلوة ومن ذريتي

اے رب مجھے بھی نماز کا پابند بنا اور میری اولاد کو بھی۔

حالانکہ اولاد کا ابھی وجود بھی نہیں ہے۔ کہیں بیس پچیس سال کی عمر میں جا کر شادی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا عمل کہ مسلمان دعاؤں کا اہتمام کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کا اہتمام کرتے ہیں۔

رب هب لي من الصالحين ۝

اے رب مجھے صالح اولاد عطا فرما۔

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں:

رب هب لي من لدنك ذرية طيبة

اے رب مجھے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد کا ملنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔

لیکن وہ اولاد صالح ہو، نیک ہو، اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پابند ہو، اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پورا کرنے والی ہو، ایسی اولاد نہ صرف زندگی میں ہمارے لئے راحت ہے بلکہ مرنے کے بعد جب ہم قبروں میں ہونگے تب بھی ہمارے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

نیک اولاد۔ صدقہ جاریہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ" انسان جب مرجاتا ہے تو اعمال نامہ بند ہوجاتا ہے، نماز پڑھتا تھا روزہ رکھتا تھا مگر اب یہ کام نہیں کرسکتا، صدقہ، ذکرواذکار

غرض سارے اعمال اب وہ نہیں کر سکتا، تو اب اس کو اجر کیسے ملے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تین راستے ہیں، ان سے اب بھی اس کو اجر ملے گا۔

(۱) صدقہ جاریہ کا کوئی کام کر دیا مثلاً قرآن کریم مسجد میں رکھوا دیئے، اب لوگ اس کو پڑھ رہے ہیں، تو رکھوانے والے کو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی مل رہا ہے۔

(۲) استاذ تھا بچوں کو قرآن کریم پڑھایا اب وہ بچے تلاوت کرتے ہیں اور اسے اس کا ثواب ملتا ہے یا دین کا کوئی اور عمل اس نے کیا ہے۔

(۳) نیک اولاد جو اپنے والدین کیلئے دعا کرتے ہیں یعنی جس نے اپنی اولاد کو نماز کا پابند بنایا، قرآن سکھلایا، اس کو دین دار بنایا تو اب وہ ان کیلئے بہترین صدقہ جاریہ ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی تربیت ٹھیک ہو، چونکہ تربیت ماں باپ نے اچھی کی ہوتی ہے تو اس کا ثواب بھی والدین کو ملتا ہے۔

اور یاد رکھیں! آپ اپنے بچوں کو ماحول دیں گے یہ بھی کل کو والد بنے گا، دادا اور نانا بنے گا تو یہ بھی کل ان کی تربیت ایسے ہی کرے گا جیسی آپ نے اس کی کی ہے، کیا آج ہم اور آپ اپنی اولاد کو یہ نہیں کہتے کہ دیکھو بیٹا! ہمارے والد صاحب اس طرح کرتے تھے، ہمارے دادا یہ فرماتے تھے، ہم اپنی بچیوں کو اپنے والدین کے اچھے اقوال اور اچھے واقعات سناتے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمارے دل و دماغ میں بس گئی ہیں، بچے کی مثال ایک خالی کیسٹ کی ہے اب اس کیسٹ کے اندر آپ جو چیز بھریں گے وہی باہر نکلے گی، بچہ جب حفظ کرتا ہے سارا دن پڑھتا رہتا ہے تو رات کو نیند میں بھی وہ قرآن پڑھتا ہے اور آپ کی قبر میں بھی وہ قرآن کریم ہی پڑھ کر پہنچے گا۔ جو چیز آپ نے اندر ڈال دی وہی باہر نکلے گی، ہم نے اس کے دماغ میں گانے کو اور فحش فلم کے میوزک کو ڈال دیا فلموں کو ڈال دیا ڈرامہ کو ڈال دیا، پھر کہتے ہیں مولوی صاحب بچے کو دم کر دیں تعویذ دے دیں تاکہ بچہ ٹھیک ہو جائے۔ اب اگر کسی نے خالی کیسٹ میں بھر دیا ہو گانا اور کہیں کہ مولوی صاحب دم کریں اس سے قرآن کی آواز

آ جائے۔ کراچی اور پاکستان کے سارے مولوی صاحب آ کر دم کریں تو کیا اس کیسٹ سے قرآن کی آواز آئے گی؟ اب مولوی صاحب نے تو دم کر دیا اور تسلی دے دی، ٹھیک ہے جی سورت فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا، آپ سورۃ فاتحہ پڑھیں یا پورا قرآن پڑھیں وہاں سے قرآن کی آواز نہیں آئے گی، بلکہ گانے ہی کی آواز آئے گی اس سے دین کی آواز کبھی بھی نہیں نکلے گی جب تک پہلے آپ اس کیسٹ کو صاف نہ کرلیں اور اس پر محنت نہ کریں اور پھر اس کو بھریں اور دیکھیں کہ اس سے قرآن کی آواز آتی ہے کہ نہیں۔

اس لئے میرے عزیز دوستو! یہ ہماری اولاد ہمارا بہترین سرمایہ ہے، آج ہم نے گاڑی کی حفاظت کی، مکان ودکان کی حفاظت، کی لکڑی کی حفاظت کی کہ اس پر کوئی داغ نہ لگ جائے، اگر اس پر کوئی داغ لگ جائے تو ہم کتنا غصہ کرتے ہیں، آج ہماری اولاد کے دل داغدار ہیں، اس پر داغ ہی داغ لگے ہوئے ہیں نافرمانیوں کے، برائیوں کے اور ہم مطمئن ہیں کہ بعد میں فوراً ٹھیک ہوجائے گا۔ ایسے ہی شادی ہوجاتی ہے پھر ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ پتہ نہیں بیگم کے پاس کونسا جادو ہے وہ ٹھیک کر دیتی ہے۔

سامعین گرامی! تربیت اولاد ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر آج میں نے اپنی اولاد کو صالح بنایا تو یہ صرف دنیا میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بلکہ میرے مرنے کے بعد بھی میرے لئے بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھلائی

ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين

کہ اے اللہ ہمیں ایسی اولاد دیں جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

آنکھوں کی ٹھنڈک وہ اولاد ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی گزارے۔ ہم دیکھیں کہ اگر ہماری اولاد اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے تو یہ ہمارے لئے راحت کا ذریعہ ہے اس لئے سب سے پہلا عمل کہ

ہمیں دعا سکھلائی گئی ہے، پیدا ہونے سے بھی پہلے دعائیں کریں کہ اے اللہ ہمیں صالح اولاد دے، ہمیں پرہیزگار اولاد دیں اور ہمیں فرمانبردار اولاد دیں۔ ہمیں اے اللہ اپنی شریعت کی پابند اولاد دیں جو ہماری زندگی میں بھی اور ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمارے لئے راحت کا ذریعہ بنے۔

دوسرا عمل:

اگرچہ اس کا تعلق ماں کے ساتھ ہے، مگر یہاں بتادیتے ہیں علماء نے لکھا ہے کہ جب بچہ پیٹ میں ہو تو والدہ کو چاہئے کہ وہ ذکر واذکار و تلاوت کا اہتمام کرے۔ اس لئے کہ بچہ ابھی بن رہا ہے، اس حال میں بھی اس کو خوراک کی ضرورت ہے، آپ کی زبان کا اثر، زبان سے نکلنے والے الفاظ کا اثر آپ کی گفتگو کا اثر اس بچے پر پڑتا ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے افغانستان کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں وہاں ایک بادشاہ تھا، اس بادشاہ کا ایک بیٹا فوج کا سربراہ تھا وہ کسی جگہ دشمن کے ساتھ لڑنے کیلئے گیا ہوا تھا، بادشاہ کو حکومت والوں نے اطلاع دی کہ آپ کا بیٹا شکست کھا کر آرہا ہے۔ بادشاہ نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میں آج بہت غمزدہ ہوں اس وجہ سے کہ ہمارے بیٹے نے دشمن سے شکست کھائی ہے۔ اس کی بیوی نے کہا یہ خبر جھوٹی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ گھر کے اندر ہو بیٹھی ہو اور آپ خاتون ہو آپ کو کیا پتہ ہے اور میں حکومت کا سربراہ ہوں اور مجھے ذمہ دار افراد نے یہ اطلاع دی ہے۔ اس کی بیوی نے کہا جو بھی کہیں مگر میری اطلاع کے مطابق یہ خبر جھوٹی ہے۔ کچھ وقت کے بعد پتہ چلا کہ واقعتاً یہ خبر جھوٹی تھی وراس کا بیٹا دشمن سے فاتح بن کر آیا ہے تو بادشاہ بڑا حیران ہوا اور اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ آپ نے اتنے اعتماد سے یہ بات کیسے کہی تھی کہ میرا بیٹا شکست نہیں کھا سکتا، یہ خبر جھوٹی ہے۔ تو اس خاتون کہا کہ جب سے یہ بیٹا میرے پیٹ میں آیا اس پوری مدت میں میری کوئی نماز نہیں چھوٹی، اس کے علاوہ ذکر اذکار اور دعاؤں کا پورا اہتمام اور پھر پیدائش کے بعد ہمیشہ اسے باوضو دودھ

پلایا ہے، اس کی پوری تربیت میں نے کی ہے تو جس بچہ کو میں نے اتنے پاکیزہ ماحول میں اتنا پاک رکھنے کی کوشش کی تو میں نہیں سمجھتی کے وہ اتنا بزدل ہوگا کہ دشمن کے سامنے پیٹ پھیر کر آجائے گا، ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ مقابلہ ہوا اور وہ شہید ہو گیا تو میں اس بات کو تسلیم کر لیتی کہ میرے بیٹے نے سینہ پر وار کھایا ہے اور وہ شہید ہو گیا ہے لیکن جس بیٹے کو میں نے پیٹ سے لیکر پیدائش تک اور اس کے بعد جوانی تک تربیت میں میں نے کوئی کسر نہیں رکھی تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات پر امید تھی کہ ایسا بیٹا کبھی بھی بزدل نہیں ہوگا۔

بزدلی گناہوں کی نحوست:

معلوم ہوا کہ جو ہم بزدل ہیں تو وہ گناہوں کی وجہ سے ہیں اور جو ہمارے بچے بزدل ہیں یعنی چھپکلی نظر آجائے تو ایک دم ڈر جاتے ہیں تو ہم جو یہ ڈرپوک ہیں۔ یہ گناہوں کی وجہ سے ہیں، چور بھی کبھی دلیر ہوتا ہے یا کبھی بہادر ہوتا ہے؟ گناہوں کی جہاں بہت سی نحوستیں ہیں وہاں ایک نحوست یہ بھی ہے کہ انسان بزدل اور ڈرپوک ہو جاتا ہے جیسے گناہ کی نحوست سے رزق کی برکت ختم ہو جاتی ہے ایسے ہی گناہ کی نحوست سے انسان بزدل ہو جاتا ہے۔ اس خاتون نے اپنے بچہ کی ایسی تربیت کی اور اس کو کتنا اعتماد تھا کہ میرا بیٹا کبھی بھی اتنا بزدل نہیں ہوگا تو معلوم ہوا کہ اولاد کیلئے دعا کرنا اور علماء نے لکھا ہے کہ جب یہ بچہ چھوٹا ہو اور جب آپ اس کو گود میں بٹھاتے ہیں تو آپ اگر قرآن کریم کی تلاوت کریں تو اس وقت بھی اسکو اپنی گود میں بٹھایا کریں اور اگر آپ ذکر کریں تو اس وقت بھی اس کو اپنی گود میں بٹھایا کریں تاکہ اس کے کانوں کے راستے سے اس کے اندر قرآن کریم داخل ہو جائے اور ہم کیا کرتے ہیں کہ اس کو لیکر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں اور خرافات کرتے ہیں تو پھر وہ چیزیں اور باتیں اس کے دماغ میں بیٹھ جاتی ہیں پھر وہ بچہ وہی بولے گا جو چیز آپ اس کے اندر جمع کروادیں گے اور پھر وہی چیز باہر نکلے گی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے والدین کی یہ

ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کریں وراس کیلئے فکر مند ہوں، آج گھر گھرٹی وی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ہم خبرنامہ سنتے ہیں تو خبرنامہ سے پہلے کیا ہوتا ہے اب اگر ریڈیو پر سنتا ہے تو وہ خبر سے پہلے میوزک سناتے ہیں اور درمیان میں بھی اور پھر آخر میں پھر سناتے ہیں اس نے چھوڑنا نہیں ہے اپنا گند ضرور اندر داخل کرنا ہے تو جب ایک بچہ پیدا ہونے سے لیکر بالغ ہونے تک اور پھر شادی تک اور جوان ہونے تک ور بڑھاپے تک ان خرفات کو دیکھے گا تو پھر کیا اس کی زبان سے کوئی اچھی بات نکلے گی؟

تیسرا عمل:

اس لئے عزیز دوستو! اولاد کی تربیت کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمانؑ کے اس واقعہ کا ذکر کر کے اس کی پوری تفصیل اور ترتیب بھی بیان کر دی اب یہ بچہ جب جوان ہوتا ہے سمجھدار ہوتا ہے اور سات سال کی عمر میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا اس کو نماز کا کہو بلکہ اس سے بھی پہلے کہ جب زبان چلے تو اس کو اللہ اللہ سکھلاؤ پیدا ہونے سے پہلے دعائیں کرو، پیدا ہونے کے بعد اچھی تربیت کرنی ہے اور جب زبان چلنے لگے تو اللہ اللہ سکھلاؤ ادھر آج کا معاشرہ، بابا سکھلاتا ہے اور سات سال کی عمر میں اس کو نماز سکھلاؤ اور نماز ترغیب دو، چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا جو بچے والدین کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہ گھر میں والدین کے ساتھ نماز میں سجدہ کریں گے، رکوع کریں گے اور وہ نقل کرتے رہیں گے اس لئے کہ وہ چیز اندر جاری ہے آپ گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو آپ بچے کو اپنے سامنے بٹھالیں تو وہ آپ کو دیکھے گا ور پھر اس کی نقل کرے گا تو اللہ تعالیٰ کو یہ عمل کتنا پیارا لگتا ہے کہ وہ بچہ جو ابھی معصوم ہے اور کسی بھی شریعت کے کام کا مکلف نہیں ہے مگر وہ لگا ہوا ہے اپنے والدین کی نقل کررہا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آتی ہیں اور اگر گھر میں ٹی وی ہو اور وہاں جو حرکتیں ہو رہی ہوں بچہ بھی انہیں کی نقالی کرتا ہے۔

اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بچہ سات سال کا ہو تو اس کو نماز پڑھواؤ اور جب دس سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اس کو سزا دو، اس کی پٹائی کرو کہ نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور تربیت کے حوالے سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ تربیت کے وقت اولاد سے پیار اور محبت سے تربیت کرنا۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کیا فرمایا یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے تو بیٹا باپ کے قریب ہو گیا اور ہم کیا کہتے ہیں اے بدبخت! تو نے نماز نہیں پڑھی اب جب ہم نے بدبخت کہہ دیا تو بیٹا کہتا ہے کہ بس اب تو مجھے بدبختوں کی لسٹ میں شامل کر دیا ہے، ہم تو ہیں ہی بدبخت، اب وہ ابا سے دور رہتا ہے قریب آتا ہی نہیں۔

سامعین گرامی! مزاج میں جو سختی ہے اس سختی کو نرمی سے بدلو ورنہ اولاد دور ہو جاتی ہے، اولاد والدین کے پاس بیٹھنا نہیں چاہتی اس لئے کہ وہ ہر وقت ڈانٹتے ہیں ان کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کے نصیحت نامہ کو ذکر کیا کہ حضرت نے بار بار بیٹے سے فرمایا یٰبُنَیَّ یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے! اے میرے پیارے بیٹے تو اس پیار و محبت کے انداز میں اس کو قریب کرو۔ ہاں! غلطی پر تنبیہ بھی ہو مگر ایسا نہ ہو کہ بس صرف تنبیہ ہی چلتی رہے، اگر والد کی تنبیہ کے ساتھ محبت بھی ہو تو پھر لیول برابر ہو جاتا ہے، اس لئے ہم اپنے آپ کو اس سے بری الذمہ نہ سمجھیں کہ جی استاذ محنت کریں، مدرسہ اور اسکول جانے، اخلاقیات سنوارنا ہماری ذمہ داری نہیں۔ استاذ، مدرسہ، اسکول اپنی جگہ محنت کرتے ہیں اگر آپ کے چار بیٹے ہیں تو پھر مدرسہ میں چار سو پانچ سو بچے ہیں اور استاذ کے پاس کلاس میں بیس تیس بچے ہیں تو وہ کتنی فکر کر سکتا ہے؟ اس لئے جہاں آپ کے کاروبار کا وقت ہے دوستوں اور دیگر کاموں کا وقت ہے وہاں اولاد کیلئے بھی وقت نکالنا ضروری ہے جس میں آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی شریعت سمجھائیں ان سے پیار محبت اور حکمت و بصیرت کے ساتھ بات کر کے ان کو اللہ تعالیٰ کے دین پر لائیں۔ یہ ساری باتیں اس وقت

ہوں گی جب ہم خود ان کے پابند ہوں گے جب میں کہتا ہوں کہ دیکھو بیٹا سچ بولنا اور میں خود سچ نہیں بولوں گا تو بیٹا کب سچ بولے گا؟

اس لئے عزیز دوستو! یہ ہماری اولاد خالی کیسٹ ہے اس کیسٹ میں ہم قرآن کو بھرنا چاہیں، اللہ کے دین کو بھرنا چاہیں، ہم جو بھی اچھی چیز بھرنا چاہیں بھر سکتے ہیں اور یہ بچے بڑے ہوں گے وہ ہی ان کی زبان سے نکلے گی جوان کی آنکھ دیکھے گی اسی طرف ان کا ہاتھ چلے گا ان کی ٹانگ جائے گی جو ہم نے اور ہمارے گھر والوں نے ان کے دل و دماغ میں بھر ہوگا۔

اس لئے ہم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ساتھ ساتھ کرتے رہیں یا اللہ ہماری اولاد کو نیک صالح بنا، یہ عمر بھر کا معاملہ ہے ہمیشہ اپنی اولاد کے نیک صالح بننے کیلئے دعائیں کرتی ہیں اور ان کی تربیت کی فکر کرنی ہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد میرا بہترین صدقہ جاریہ ہے، لہٰذا ہر والد اور ہر والدہ اس تربیت کیلئے فکرمند ہو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اولاد کیوں بگڑتی ہے؟

اولاد کیوں بگڑتی ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ○ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

(سورۂ لقمان ۱۲،۱۳)

محترم عزیز دوستو اور مسلمان بھائیو!

تمام والدین یہ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد صالح ہو، ان کی تربیت اچھی ہو، ان کے اخلاق اچھے ہوں، اور یہی اسلام کی تعلیمات بھی ہیں، چناں چہ اسی وجہ سے

حضرت لقمان کی نصائح کو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔

صحیح قول کے مطابق حضرت لقمان نبی یا رسول نہیں ہیں وہ اپنے زمانہ کے متقی پرہیزگار اور پرسا انسان تھے ان کی عملی زندگی کا ایک پہلو قرآن کریم میں ذکر کیا، انسانی زندگی کے مختلف پہلو ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی زندگی کا وہ پہلو ذکر کیا ہے جس کا تعلق اولاد سے ہے اور اسی بناء پر سورۃ لقمان بھی آگئی اور حضرت لقمان کا بھی نام آگیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ صالح بندوں میں انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ حضرت لقمان کے ذکر کو بھی چلا دیا اس لیے کہ ان کی یہ تربیت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ تاقیامت قرآن کریم پڑھنے والا ہر مسلمان ان اصول سے رہنمائی حاصل کرسکتا ہے۔

حضرات اہل علم نے کتابوں میں لکھا ہے کہ ہمارے بچوں میں بگاڑ کیوں آتا ہے؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے مختلف اسباب نقل کیے ہیں۔

پہلا سبب۔ زوجین کا اختلاف ہے۔ اگر میاں بیوی میں جھگڑے ہیں تو اولاد پر اس کا غلط اثر پڑتا ہے اس لئے کہ اولاد کو محبت چاہیے اولاد کو ایک جائے پناہ چاہیے اور مرکز چاہیے اب اگر اس مرکز ہی میں بگاڑ ہے تو اولاد کہاں سے تربیت حاصل کرے اور کہاں سے سیکھے۔

دوسرا سبب: اولاد کی تربیت کرنے میں روکھاپن اور سخت مزاجی۔

تیسرا سبب: اولاد کو نظام الاوقات پر نہ چلانا۔ بچے فارغ اوقات گلی کوچوں میں گزار کر بگڑ جاتے ہیں، بازاری سب ولہجہ سیکھتے ہیں، یا بازاری طرز زندگی کے عادی بن جاتے ہیں۔

چوتھا سبب۔ بری صحبت برے دوست بچوں کو بگاڑ دیتے ہیں۔

پانچواں سبب: اولاد کی بروقت شادی نہ ہونا۔ یہ پانچ بڑے اسباب علماء نے نقل

کیے ہیں۔

زوجین کا آپس میں اختلاف کا ہونا:

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کا جو رشتہ بنایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے محبت کو رکھا ہے وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ تمہارے درمیان ہم نے محبت کو رکھا ہے اور مہربانی کو رکھا ہے کہ میاں بیوی آپس میں محبت کرتے ہیں اور اس محبت کے نتیجے میں مہربان ہوتے ہیں اور جب ان میں محبت اور مہربانی ہوتی ہے تو وہ اثر اولاد میں منتقل ہوتا ہے بھائیوں میں بہنوں میں بھی وہ محبت آتی ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ زوجین کو اپنے معاملات میں درگزر سے کام لینا چاہئے کہ اولاد پر آپس کے اختلافات آپس کی ناراضگیاں اور جھگڑے ظاہر نہیں ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ جب یہ ظاہر ہوتے ہیں تو اولاد کے دل سے والدین کی عظمت واحترام نکل جاتا ہے اور جب دل میں احترام نہ ہو تو اس مرکز سے کچھ بھی نہیں حاصل ہوگا، ایک طالب علم کے دل میں اگر استاذ کی محبت اور احترام نہیں ہے، وہ بیٹھتا رہے پڑھتا رہے حاصل کچھ نہیں ہوگا۔ حاصل ہونے کیلئے احترام ضروری ہے۔ نبی علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ سب سے پہلے آپ کی محبت سے آپکے ادب پر مامور تھے اس لئے صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ علم وہ ادب وہ کمالات حاصل کئے جو دنیا کا کوئی انسان حاصل نہ کر سکا اس لئے ہمیں اختلاف کے بجائے محبت سے کام لینا چاہئے۔ قرآن کریم نے زوجین کے اس رشتہ کو لباس سے تعبیر کیا ہے۔

هن لباس لكم وانتم لباس لهن

دیکھو تم تو لباس ہو کیا مطلب ہے یہ لباس ہمارے بدن کو ڈھانپ دیتا ہے، اس بدن میں کہیں بھی داغ دھبہ ہے، کوئی نشان ہے تو کپڑے نے اس کو چھپا دیا ہے وہ کپڑا اس کو پردے میں لے گیا ہے ہمارے وہ عیوب جو ہمیں نظر نہیں آرہے ہیں لباس نے اس کو چھپا دیا ہے، اسی طرح زوجین کے رشتہ میں یہ بہت قربت والا رشتہ ہے ممکن

ہے کوئی کمزوریاں ظاہر ہوں لیکن اس پر پردہ ڈالو، رب نے اس رشتے کو باس سے تعبیر کیا ہے تو یہ پہلا سبب ہے جس کی وجہ سے اولاد میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ جو چیز اوپر سے آرہی ہے وہ ہی منتقل ہو رہی ہے بچہ تو ایک سادہ کاغذ ہے جو آپ اس میں لکھ رہے ہیں اور جو کر رہے ہیں وہی چیزیں اس میں آرہی ہیں۔

بے جا سختی:

اولاد کی تربیت کریں مگر شفقت کے انداز میں اور محبت کے ساتھ کریں حضرت لقمان کی اس گفتگو کو جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تو اس میں اس بات کو ذکر کیا کہ دیکھو حضرت لقمان اپنے بیٹے کو بار بار مخاطب کرتے ہیں، ہر بار ان کے مخاطب کرنے کا انداز محبت بھرا ہے فرماتے ہیں یٰبُنَیَّ اے میرے پیارے بیٹے! تو ہر بار محبت بھرا انداز ہے۔ اب حضرت لقمان نے پہلے بیٹے کو پیار ا بول کر قریب کیا ور پھر اسے نصیحت کی اور ہم کہتے ہیں او نافرمان بیٹے او زندگی بھر مجھے تکلیف دینے والے بیٹے! تو نماز نہیں پڑھتا تو وہ جو دو نمازیں پڑھ رہا ہوگا وہ بھی نہیں پڑھے گا۔ یہ ہماری بھائی تربیت کا انداز ہوتا ہے کہ میں تو اس کو نماز کا کہہ رہا ہوں یہ نماز نہیں پڑھتا اتنا وقت ہو گیا۔ تو وہ کہے گا ابا جان کی کتاب میں ہم نافرمان ہیں تو بس ہمیں کیا ضرورت ہے نماز پڑھنے کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو محبت والے انداز سے اولاد کی تربیت کرو اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا انسانی اخلاق میں سب سے پیاری چیز اس کی طبیعت کی نرمی ہے جو اس کو خوبصورت بناتی ہے اور سب سے بری چیز جو اس کو خراب کر دیتی ہے وہ اس کی طبیعت کی سختی اور مزاج کی سختی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا

لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولك

اگر آپ کی گفتگو میں سختی ہوتی اور آپ کے مزاج میں سختی ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے بھاگ جاتے۔ صحابہ کرام ایسے نہیں جمع ہوئے یہ آپ کے اخلاق عظیمہ کا نتیجہ

ہے۔

اولاد کے وقت کا بے کار ہو جانا:

اولاد کو فارغ رکھنا، مقصد یہ ہے ان کی پڑھائی کا وقت ہے کھانے کا وقت ہے کھیلنے کا وقت ہے ہر چیز کا وقت ہے اور وہ ضروری ہے یہ نہیں ہے کہ بچوں کو کھیلنے نہ دیا جائے، نہ کسی سے باتیں کرنے دیا جائے بلکہ ان بچوں کا نظام الاوقات (ٹائم ٹیبل) ہو اس وقت اسکول جانا ہے اور اس وقت سونا ہے، اس وقت کھانا کھانا ہے، اس وقت مدرسہ میں پڑھنے کیلئے جانا ہے اور اس وقت اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے کھیلنا ہے، یہ اس کا نظام الاوقات ہے اس نظام الاوقات کے اندر بچے کو چلائیں اس کو بیکار نہ چھوڑیں کہ پتہ نہیں کہاں گیا ہے؟ پتہ نہیں کیا کر رہا ہے؟ پتہ نہیں گھر سے کب نکلا اور کب لوٹے گا؟ اولاد کہاں گیا ہے؟ آپ کو اس کا پتہ ہونا چاہئے، اب اگر ہم نے اس میں لاپروہی کی کہ اس کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہیں کہ کہاں گیا ہے؟ کدھر نکلا ہے؟ کون اس کے ساتھ ہے؟ تو یہ لاپرواہی احساس غیر ذمہ داری اولاد کے بگاڑ میں بڑا موثر کردار ادا کرے گا، اس سے اولاد بگڑ جاتی ہے۔ ہمارے بچوں کا نظم الاوقات ہو کہ یہ اوقات ان کی پڑھائی کا ہے یہ ان کے سونے کا ہے اور یہ ان کے مدرسے کا ہے اور یہ وقت والدین کے ساتھ ان کے بیٹھنے کا ہے۔

ہر چیز کو مرتب ہونا چاہیے پنج گانہ نماز کی پابندی بھی نظام الاوقات کو مرتب کرنے کا سبق دیتی ہے کہ آپ کے نظام الاوقات کو مرتب ہونا چاہئے اسلام یہی سکھاتا ہے۔ نماز کو دیکھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اعمال میں اور تمام نیکیوں میں سب سے محبوب اور بڑی نیکی نماز ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ جب دیکھو کہ فارغ ہو تو نماز پڑھ لو بہت ہی اچھا عمل ہے، ایمان کی نشانی ہے بلکہ نماز کے لیے بھی نظام الاوقات ہے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے

لیکن اس کے باوجود اس اہم ترین عبادت کیلئے نظام الاوقات رکھا ہے۔ اس وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھنی ہے اس وقت آپ نے ظہر کی نماز پڑھنی ہے اس طرح عصر، مغرب، عشاء یہ نظام الاوقات ہیں تو اس طرح اگر والدین استاذ اور مربی تربیت کیلئے نظام الاوقات رکھیں تو ان شاء اللہ پھر دیکھیں کہ اولاد کی تربیت کیسے ہوتی ہے!

نظام الاوقات کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ بچے کا شب و روز آپ کی نظروں کے سامنے ہوگا اور پھر جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ کہ آپ اس نظام الاوقات کی خود سے نگرانی کریں اور پابندی نہ ہونے پر بچے کی گرفت کریں اس طرح شروع شروع میں آپ کا بچہ احتساب کے ڈر سے پابندی کرے گا اور پھر آہستہ آہستہ اس نظام کی پابندی کرنا اس کی عادت نہیں بلکہ فطرت بن جائے گی۔ اور فطرت کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ تبدیلی نہیں آتی۔

برے دوستوں کی صحبت:

نبی ﷺ کے ارشادات میں اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ دیکھو اچھے دوست اور اچھے ساتھی کی مثال اس خوشبو جیسی ہے جس سے آپ کو فائدہ پہنچے گا آپ کو خوشبو آتی رہے گی، آپ کے دل و دماغ میں تازگی رہے گی دل و دماغ کے لیے فرحت اور سکون سامان میسر رہے گا اور ممکن ہے کہ آپ کو خوشبو بھی مل جائے، لیکن اگر کچھ بھی نہیں ملے تب بھی جب تک خوشبو کی مجلس میں بیٹھے ہیں اس وقت تک تو دل اور دماغ کو تازگی ملتی رہے گی۔ اور بری صحبت اور برے دوستوں کی مثال آگ کی بھٹی سے دی ہے کہ اگر آپ وہاں بیٹھے ہیں تو وہاں سے دھواں آرہا ہے وہاں سے آگ کی بدبو آرہی ہے، آگ کے شعلے آرہے ہیں، اس کی گرمائش آرہی ہے، ممکن ہے کہ کوئی چنگاری آپ کے کپڑے بھی جلادے لیکن اگر وہ نہ بھی ہو پھر بھی آگ اور دھواں آپ کو تھپیڑے مار رہا ہے۔ جس سے آپ کو تکلیف ہوگی۔ اس لئے ہمیشہ اپنی اولاد کیلئے اس

بات کی بھی فکر ہونی چاہئے کہ ان کے دوست کون ہیں؟ ان کے ساتھی کون ہیں؟

دوستوں کی قسمیں:

اب آج کل دوستوں کی بھی کئی قسمیں ہوگئی ہیں پہلے زمانہ میں صرف دوست تھے انسانی شکل میں۔ اب آگئے دوست کاغذی شکل میں، یہ کون سا رسالہ پڑھتا ہے؟ اور دوست آگئے ہیں سی ڈی کی شکل میں، کہ یہ کون سی سی ڈی دیکھتا ہے؟ انٹرنیٹ میں کیا کرتا ہے یہ ساتھی ہیں، جیسے بہترین ساتھی اچھی کتاب کو کہا گیا ہے کہ انسان کا بہترین ساتھی کتاب ہے، اب اس کی کسی سے دوستی نہیں ہے وہ تو اپنے کمرے میں ہے، ہم بے فکر ہوں گے لیکن کمرے میں اس کی اماری میں ڈائجسٹ کون سے ہیں؟ اس میں رسالے کون سے ہیں؟ اس میں سی ڈی کون سی ہے؟ انٹرنیٹ کی کون سی ویب سائٹ یہ استعمال کررہا ہے؟ موبائل کو کس طرح استعمال کررہا ہے؟ یہ بھی ایک ساتھی ہے جو ہم نے اپنے بچے کو فراہم کیے ہیں، جو ہر وقت جیب میں رکھا ہوا ہے۔ خلاصہ یہ کہ سب سے بڑی خرابی انسان میں دوستی سے آتی ہے:

المرء علی دین خلیله فلینظر من یخالل

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے یہ دیکھ لیں کہ یہ دوستی کس سے کررہا ہے؟

اس لئے اپنی اولاد کی تربیت کے اندران بنیادی امور کو مدنظر رکھا جائے کہ زوجین میں اتفاق ہو۔ آپس کے امور کو آپس میں نمٹایا جائے، اولاد پر زوجین کے اختلافات آشکارہ نہ ہونے پائیں، تربیت میں اپنے چھوٹوں پر شفقت کے عنصر کو غالب رکھا جائے، پیار سے تربیت کی جائے، تو بات دل میں اترے گی اور سختی سے تربیت کرنے سے صرف ظاہری تربیت ہوگی باطنی معاملہ خطرناک حد تک بگڑ سکتے ہیں۔

بروقت نکاح نہ ہونا:

اپنی اولاد کا بروقت نکاح کرنا چاہئے ایک بہت بڑی خرابی اس وقت جو معاشرے میں ہے کہ وہ اولاد کا نکاح بروقت نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ابھی پڑھ رہا ہے بالآخر وہ اتنا پڑھ جاتا ہے کہ اپنے والدین کو پڑھاتا ہے۔ والد کراچی کا پڑھا ہوا ہے، بیٹا آکسفورڈ سے پڑھ کر آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ پاپا آپ نے تو کراچی میں پڑھا ہے میں تو لنڈن سے پڑھ کر آیا ہوں یہ جو بات آپ کر رہے ہیں یہ پرانی سوچ ہے یہ غلط ہے۔ میری تعلیم زیادہ ہے جدید تہذیب سے ہم آہنگ ہے آپ کی تعلیم کم ہے۔ مشہور شاعر اکبر الہ آبادی کا شعر ہے

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
جن کو پڑھ کر بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

جب بروقت نکاح اور رشتہ نہیں ہوتا ہے اور وہ تعلیم زیادہ حاصل کر لیتے ہیں تو پھر وہ کہتے ہیں آپ کو کیا پتہ ہے! مجھے تو وہ لڑکی پسند ہے، بہت پڑھی لکھی ہے بہت سمجھدار ہے۔ میرے ساتھ اس نے آکسفورڈ میں پڑھا ہے میرے ساتھ وہاں رہی ہے، نکاح سے پہلے ہم ایک دوسرے کے ساتھ رہے ہیں، ہم نے ایک دوسرے کو جانچا ہے، ایک دوسرے کو پرکھا ہے، یہ آپ کا دیکھا صحیح نہیں ہے۔ زندگی میں نے گذارنی ہے یا آپ نے گذارنی ہے۔ بیٹی کہتی کہ میں نے اس کو پسند کیا ہے بڑا اچھا لڑکا ہے، میں پڑھی لکھی ہوں، امی آپ کو کیا پتہ ہے آپ تو صرف روٹیاں پکاتی ہیں۔ میں اس کو جانتی ہوں میں نے باہر کی دنیا دیکھی ہے آپ کو معلوم ہی نہیں باہر کی دنیا کیسی ہے؟

تو میرے عزیز دوستو میرے مسلمان بھائیو!

ہماری اولاد ہمارا بہترین سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت

ہے۔ اس نعمت کی قدردانی ان کی تربیت ہے تاکہ یہ اولاد دنیا و آخرت میں راحت کا سامان بنے اور آپ کی بہترین تربیت کا حسین ترجمان بن کر آپ کے لیے نیک نامی کا سبب بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے

وبنین شھودا ۝

جب آپ گھر میں آتے ہیں اپنی اولاد کو دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے آپ باہر سے تھکے ہارے آتے ہیں، اندر سے بیٹا آتا ہے ادھر سے بیٹی آتی ہے نواسی پوتی آتی ہیں اور آپ ان کے ساتھ کھیلتے کودتے ہیں۔ آپ کے بدن کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں لیکن یہ راحت صرف اس دنیا میں نہ ہو بلکہ مرنے کے بعد بھی ہو اور یہی راحت وہ اولاد دے سکتی ہے جن کی ہم درست تربیت کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!!

اس سلسلے میں تربیت اولاد کے حوالے سے بعض دفعہ ساتھی پوچھتے ہیں کہ کسی کتاب کی بھی رہنمائی فرمائیں تو ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے "اسلام اور تربیت اولاد" کے نام سے سعودی عرب کے ایک عالم کی عربی زبان میں لکھی گئی کتاب کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ وہ ان کی ایک بے مثال کتاب ہے یہ کتاب ضرور ہمارے پاس ہونی چاہئے۔ والدین اس کتاب کا مطالعہ کریں تاکہ والدین کو پتہ چلے کہ کس طرح تربیت کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کامیاب مومن

کامیاب مؤمن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ کُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ کُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ

اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

عزیز دوستو مسلمان بھائیو!

سورۂ احقاف آیات نمبر ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ میں نے تلاوت کی ہیں۔ اس چھبیس ویں پارے میں اللہ رب العزت نے اسلامی معاشرے کا نقشہ ذکر کیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کس کو کہا جاتا ہے؟ اور مسلمانوں کا حسن معاشرت اور ایک مسلمان کی اسلامی زندگی کس کو کہتے ہیں؟ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب مؤمن کی صفات ذکر فرمائی ہیں جن میں سے چھ سورۂ احقاف میں ہیں اور اس کے بعد سورۂ محمد آتی ہے دو صفات اس میں ہیں اور اس کے بعد والی سورۃ کا نام سورۂ فتح ہے دو صفات اس میں ہیں۔ ان آٹھ صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے والا مؤمن فتح اور کامیابی پاتا ہے۔ در سورۂ فتح کے بعد سورۂ حجرات ہے یہ کامیاب مومن جس نے اپنے اندر ان آٹھ صفات کو پیدا کیا ہے یہ جب کامیاب ہوتا ہے تو معاشرے کے اندر اجتماعیت کیلئے آٹھ مزید صفات ہیں یہ کل سولہ نکات اسلامی معاشرے کے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

سب سے پہلے سورۃ الاحقاف میں اللہ تعالیٰ نے مؤمن اور کافر کا ذکر فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر انہوں نے استقامت دکھائی عقیدہ توحید کو اپنایا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قبول کیا اور پھر اس پر جم گئے یعنی اللہ تعالیٰ کو مانا ہے تو اب اس کے احکام اور اس کی بات کو بھی ماننا ہے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارنا ہے، اس بات پر۔ پکے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ایمان لانے والے اور ایمان پر استقامت ور جے رہنے والے لوگ ہیں

اولئک اصحب الجنۃ

یہی جنت والے لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مومنین سے خوش ہوتا ہے جو دین پر آنے کے بعد دین پر جم جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

احب الاعمال الی اللہ ادومھا و ان قل

اللہ تعالیٰ کو وہ عمل پسند ہیں جن میں ہیشگی ہو خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

آپ کا معمول ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں آپ دس منٹ ہی کیوں نہ کرتے ہوں مگر کرتے تو روزانہ ہیں۔ اگر آپ نے ایک گھنٹہ تلاوت چار دن کی، باقی پورا مہینہ غائب اس سے اللہ تعالیٰ کو وہ دس منٹ کی تلاوت زیادہ پسند ہے جو روزانہ ہو۔

عمل کے اندر دوام اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے اب یہ جو استقامت دکھانے والے مومنین ہیں ان کی چھ صفات اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ مومنین ان چھ صفات کو اپنائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائیں گے۔

ہر چیز کا الگ اثر ہے گرمی کا، سردی کا، اے سی کا، پنکھے کا، ہر چیز کا ایک اپنا رنگ اور اپنا اثر ہے جو انسانی جسم کو متاثر کرتا ہے اس طرح انسانی عمل کا اثر ہے جو اس کے قلب کو متاثر کرتا ہے، مادی چیزیں مادی جسم کو متاثر کرتی ہیں، کھانے پینے کی چیزیں، انسان کی ضروریت کی چیزیں اس جسم کو متاثر کرتی ہیں، اس طرح انسان جب عمل کرتا ہے اچھا یا برا تو وہ روحانی طور پر انسان کے دل کو متاثر کرتا ہے، اگر وہ اچھا عمل ہے تو دل پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اچھے انوارات آتے ہیں، اگر وہ برا عمل ہے تو دل پر اس کی ظلمت اور تاریکی کے بادل سائبان بن کر مسلط ہو جاتے ہیں جس سے دل کی دنیا ویران وصحراء اور بیابان کی منظر کشی کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا

کلا بل ران علیٰ قلوبھم

ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔

حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

اذا اذنب عبد النقط نقطة سوداء فی قلبه

جب بندہ گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس نافرمانی کی وجہ سے دل پر سیاہی کا ایک دھبہ لگ جاتا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنین کی چھ صفات بیان فرمائی ہیں تاکہ ان کو اپنا کر مومن کامیاب ہو جائے۔

پہلی صفت:

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا

مومن اپنے والدین کا بڑا خدمت گار ہوگا، والدین کی خدمت گزاری، والدین کے ساتھ اچھا سلوک، والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ یہ کوئی نفلی عمل نہیں ہے بلکہ لازمی ہے۔ شرط یہ ہے کہ بات جائز ہو، ناجائز کسی کی بھی نہیں، نہی۔ چنانچہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر ذکر فرمائی ہیں: سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وقضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا

اور یہاں بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو خاص کر جب ان میں سے کوئی بڑی عمر کو پہنچ جائے تو اس وقت اف بھی نہ کیا کرو اور گفتگو بھی نرمی کے ساتھ کرو اور ان کے سامنے بھی باادب رہا کرو۔ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان والد کے ساتھ چلے تو تھوڑا پیچھے چلے، آگے نہ چلے، آداب کے خلاف ہے والد کے سامنے گفتگو کریں تو آہستہ کریں، اونچی آواز میں گفتگو نہ کریں۔ یہ بھی آداب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متقین اور کامیاب مومن کی پہلی صفت جو بیان فرمائی ہے

کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا ہوتا ہے اور خاص کر والدہ چوں کہ وہ زیادہ تکلیف اٹھاتی ہے:

حملته امه کرها و وضعته کرها وحمله وفصله ثلثون شهرًا

ماں نے تمہیں اپنے پیٹ میں رکھا بڑی تکلیف میں پھر اس کے بعد تمہیں دودھ پلاتی رہی تمہیں گود میں اٹھاتی رہی۔ اس وجہ سے اس کا حق زیادہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے خدمت میں ماں کا حق زیادہ ہے اور ادب میں والد کا حق زیادہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ ماں باپ کا حق کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے بڑی ہی مختصر بات ارشاد فرمائی، فرمایا:

هی جنتك ونارك

ماں باپ تمہاری جنت ہیں یا تمہاری جہنم بھی۔

ماں کی اطاعت ان کی خدمت ان کو خوش رکھا تو تمہاری جنت ہیں اور اگر ان کو ناراض کیا ان کو رلایا ان کا دل دکھایا تو پھر تمہاری جہنم ہیں۔ بس پھر جہنم کی تیاری کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو محبت کی نگاہ والدین پر ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کو حج مقبول کا ثواب دے گا۔ صحابی نے کہا: اللہ کے رسول اگر کوئی دن میں ستر دفعہ نگاہ ڈالے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ بہت پاک ہے اللہ تعالیٰ کے پاس بہت زیادہ ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ ستر حج کا ثواب نہیں دے سکتے؟ ستر بار دیکھو یا ستر ہزار دفعہ دیکھو۔ اللہ کے نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ والدین پر محبت کی نگاہ ڈالنے پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے جیسے تم نے کعبہ شریف کا طواف کیا ہو۔

دوسری صفت:

رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ

مومن اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہتا ہے یہ شکر گزاری اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ حضرت داود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دی اور بادشاہت بھی دی اور جب دونوں چیزیں مل گئیں تو سمجھیں کہ دین و دنیا سب کچھ مل گیا، اللہ تعالیٰ نے حضرت داود علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے شکر گزار بندے بن جاؤ۔ حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ میں آپ کا شکر تو ادا کرتا ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ شکر ادا کرنے کے بعد مجھے یہ خیال آتا ہے کہ شکر جو میں نے ادا کیا یہ میں نے کوئی کمال نہیں کیا، یہ شکر بھی آپ کی توفیق سے ہے۔ نعمت، دولت، حکومت، نبوت سب چیزیں آپ نے دی ہیں اور شکر کی توفیق بھی آپ نے دی ہے۔ یا اللہ میرا تو کچھ بھی نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے داود جس نے یہ سمجھ لیا اس نے میرے شکر کا حق ادا کر دیا۔

اب ہم شکر گزار کیسے بنیں؟ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے اس کا طریقہ بتلایا ہے کہ جب وہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھے گا تو خود شکر ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا دین میں اوپر والے کو دیکھو اور دنیا میں نیچے والے کو دیکھو۔ ہم الٹا کرتے ہیں کہ میں تو چار نمازیں پڑھتا ہوں وہ تو چار نمازیں بھی نہیں پڑھتا۔ صرف جمعہ کی پڑھتا، لہٰذا میرے لئے وہی چار کافی ہیں۔ فجر میں اگر نہیں آتا تو کوئی بات نہیں ہے فلاں تو ظہر اور عصر میں بھی نہیں آتا۔ فرمایا دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور ہم اوپر والے کو دیکھتے ہیں میرے پاس دس لاکھ والی گاڑی ہے، اس کے پاس تو پچاس لاکھ والی گاڑی ہے۔ کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ بسوں پر لٹک کر بھی کوئی جا رہا ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی سڑک کے کنارے پیدل بھی جا رہا ہے۔ جس کے پاس بس کا کرایہ بھی نہیں جو اس بات کی بھی کوشش کرتا ہے کہ یہ بیس روپے بھی بچالوں، چائے پی لوں گا، روٹی کھالوں گا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جا رہے تھے پاؤں میں جوتی بھی نہیں تھی، کہنے لگے یا اللہ! میرے پاؤں میں تو جوتی تک نہیں ہے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد دیکھا آگے ایک شخص تھا اس کے پاؤں ہی نہیں تھے۔ فرمایا: یا اللہ تیرا شکر ہے میرے پاؤں تو ہیں۔

محترم سامعین! بندہ اس وقت شکر گزار بنتا ہے جب وہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ اپنے سے نیچے والے کو جب دیکھو گے تو تمہارا دل کہے گا الحمد للہ، الشکر للہ یا اللہ تیرا شکر ہے یا اللہ ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ اور رب تعالیٰ کا وعدہ ہے

لئن شکرتم لأزیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید

جب تم شکر گزار بنو گے تو میں زیادہ دوں گا۔

تو پھر میری نعمتیں تمہارے اوپر برستی رہیں گی

تیسری صفت:

مومن عمل صالح کرنے والا ہو ایسے عمل صالح کے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ جس کی آسان تعبیر اپنی زندگی کو نبی علیہ السلام کی سنت سے ملا کر چلنا ہے، اس لئے کہ رب کا اعلان ہے کہ زندگی میرے نبی کی طرح بناؤ گے تو تم مجھے راضی کرنے والے ہو گے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یحببکم اللہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گا تمہیں اپنا محبوب بنا دیں گے۔

آج سنت کو دھتکارتے ہیں اور کہتے کیا ہیں: سنت ہے فرض تو نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے: سنت سبحان اللہ یہی تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

چوتھی صفت:

مومن اپنی اولاد کے لیے بھی فکر مند ہوتا ہے والدین کا فرماں بردار اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کا تابع دار ہوتا ہے اور اولاد کے بارے میں فکرمند ہوتا ہے کہ میری اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی اور نبی ﷺ کے طریقوں پر چلنے والی ہو۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھلادی

ربنا هب لنا من ازواجنا و ذرّيٰتنا قرة اعين

اے اللہ! ایسی اولاد عطا فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

ورنہ آج چوری ڈاکہ اور دیگر برائیوں کو پھیلانے والے وہ بھی تو کسی کی اولاد ہیں لیکن وہ اپنے والدین کیلئے نہیں بلکہ پورے معاشرے کیلئے تکلیف دہ اور پریشان کن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قہر وعذاب کے مظہر بنے ہوئے ہیں اولاد کی اصلاح کی فکر کرنا۔ اصلاح کی فکر میں سب سے پہلی بات نام اچھا رکھو تا کہ اثر اچھا ہو نام برے لوگوں کے ہوں گے تو اثر بھی برا ہی ہوگا۔ اچھے نام رکھو، اچھی تعلیم دو، اچھی تربیت کرو اور اچھی جگہ نکاح کرو۔ جب یہ ساری چیزیں اچھی ہوں گی پھر دیکھیں اپنی اولاد کو کیسی فرماں بردار ہوگی (ان شاء اللہ) یہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت قریب آیا اور وہ محسوس کر گئے کہ اب میں زندہ نہیں رہوں گا تو انہوں نے اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان سے فرمایا اے میرے بچو!

ماتعبدون من بعدی

میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے تم کس دین کے پر چلو گے؟

اولاد نے جواب دیا ہم اس دین پر چلیں گے جس دین کو آپ لیکر آئے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام لیکر آئے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی

اے رب مجھے نماز کا پابند بنا اور میری اولاد کو بھی نماز کا پابند فرما۔

تو اول دیکھئے فکر مند ہوتا کہ میری اولاد گناہوں سے بچ جائے۔ مگر آج اولاد والدین کے سامنے گانے سنتے ہیں۔ اولاد اور والدین مل کر فلمیں دیکھتے ہیں ٹی وی، وی سی آر اور نامحرم عورتوں کو دیکھتے ہیں اب وہ حیاء اور غیرت ختم ہوتی جارہی ہے جو کبھی بڑے بزرگوں اور ان کی تربیت میں دیکھی جاتی تھی۔

پانچویں صفت:

پانچویں صفت کہ مومن توبہ کرنے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو مومن کا استغفار اور توبہ بہت زیادہ پسند ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دن میں سو سو دفعہ استغفار پڑھتا ہوں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے جس نے استغفار کو اپنے لئے لازم کر لیا جو ہمیشہ استغفار کرتا ہو اور معافی کا طلب گار ہو

جعل اللہ لہ من کل ھم فرجا ومن کل ضیق مخرجا

اللہ تعالیٰ ہر پریشانی میں اس کے لئے راستہ اور ہر تکلیف میں اس کے لئے آسانی فرماتے ہیں۔ استغفار (اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا) اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن کے اعمال حسنہ میں سے ایک بہترین عمل ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ○

اے قوم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں وہ تم پر بارشیں برسائے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد دے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہیں

باغات دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں نہریں دے گا۔

صرف استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ پانچ انعامات عطا فرما رہے ہیں، جب مومن استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے استغفار سے خوش ہو کر بارشیں برساتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو پھر اموال میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اس طرح تمہاری اولاد میں بھی اللہ تعالیٰ اضافہ کرتا ہے اور تمہارے وہ باغات جو خشک ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں بھی پھل دیتا ہے اور نہروں میں پانی جاری کردیتا ہے تاکہ میرے بندے خوش ہوجائیں یعنی ایک استغفار پر اللہ تعالیٰ پانچ انعامات سے نوازتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب له

گناہوں سے توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسا پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

توبوا الی الله جمیعا ایها المومنون لعلکم تفلحون

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

اللہ تعالیٰ کو مومن کا توبہ اور استغفار بہت پسند ہے۔ نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد تین دفعہ استغفر اللہ پڑھتے تھے۔ صحیح حدیث میں یہ بات منقول ہے۔ حالانکہ نماز جیسی عبادت کی ہے۔ اسی وجہ سے حاجیوں سے کہا کہ تم جب حج سے واپس آؤ تو استغفار پڑھا کرو

ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا الله

جب تم میدان عرفات سے لوٹو تو اپنے رب سے استغفار مانگو۔

اللہ تعالیٰ کو اس مومن کا استغفار کتنا پسند ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

الا من تاب وامن وعمل عملاً صالحًا فاولئك

يبدل الله سياتهم حسنات

بسا اوقات جب مومن توبہ کرتا ہے اور اس توبہ میں اس کا خلوص شامل ہوتا ہے اور یہ حقیقت میں پشیمان ہوتا ہے اور یہ بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں صرف گناہ نہیں معاف ہوتے بلکہ ان گناہوں کے بدلے میں اللہ پاک اس کو نیکیاں بھی دیتا ہے۔ اس رب کی بارگاہ میں کوئی آ کر آنسو بہائے کوئی آ کر روئے تو سہی پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے وہ اعلان کرتا ہے کہ وہ گناہ تو معاف کرنا اپنی جگہ میں ان گناہوں کے بدلے میں نیکیاں ڈال دوں گا۔

چھٹی صفت:

اپنے مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرنا، مسلمان کو اپنے اسلام پر فخر ہوتا ہے۔ اسلام اس کے پاؤں کی زنجیر نہیں ہوتی کہ اس سے پاؤں کو چھڑاؤ بلکہ وہ اس کے گلے کا ہار ہوتا ہے پچھ یہ کہتے ہیں لوگ کیا کہیں گے؟ یہ بات تو ابو طالب نے کہی تھی کہ لوگ کیا کہیں گے؟ مکہ کی عورتیں کیا کہیں گی؟ اور آخرکار ابو طالب ڈر گئے۔ آج ہمارا یہی حال ہے کہ اگر میں نے ڈاڑھی رکھ لی یا پگڑی پہن لی تو لوگ کیا کہیں گے۔

ہمارے ایک بزرگ حضرت مولانا زین العابدینؒ فرماتے تھے کہ انسان جانور بننے کی طرف جا رہا ہے انسان نے دیکھا کہ جانور کھڑے ہو کر کھاتا ہے تو اس نے کہا ہم کتنے پیچھے رہ گئے ہیں۔ انہوں نے بھی کھڑے ہو کر کھانا شروع کر دیا۔ ترقی یافتہ لوگ دیکھیں کتنے آرام سے کھڑے ہو کر کھا رہے ہوتے ہیں۔ پھر انسان نے دیکھا کہ یہ جانور تو پیشاب بھی کھڑے ہو کر کرتا ہے اور میں کتنے تکلفات کرتا ہوں اور بیٹھ جاتا ہوں۔ تو لہٰذا میں بھی یہ کام کروں اس طرح انسان نے دیکھا کہ جانور نے ٹوپی نہیں پہنی تو اس نے ٹوپی بھی اتار دی۔ ابھی اور بھی بہت ساری چیزیں ہمارے اندر ہیں۔ مگر یاد رکھیں انبیائے کرام علیہم السلام ہمیں انسان بناتے ہیں اور آج کا معاشرہ ہمیں

جانور بنتا ہے لیکن اس معاشرے میں سارے ہی ایسے ہیں اس لئے ہمیں یہ اچھا لگتا ہے۔

ساتویں صفت:

گذشتہ چھ صفات کا ذکر سورۂ احقاف کی ان آیات میں جو ابتدا میں تلاوت کی گئیں۔ اب سورۂ محمد میں مومنین کی ساتویں صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مومن مرد مجاہد ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے اپنے مال، اپنی جان کو بھی قربان کرتا ہے۔ اپنے وقت اور اپنی صلاحیت کو بھی اللہ کے دین کے لیے صرف کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو اسلام پر فخر ہے، مجھے اپنا گھر اچھا لگتا ہے دیوار خراب ہوگی تو ٹھیک کرواؤں گا، گاڑی خراب ہوگی مجھے اچھی لگتی ہے ٹھیک کراؤں گا، مجھے اسلام اچھا لگتا ہے جہاں میں دیکھوں گا کوئی سلام کو نقصان پہنچا رہا ہے وہاں میں اپنی صلاحیت لگاؤں گا، اپنا مال لگاؤں گا اور نہیں تو جان بھی قربان کروں گا مگر اسلام کو نقصان پہنچانے والوں کو نہیں چھوڑوں گا اس لئے کہ مجھے اسلام سے محبت ہے۔

اسلام کو اگر کوئی خراب کرے یا نقصان پہنچائے تو میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں میں کسی کافر، کسی گستاخ کی گستاخانہ باتوں کو کیسے برداشت کر سکتا ہوں؟

یہ ہمارا حال ہے کہ کافروں کو خوش کرنے کیلئے ہم کیا کچھ کر دیتے ہیں!! مومن تو مرد مجاہد ہوتا ہے اس کو اسلام پر فخر ہوتا ہے اور وہ دین پر اپنی جان کو قربان کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے مومنین کے بارے میں فرمایا ہے

ویدخلهم الجنة عرفها لهم ○ یا ایها الذین امنوا
ان تنصروا الله ینصرکم ویثبت اقدامکم ○
والذین کفروا فتعسا لهم واضل اعمالهم ○

رب ایسے مومنین کو جنت میں داخل کروائے گا اور ان کا استقبال ہوگا جنہیں

اسلام پر فخر ہوتا ہے اور اسلام پر اپنی جان اور مال کو لگانے والے ہوتے ہیں۔

آٹھویں صفت:

مومنین صلہ رحمی کرنے والا ہوتا ہے اور یہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ پیش آتا ہے۔

ان آٹھ صفات کے بعد سورۂ فتح ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کیلئے فتح اور کامیابی ہے اور ایسے مومن کامیاب ہیں۔

پھر سورۂ فتح کے آخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

رسول اللہ کے صحابہ! اے عام مسلمانو! یہ جو تمہیں آٹھ صفات دی گئی ہیں ان آٹھ صفات کا نتیجہ اشداء علی الکفار ہے کہ مسلمان کافروں کے بارے میں بڑا سخت ہوتا ہے۔ سخت ہونے کا مقصد یہ ہے کہ کافر کو اپنے دین میں مداخلت نہیں کرنے دیتا۔ یہ نہیں ہے کہ جہاں کافر ملے اور ہم اس کو گریبان سے پکڑ لیں، لیکن اگر وہ کافر ہمارے دین کے بارے میں یا ہماری شریعت کے بارے میں کوئی بات کرے گا مسلمان اس معاملے میں برداشت نہیں کرے گا۔ اللہ اور رسول کی بات کو آج کا کافر یا چودہ سو سال پہلے کا کافر ٹھکرائے گا تو اس سلسلے میں مومن سیسہ پلائی مضبوط دیوار بن کر اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

رحماء بینھم آپس میں بڑے رحم دل اور بڑی محبت کرنے والے ہیں اپنے والدین سے، اپنے رشتہ داروں سے، عام مسلمانوں سے، نبی علیہ السلام نے فرمایا، مومن ایک جسم کی مانند ہیں۔ جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے مسلمانوں کو کسی بھی جگہ تکلیف ہو تو سارے مسلمان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

تراهم رکعًا سجدًا آپ ان کو دیکھو گے تو رکوع میں سجدے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں ہوں گے۔

میرے عزیز دوستو!

یہ جو اللہ تعالیٰ نے صفت ذکر فرمائیں، والدین کا خدمت گزار، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر گزار، اولاد کیلئے فکر مند ہو تو یہ استغفار کرنے وال، اسلام پر فخر کرنے وال، مرد مجاہد ہو اور صلح رحمی کرنے وال ہو یہ آٹھ صفت کامیاب مومن کے اندر پائی جاتی ہیں۔

نتقبل عنهم احسن ما عملوا و نتجاوز عن سيأتهم في اصحب الجنة وعد الصدق الذى كانوا يوعدون ○

یہ وہ مومن ہے جن کی اچھائیاں ہم قبول کریں گے اور ان کی چھوٹی موٹی غلطی کو ہم معاف کریں گے، اور یہ جنتی لوگ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔

یہ وہ مومن ہے جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے جنت کا وعدہ کیا ہے جس نے بھی یہ صفات پیدا کیں اس کو میں اپنی جنت میں داخل کروں گا۔

ہمیں اس جنت کو حاصل کرنے کیلئے ان بیان کردہ صفات کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

سلام کی اہمیّت وفضیلت

سلام کی اہمیّت اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ○

وقال اللّٰہ تعالٰی: فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

عن عمران بن حصین ﷺ قال جاء رجل الی النبی ﷺ فقال السلام علیکم فردہ علیہ ثم جلس فقال النبی ﷺ عشر ثم جاء فقال

السلام عليكم ورحمة الله فرده فجلس فقال
رسول الله ﷺ عشرون ثم جاء آخر فقال
السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرده عليه
فجلس فقال النبي ﷺ ثلاثون

محترم دوستو اور بزرگو!

میں نے آپ حضرات کے سامنے سورۂ نساء اور سورۂ نور کی ایک ایک آیت تلاوت کی اور جناب نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ پڑھی، ان آیات مبارکہ اور حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول ﷺ نے سلام کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کو ذکر فرمایا ہے۔

دنیا کی ہر مہذب قوم میں یہ طریقہ ہے کہ جب دو آدمی آپس میں ملتے ہیں تو ابتدائی طور پر اس قوم کے ہاں کوئی نہ کوئی کلمہ ہوتا ہے جس کو ادا کرنے سے وہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اور آپس میں ان کو محبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ اسلام سے قبل جب ہم ایک دوسرے سے ملتے تھے تو اَنْعِمْ صباحا انعم مساء تمہاری صبح اچھی ہو تمہاری شام اچھی ہو۔ آج کے دور میں اس کے متبادل اہل مغرب سے متاثر لوگ گڈ مارننگ (Good Morning) کہتے ہیں، گڈ نائٹ (Good night) کہتے ہیں، اس طرح دیگر قوموں میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ مختلف قوموں میں مختلف رواج ہیں اور زمانہ اسلام سے قبل عربوں کے ہاں بھی ان کے اپنے الفاظ تھے، لیکن اسلام نے آکر ان تمام الفاظ کو یکسر ختم کر دیا اور ان الفاظ کے بجائے سردار انبیاء ﷺ نے ایسے پیارے اور بہترین الفاظ سکھائے کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور وہ الفاظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہیں۔ چنانچہ سلام کی کیا حیثیت ہے اور شریعت میں اس کی کیا قدر

ومنزلت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سلام کی فضیلت کیا ہے؟

سلام کی قدر ومنزلت:

سلام کی قدر ومنزلت کیلئے یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علیٰ انفسکم

جب تم لوگ اپنے گھروں میں جاؤ تو اپنے گھر والوں پر سلام کیا کرو۔

اور پھر آگے اللہ تعالیٰ نے اس سلام کی فضیلت بھی ذکر کی، فرمایا:

تحیة من عند اللہ مبارکة طیبة

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دعا ہے۔

بڑی مبارک دعا ہے، برکتوں والی دعا ہے، ہر قسم کی خیر اس میں موجود ہے۔ برکت کے معنی آتے ہیں کثیر الخیر۔ جس بھی چیز میں خیر بہت زیادہ ہو تو کہتے ہیں برکت ہوگئی اور دوسرا کلمہ طیبة پاک دعا ہے۔ جب تم برکت اور پاک دعا کرو گے تو بڑی ہی برکتیں آئیں گی، گھر کے اندر آئیں گی، اللہ تعالیٰ لائیں گے۔ گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو سلام کرو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! دوسری جگہ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے سلام کے جواب کی تعلیم دی ہے، فرمایا:

واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها

جب تمہیں کوئی سلام کرے تو جواب اس سے اچھا دو یا وہی لوٹا دو۔

جب کوئی سلام کرے السلام علیکم تو تم جواب میں کہو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اگر تمہیں کوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو تم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو مکارم اخلاق کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔ اچھے اخلاق اور اچھی صفات، عمدہ صفات کی اسلام تعلیم دیتا ہے۔ جب کوئی سلام کرے تو اس کا جواب اس سے، چھا دو یا کم سے کم اسی طرح کا

جواب دو۔ یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ تو سلام کرنے کی پہلی حیثیت یہ ہوئی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

''سلام'' اللہ کا نام:

دوسری حیثیت یہ ہے کہ مشہور مفسر قاضی ابوبکر ابن العربیؒ اپنی تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں: لفظ سلام یہ تو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کے جو پاکیزہ نام ہیں ان میں سے ایک نام ''السلام'' ہے۔ السلام علیکم کہنے والا گویا کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام کو پڑھتا ہے۔ اور اپنی تفسیر میں آگے چل کر حضرت سفیان ابن عیینہ رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں سلام تو سلامتی سے ہے اور سلام کرنے والا گویا یہ بتا رہا ہے جس کو سلام کر رہا ہے ''انت آمن منی'' تو مجھ سے امن میں ہے میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا یہ اللہ کا نام مبارک ہے۔

سلام ایک دعا:

السلام علیکم کی تیسری حیثیت یہ ہے کہ سلام کرنے والے کی طرف سے بہترین دعائیہ کلمہ ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ نے کسی کو اسلام علیکم کے بجائے کچھ اور کہا، آپ نے گڈ مارننگ کہا مطلب یہ کہ آپ کی صبح اچھی ہو، کیا فائدہ ملا اس سے، یا اس کے علاوہ جن قوموں کے جو الفاظ ہیں وہ کہے تو ان کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے، لیکن جب آپ نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے اپنے مخاطب کو تین دعائیں دیں: سلامتی کی دعا دی، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کی دعا دی۔ ایک ہی ملاقات میں آپ نے اپنے مخاطب کو تین بہترین دعائیں دیدیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے مخاطب سے کہا کہ تم بھی اس کو یہی دعا دو اور وہ بھی کہے گا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اسلام کتنا پیارا مذہب ہے اور اس کی تعلیمات کتنی شاندار ہیں کہ ایک اجنبی مسلمان بھی جب کسی سے ملتا ہے تو اس کو پہلی ملاقات میں تین دعائیں دیتا ہے۔

اللہ کا نبیوں کو سلام:

چوتھی حیثیت یہ ہے کہ یہ وہ بہترین کلمہ ہے جسے اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے نبیوں کیلئے اور اپنے رسولوں کیلئے استعمال کیا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

سلام علی نوح فی العلمین ○

سلام ہو حضرت نوح علیہ السلام پر تمام جہان والوں میں۔

کون سلام کر رہا ہے؟ اللہ رب العزت! دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

سلام علی ابراھیم ○

سلام ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

سلام علی موسی وھرون ○

سلام ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور حضرت ہارون علیہ السلام پر

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

سلام علی المرسلین ○

سارے رسولوں پر ہمارا سلام۔

اور پھر اہل ایمان کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ انعام عطاء فرمایا:

واذا جاء ك الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علیٰ نفسه الرحمة

اے نبی ﷺ جب آپ کے پاس ہمارے مومن بندے آئیں تو سب سے پہلے آپ کہیں سلام علیکم تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اعلان ہوگا۔

سلام علیکم بما صبرتم

سلام ہو تم پر اس بات کی وجہ سے جو تم نے صبر کیا۔

سلٰم قولا من رب رحیم ○

تم پر سلام ہے رب رحیم کی طرف سے

معلوم ہوا کہ لفظ سلام تنا پیارا کلمہ ہے اتنا بہترین کلمہ ہے اتنا اعلیٰ اور شان دار کلمہ ہے کہ اس کلمے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام اور اپنے رسولوں کیلئے محبت کی مٹھاس سے بھر کر اتارا ہے اور اپنے مومن بندوں اور اہل جنت کیلئے کہا ہے۔ لہٰذا جب بھی دو مسلمان آپس میں ملیں تو اس سے پیارا کلمہ کیا ہوسکتا ہے؟ مگر آج اس کلمے کو چھوڑ کر غیروں کے مسلط کردہ کلمات کہے جاتے ہیں، ہمارے بچے دوسروں کے طریقے سے سیکھیں اور ہم خوش ہوں کہ دیکھو میرا بچہ گڈ مارننگ کہہ رہا ہے۔ یہ خوشی کی بات نہیں ہے رونے کی بات ہے۔ اللہ کے قرآن میں جو لفظ ہیں اس کو تم نہیں سیکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو جو سکھائے ان کو نہیں سیکھتے۔ اس کے بجائے وہ قوم جس پر خدا کا غضب ہے خدا نے غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہا اور ہم خود اس کو ہر نماز میں پڑھتے ہیں ان کے الفاظ ہمیں پیارے لگتے ہیں۔ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ ہمارا کیسا اسلام ہے؟ سلام سے ہماری یہ محبت کیسی محبت ہے؟ کیسا تعلق ہے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

ایک بزرگ کا واقعہ:

حضرت معروف کرخیؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ بازار میں سے گزر رہے تھے شاگرد بھی ساتھ تھے، ایک پانی پلانے والا آواز لگا رہا تھا، لوگوں کو پانی پلا رہا تھا، ”اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کریں جو مجھ سے پانی پیئے“ لوگ پی رہے تھے اور جا رہے تھے۔ حضرت معروف کرخیؒ بھی گئے پانی پیا اور چلے گئے۔ ایک شاگرد ساتھ تھا اس نے کہا حضرت آپ کا تو روزہ تھا؟ آپ نے ایک عام پانی پلانے والے کی وجہ سے روزہ توڑ دیا۔ فرمایا: بھائی یہ پانی پلانے والا دعا دے رہا تھا ”اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو مجھ سے پانی پیئے“ کہا: پتہ نہیں اگر اس کی یہی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے روزہ تو

میں بعد میں بھی رکھ سکتا ہوں۔اس کی دعا پتہ نہیں مجھے بعد میں ملے گی یا نہیں؟

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت طفیل ہیں۔امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے استاذ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ اکثر مجھے لیکر بازار نکل جایا کرتے تھے اور بازار میں جا کر السلام علیکم السلام علیکم کر کے واپس آجاتے تھے، تو ایک دن جب میں گیا تو میں نے کہا حضرت آپ بازار میں کرتے کیا ہیں؟ نہ آپ نے کوئی چیز خریدنی ہے نہ کسی چیز کا بھاؤ لگانا ہے نہ ہی کوئی کام ہے، بجائے بازار جانے ادھر بیٹھ جائیں میں نے آپ سے جو پڑھنا ہے جو استفادہ کرنا ہے وہ حاصل کرلوں، کہا ارے ہم تو بازار نیکیاں کمانے جاتے ہیں۔جب ہم السلام علیکم کہتے ہیں تو اللہ ہمیں دس نیکیاں دیتے ہیں۔

چنانچہ عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں:

جاء رجل الی النبی ﷺ فقال السلام علیکم فرده علیه ثم جلس فقال النبی ﷺ فعشر ثم جاء فقال السلام علیکم ورحمة الله فرده فجلس فقال رسول الله ﷺ عشرون ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته فرده علیه فجلس فقال النبی ﷺ ثلاثون

ایک شخص نبی ﷺ کی مجلس میں آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم" نبی اکرم ﷺ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے دس نیکیاں کمائی ہیں۔پھر دوسرا آدمی آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا وہ بھی مجلس میں بیٹھ گیا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اسے بیس نیکیاں مل گئیں۔پھر تیسرا شخص آیا اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا آنحضرت ﷺ

نے اس کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو تیس نیکیاں مل گئیں۔

اب یہ دس نیکیاں آج ہمیں سمجھ نہیں آ رہیں، اس لئے کہ مادیت کا دور ہے اب اگر کوئی کہے یہ لو دس روپے تو فوراً سمجھ آ جائے گا اور اگر کوئی کہے یہ لو دس ڈالر پھر تو اور ہی جلدی سمجھ آ جائے گا کہ اگر جو آدمی السلام علیکم کہے گا اس کو دس ڈالر ملیں گے تو ہر آدمی السلام علیکم کہے گا بچہ ہو یا بڑا ہو، مرد ہو یا عورت ہو، ہر آدمی اپنے بچے سے کہے گا بیٹا السلام علیکم ضرور کہنا دس ڈالر ملتے ہیں اس لئے کہ دنیا کی قیمت کرنسی ہے۔ لیکن یہ نیکیوں کا تعلق زمین کے نیچے سے ہے، ڈالر کا تعلق زمین کے اوپر سے ہے، نیکیوں والی کرنسی دنیا میں نظر نہیں آتی اور نہ سمجھ میں آتی ہے تو محترم سامعین السلام علیکم یہ اسلام کا شعار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ہے اور یہ مسلمانوں کا آپس میں ملنے کا طریقہ ہے، دعائیہ کلمہ ہے، جب آپس میں ملیں یا اپنے گھر جائیں تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کریں، اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں یہ اسلامی تعلیم ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اجر وثواب ملتا ہے۔ جب یہ بہترین دعا مسلمان ایک دوسرے کو دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں، ان نیکیوں کو کمانے کا بہترین موقعہ ہے جب بھی کسی سے ملیں تو سب سے پہلے سلام کریں۔

حدیث میں آتا ہے:

السلام قبل الکلام

بات سے پہلے سلام کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان اسلامی آداب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!!!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین